# تحریکات

# تحریک تحفظِ ختم نبوت بہار

’’جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ‘‘ روزِ اوّل سے ہی تبلیغ دین اوراصلاح معاشرہ کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ فرقہ باطلہ کی سرکوبی کے لئے سرگرم ہے، چنانچہ شمالی بہار میں اپنا پر پھیلا رہے، قادیانی فتنہ سے سادہ لوح مسلمانوں کو بچانے کے لئے 2008 میں ’’جامعۃ القاسم‘‘ نے اہم رول ادا کیا۔اس سلسلہ میں ’’جامعۃ القاسم‘‘ اور بانی جامعہ مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی کی مساعی اوراس راہ میں حائل مسائل و پریشانی کی تفصیل آئندہ صفحات پر آئے گی۔جب ضلع سپول میں ایک قادیانی مجسٹریٹ شریف عالم کی سرپرستی میں قادیانیوں نے سر اٹھایا تو اس فتنہ سے مسلمانوں کو بچانے کیلئے آپ تن تنہا سینہ سپر ہو گئے اور علاقے سے قادیانیوں کو بوریا بستر سمیٹنے پر مجبور کردیا۔انہوں نے قادیانیوں کی شرانگیزی کے خلاف تحفظ ختم نبوت کیلئے آواز بلند کیا تو شریف عالم نے اپنے عہدہ کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کو ہر طرح سے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی، مگر پھر بھی ہمت نہیں ہاری۔

چنانچہ مفتی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں۔

> ’’ابتدا میں اگرچہ نہایت حوصلہ شکن حالات سے گزرنا پڑا، قادیانیوں نے جامعہ کے ساتھ میری ذات کو بھی مخدوش کرنے، بلکہ نابود کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا،لیکن خدا تعالیٰ کی مہربانی دیکھئے کہ ہر میدان میں قادیانیوں کو ذلیل ہونا پڑا۔اللہ تعالیٰ نے قادیانی مجسٹریٹ کو رسوا کرکے اس کی کرسی چھین لی اور وہ علاقے جو قادیانیت کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے ان کو سیلاب کے ذریعہ ہمیشہ کیلئے نیست و نابود کرکے قادیانیوں کو پوری دنیا کیلئے عبرت کا سبق دیا‘‘(ا)

ا۔ قادیانیوں کو غور وفکر کی دعوت (صفحہ 4 مطبوعہ 2009)



حضرت مفتی صاحب کو قادیانی مخالف تحریک میں عظیم کامیابی حاصل ہوئی۔اس طرح انہوں نے حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی تحریک کو ایک بار پھر سے زندہ کردیا اور قادیانیوں کو یہ باور کرایا دیا کہ ناموس رسالتؐ کی طرف جب بھی کوئی گستاخ کی نگاہ اٹھے گی تو عاشق رسول اس کی آنکھ پھوڑ دیں گے۔

## عقیدۂ ختم نبوت

اسلام کی بنیاد توحید اور آخرت کے علاوہ جس اساسی عقیدے پر قائم ہے وہ یہ ہے کہ نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰؐ پر نبوت اور رسالت کے مقدس سلسلے کی تکمیل ہوگئی اور آپ کے بعد کوئی بھی شخص نبی نہیں بن سکتا اور نہ ہی آپؐ کے بعد کسی پر وحی کا نزول ممکن ہے۔اس طرح نہ ایسا الہام جو دین میں حجت ہو۔یہی عقیدۂ ختم نبوت کے نام سے مشہور ہے۔پوری امت کا اتفاق ہے کہ کوئی بھی شخص اس سے ادنیٰ اختلاف بھی رکھتا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔

رسول اکرم محمد عربیؐ نے عقیدہ ختم نبوت کی سیکڑوں مرتبہ توضیح کے ساتھ یہ پیشگی خبریں بھی دی تھیں کہ

**’’لاتقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون،قريباً من ثلاثين كلهم يزعم أنه رسول الله‘‘۔**

’’قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے لگ بھگ دجال اور کذّاب پیدا نہ ہوں جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے‘‘(ا)

**’’إنه سيكون في امتي كذابون ثلاثون كلهم،يزعم انه نبيّ وانا خاتم النبين لانبي بعدی‘‘۔**

یعنی ’’قریب ہے کہ مری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا

ا۔ صحیح بخاری (صفحہ ۱۰۵۴ جلد ۲ کتاب الفتن، صحیح مسلم ص ۳۹۷ جلد ۳ کتاب الفتن)

کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا‘‘(۱)

مذکورہ احادیث میں رسول اکرمؐ نے اپنے بعد پیدا ہونے والے مدعیان نبوت کے لئے ’’دجال‘‘ کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس کے لفظی معنی ہیں ’’شدید دھوکہ باز‘‘ اس لفظ کے ذریعہ سرکار دو عالمؐ نے پوری امت کو خبردار فرمایا کہ جو بھی میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور کذاب ہوگا۔

تاریخ میں آپؐ کے بعد جتنے مدعیان نبوت پیدا ہوئے انہوں نے ہمیشہ اسی دجل وتلبیس سے کام لیا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے اپنے دعوی نبوت کو چپکانے کی کوشش کی، لیکن چونکہ امت محمدیہ قرآن کریم اور نبی رحمتؐ کی طرف سے اس بارے میں مکمل روشنی پاچکی تھی، اس لئے تاریخ میں جب کبھی کسی شخص نے اس عقیدہ میں رخنہ اندازی کرکے نبوت کا دعوی کیا تو اسے باجماع ہمیشہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔

قرون اولیٰ سے جس کسی اسلامی حکومت یا اسلامی عدالت کے سامنے کسی مدعی نبوت کا سلسلہ پیش ہوا تو حکومت یا عدالت نے کبھی اس تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ وہ اپنی نبوت پر کیا دلائل وشواہد پیش کرتا ہے؟ اس کے اس دعویٰ پر ہی اسے کافر وزندیق قرار دے کر کافروں جیسا معاملہ کیا۔

وہ مسیلمہ کذاب ہو یا اسود عنسی یا سجاح یا طلیحہ یا حارث یا پھر دوسرے مدعیان نبوت، صحابہ کرام نے ان کے کفر کا فیصلہ کرنے سے پہلے کبھی یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ وہ عقیدہ ختم نبوت میں کیا تاویلات کرتے ہیں، بلکہ جب ان کا دعویٰ نبوت ثابت ہوگیا تو انہیں باتفاق کافر قرار دیا۔ اس لئے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اس قدر واضح، غیر مبہم، ناقابلِ تاویل اور اجمالی طور پر مسلم اور طئے شدہ ہے کہ اس کے خلاف ہر تاویل اسی دجل وفریب میں داخل ہے، جس سے نبی کریمؐ نے خبردار کیا تھا۔

۱۔ ابوداؤد (صفحہ ۳۳۴ جلد ۲ باب الفتن، ترمذی ص ۴۵ جلد ۲ باب الفتن)



## ختم نبوت میں کوئی تفریق نہیں

عقیدہ ختم نبوت میں یہ تفریق کرنا کہ فلاں قسم کی نبوت ختم ہوگئی ہے اور فلاں قسم کی باقی ہے اسی ’’دجل وتلبیس‘‘ کا ایک جزو ہے جس سے اللہ کے رسولؐ نے خبردار فرمایا تھا۔ آیات قرآنی، احادیث نبویؐ اور اقوال اصحابؓ میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ ہر قسم کی نبوت بالکل منقطع ہوچکی اور اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس تعلق سے مندرجہ ذیل احادیث بطور خاص ملاحظہ فرمائیں۔

’’أن الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبیّ‘‘۔

’’بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہوچکی، نہ میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی‘‘(۱)

یہاں اول تو نبی اور رسول کے ساتھ نبوت اور رسالت کے وصف کو بالکلیہ منقطع قرار دیا گیا، دوسرے رسول اور نبی دونوں لفظ کا استعمال کرکے دونوں کی علیحدہ علیحدہ نفی کی گئی اور یہ بات طئے شدہ ہے کہ جہاں یہ دونوں لفظ ساتھ ہوں وہاں رسول سے مراد نئی شریعت لانے والا اور نبی سے مراد پرانی شریعت ہی کا متبع ہوتا ہے۔ اس حدیث نے تشریعی اور غیر تشریعی دونوں قسم کی نبوت کو صراحۃً ہمیشہ کے لئے منقطع قرار دے دیا۔

آخری اوقات میں رحمت للعٰلمین محمد عربی ﷺ نے جو بات بطور وصیت ارشاد فرمائی اس میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق یہ الفاظ بھی تھے۔

’’یاأیها النّاس لم یبق من مبشرات النبوة الا الرویا الصالحة‘‘۔

(اے لوگوں مبشرات نبوت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں رہا ہے)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا

’’بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء علیہم السلام کرتے تھے، جب کوئی نبی وفات

۱۔ ترمذی (جلد ۲ صفحہ ۵۱ ابواب الرؤیا وقال صحیح)

پاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا خلفاء کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کہ یکے بعد دیگرے ان کی بیعت کا حق ادا کرو‘‘(۱)

احادیث مذکورہ میں جن انبیاء کے بنی اسرائیل کا ذکر ہے وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے، بلکہ حضرت موسیٰؑ ہی کی شریعت کا اتباع کرتے تھے، لہٰذا غیر تشریعی نبی تھے، مگر حدیث میں رسول اللہؐ نے بتادیا کہ میری امت میں ایسے غیر تشریعی نبی بھی نہیں ہوں گے۔ نیز ’’لانبـــی بـعـــدی‘‘ کہنے کے ساتھ آپؐ نے اپنے بعد آنے والے خلفاء تک کا ذکر کردیا، لیکن کسی غیر تشریعی یا ظلی بروزی نبی کا کوئی اشارہ بھی نہیں دیا۔(۲)

امتِ مسلمہ قرآن وسنت کے متواتر ارشادات کے مطابق اپنے سرکاری احکام عدالتی فیصلوں اور اجماعی فتویٰ میں اسی اصول پر عمل کرتی آئی ہے کہ نبی کریمؐ کے بعد جس کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا خواہ وہ مسیلمہ کذاب کی طرح کلمہ گو ہو، اسے اور اس کے متبعین بلاتامل کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے وہ عقیدہ ختم نبوت کا کھلم کھلا منکر ہو، یا مسیلمہ کی طرح یہ کہتا ہو کہ آپؐ کے بعد چھوٹے چھوٹے نبی آسکتے ہیں۔ یا سجاح کی طرح یہ کہتا ہو کہ مردوں کی نبوت ختم ہوگئی اور عورتیں اب بھی نبی بن سکتی ہیں یا مرزا غلام

۱۔ صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۴۹۱ کتاب الانبیاء۔ ومسلم جلد ۲، صفحہ ۱۲۶ کتاب الامارت

۲۔ (۱) قادیانی بعض اوقات یہ بہانہ تراشتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کی نبوت ظلی اور بروزی نبوت تھی جو آنحضرتؐ کی نبوت کا پرتو ہونے کی وجہ سے عقیدہ ختم نبوت میں رخنہ انداز نہیں ہے، لیکن درحقیقت اسلامی نقطۂ نظر سے ظلی اور بروزی نبوت کا عقیدہ مستقل بالذات نبوت سے بھی کہیں زیدہ سنگین، خطرناک اور کافرانہ ہے۔ مندرجہ ذیل وجوہ کے سبب:

(۱) ’’ظل اور بُروز‘‘ کا تصور خالصۃً ہندوانہ ہے اور اسلام میں اس کی کوئی ادنیٰ جھلک بھی کہیں نہیں پائی جاتی۔

(۲) ظلی اور بروزی نبوت کا جو مفہوم مرزا غلام احمد قادیانی نے بیان کیا ہے اس کی رو سے ایسا نبی پچھلے تمام انبیاء سے زیادہ افضل اور بلند مرتبہ ہوتا ہے، کیوں کہ وہ (معاذ اللہ) افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا بُروز یعنی (معاذ اللہ) آپؐ کا ہی دوسرا جنم یا دوسرا روپ ہے۔

ملاحظہ ہو: فتنہ قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف، ناشر ختم نبوت اکیڈمی لندن 2005ء



احمد قادیانی کی طرح اس بات کا مدعی ہو کر غیر تشریعی ظلی اور بُروزی اور امتی نبی ہوسکتے ہیں۔

امت مسلمہ کے اس اصول کی روشنی میں جو قرآن وسنت اور اجماع امت کی رو سے قطعی طے شدہ اور ناقابلِ بحث وتاویل ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ ذیل دعووں کو ملاحظہ فرمائیے:

’’سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا‘‘(۱)

’’میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے‘‘(۲)

’’میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے‘‘(۳)

’’میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کرسکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام مرے رکھے ہیں تو میں کیونکہ ردّ کروں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں‘‘(۴)

’’خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں‘‘(۵)

۱۔ دافع البلاء (طبع سوم قادیان ۱۹۴۶ء صفحہ ۱۱)

۲۔ نزول المسیح (صفحہ ۳ (حاشیہ) طبع اوّل مطبع ضیاء الاسلام قادیانی ۱۹۰۹ء)

۳۔ تمتہ حقیقۃ الوحی (صفحہ ۶۸ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

۴۔ ایک غلطی کا ازالہ (ص ۸ مطبوعہ قادیان ۱۹۰۱ء)

۵۔ حاشیہ حقیقت الوحی (صفحہ ۲۷ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

’’چندروز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پرایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا، حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔حق یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی وہ پاک وحی جومیرے پرنازل ہوتی ہے،اس میں سے ایسے الفاظ رسولؔ اور مرسلؔ اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے۔‘‘(۱)

’’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں‘‘(۲)

انبیاء گرچہ بودہ اندبسے
من بہ عرفان نہ کمترم زکسے

’’یعنی انبیاء اگر چہ بہت ہوئے ،مگر میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں‘‘(۳)

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
محمدؐ پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں (۴)

۱۔ ایک غلطی کا ازالہ (صفحہ اول مصنفہ ۱۹۰۳ء مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)
۲۔ اخبار بدر (۵ مارچ ۱۹۰۸ء مندرجہ حقیقۃ النبوۃ مؤلفہ مرزا البشیر الدین محمود ۲۷۲، ج ا صفحہ ۳)
۳۔ نزول المسیح (۹۷ طبع اوّل قادیان ۱۹۰۹ء)
۴۔ اخبار بدر (۲۵/۱ اکتوبر ۱۹۰۶ء جلد ۲ نمبر ۲۳ صفحہ ۴)



## قادیانیت کے بنیادی عقائد

۱۔ صرف احمدیت ہی سچا اسلام ہے۔مرزا غلام احمد کے بغیر اسلام ایک بے جان وجود ہے۔
۲۔ مرزا غلام احمد، مجدد، مہدی، مسیح موعود،ظلی نبی اور رسول، کرشن اوتار اور تمام مذاہب کے آنے والے موعود ہیں۔
۳۔ مرزا غلام احمد حقیقی (غیر تشریعی ) نبی اور رسول ہیں، انسانیت کی ہدایت کے لئے ابراہیم،نوح،موسیٰ وغیرہ کی مانند نبی اور رسول ہیں۔انسانیت کی ہدایت کے لئے ابراہیمؑ،نوح،موسیٰ وغیرہ کی مانند اور رسول آتے رہیں گے۔خدانے اپنی وحی میں مرزا کو بغیر کسی ظلی یا بروزی لقب کے نبی کہا،وہ حضرت عیسیٰ سے ہر لحاظ سے افضل ہیں۔
۴۔ مسلمانانِ عالم جو مرزا کے دعووں پر یقین نہیں رکھتے بلاشبہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔
۵۔ خدا نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز، احمدی لڑکی کی غیر احمدی لڑکے سے شادی حتی کہ غیر احمدی مسلمان بچے کی نماز جنازہ سے بھی منع فرمایا ہے۔
۶۔ مرزا غلام احمد کی بیوی ام المؤمنین اور ان کے ساتھی صحابہ کرام ہیں۔
قادیان مدینۃ المسیح اور اس کے رسول اور حقیقی نبی کا پایہ تخت ہے۔
۷۔ جہاد ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔
۸۔ حضرت عیسیٰؑ کی طبعی موت واقع ہوئی اور وہ سری نگر میں مدفون ہیں۔
۹۔ خلافت احمدیت کا ایک مستقل ادارہ ہے، خدا بذاتِ خود خلیفہ کی تقرری اور رہنمائی کرتا ہے۔
۱۰۔ وحی اور الہام کے دروازے کھلے ہیں۔مرزا کی وحی پر تمام انسانوں کو ایمان لانا لازم ہے۔(۱)

۱۔ تحریک احمدیت یہودی وسامراجی گٹھ جوڑ

ریاست بہار میں قادیانی فتنہ کوئی نیا فتنہ نہیں ہے بلکہ شمالی بہار کے مختلف علاقوں میں فتنہ قادیانی سے وابستہ لالچی افراد کبھی سربستہ تو کبھی اعلانیہ اپنے مشن کو آگے بڑھاتے رہے ہیں۔ ماضی میں بھی جب قادیانی فتنہ نے شدت اختیار کی اور سرزمین بہار پر اس قدر حملہ کیا کہ مونگیر اور بھاگلپور کے متعلق ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ دونوں اضلاع مکمل قادیانی ہو جائیں گے۔ تو اس فتنہ سے لوگوں کو بچانے کے لئے حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ نے اپنے خلیفہ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ ''بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ و جامعہ رحمانی مونگیر بہار'' (۱۸۴۶-۱۹۲۷) کو کانپور کا قیام ترک کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ اس باطل فرقہ کی سرکوبی کے لئے حضرت مونگیریؒ نے کانپور کو ہمیشہ کے لئے خیرآباد کہہ دیا۔ حضرت مونگیریؒ نے سخت محنت و مشقت کے بعد قادیانیوں کے دام فریب میں گرفتار ہزاروں لوگوں کو تائب کرا کے دوبارہ اسلام میں داخل کرایا۔ سچائی یہ ہے کہ ان بزرگان دین کی انتھک جدوجہد کے باوجود یہ علاقے پوری طرح سے قادیانیوں کے چنگل سے کبھی آزاد نہیں ہوئے۔

موقع پا کر فتنہ قادیانیت سر اٹھاتا رہا ہے، قادیانی دولت وجاہ اور اثر و رسوخ سے غریب مسلمانوں کو اپنا شکار بنانے سے کبھی نہیں چوکے۔ جب بھی انہیں میدان خالی نظر آیا اقتصادی طور پر کمزور لوگوں کے ایمان وعقیدہ پر شب خوں مارنے کی کوشش کی۔ یہ بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ بہار کے علماء کرام ملعون قادیانیوں کا مناسب ڈھنگ سے تعاقب نہیں کر پا رہے ہیں یا وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے کسی معجزہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ ایسا قطعی نہیں ہے، بلکہ وہ بھی فتنۂ قادیانیت کے باطل نظریات کی بیخ کنی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ہر عہد میں مرزائیوں کو معقول انداز میں رگیدتا گیا ہے اور یہ کاوش خیر ہنوز جاری ہے۔





بہار میں فتنہ قادیانیت کے سد باب کیلئے جن علماء کرام اور مشائخ نے بڑے پیمانے پر خدمات انجام دی ہیں ان میں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ، ایڈوکیٹ اشرف حسین رحمانیؒ، مولانا عبد الصمد رحمانیؒ اور مولانا غنیمت حسینؒ رحمانی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے ان ہی اکابر علماء کی قادیانی مخالف دم توڑتی تحریک کو ایک بار پھر زندگی عطا کی۔ شمالی بہار میں جب جب قادیانیوں نے اپنی ریشہ دوانیاں شروع کیں علماء نے پورے عزم و استقلال سے اس فتنہ کا مقابلہ کیا اور پورے علاقے کو قادیانیوں کے ناپاک قدم سے پاک و صاف کیا۔ اس لئے ان مردان خدا کے مختصر حالات کا تذکرہ ناگزیر ہے۔

## مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

مولانا سید محمد علی بن سید عبد العلی بن سید غوث علیؒ کا تعلق سادات بارہ سے تھا، جو تقریباً تین سو برس پہلے ملتان سے آئے اور مظفر نگر کے قصبہ ''کھتولی'' کے قریب ''محی الدین پور'' میں قیام فرمایا۔ حضرت مولانا محمد علی کے جد امجد سید شاہ غوث علی مظفر نگر سے کانپور تشریف لے گئے اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔ ۳/شعبان ۱۲۶۲ھ مطابق ۲۸/جولائی ۱۸۴۶ء کو مولانا سید محمد علیؒ کی ولادت کانپور میں ہوئی۔ دو سال کے تھے کہ والد محترم سید عبد العلی کا انتقال ہو گیا۔ قرآن مجید اپنے چچا سید ظہور علی سے پڑھا اور فارسی کی ابتدائی کتابیں مولانا سید عبد الواحد بلگرامیؒ سے پڑھیں۔

۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء میں مدرسہ فیض عام میں عربی کی تعلیم کے لئے داخل ہوئے اور یہاں دو سال تک درسیات کی کتابیں پڑھیں، کتابوں کے علاوہ مفتی عنایت احمد کی مشہور کتاب ''علم الصیغہ'' آپ نے خود مفتی صاحبؒ سے پڑھی۔ دو سال کے بعد مفتی صاحب حج

کے لئے تشریف لے گئے تو ان کے جانشین حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ ہوئے۔ مولانا کا تعلیمی سلسلہ پورے انہماک سے جاری رہا۔ کافیہ، شرح مصباح، شرح ملا جامی اور منطق کی بعض کتابیں مولانا سید حسین شاہؒ سے پڑھیں اور بقیہ کتابیں مولانا لطف اللہؒ سے، پھر مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ کانپور سے علی گڑھ منتقل ہو گئے تو تدریس کا سلسلہ وہاں جاری رہا۔ مولانا کی رغبت حدیث کی جانب تھی، اس لئے معقولات کی کتابیں مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ سے ختم کرنے کے بعد انہیں سے صحاح ستہ اہتمام سے سبقاً سبقاً پڑھیں۔

آپ کو ابتدا ہی سے اہل حق کی تلاش رہا کرتی تھی اور طبیعت کو اہل اللہ اور مشائخ سے ایک خاص مناسبت تھی۔ عنفوان شباب ہی میں ایک صاحب حال بزرگ حافظ محمد سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اسم ذات کی تعلیم دی۔ اس کے بعد مولانا کرامت علی قادریؒ کا دامن پکڑا اور دس ماہ تک ان کے ساتھ رہ کر خوب فیض حاصل کیا۔ پھر دوسرے مرشد اور رہنما کی تلاش ہوئی تو حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے فیض حاصل کیا اور بیعت ہوئے۔

گنج مراد آباد سے واپسی کے بعد ’’دلاری‘‘ کی مسجد کانپور میں درس دینا شروع کیا۔ ایک سال تک مولانا احمد علیؒ کی صحبت اور درس حدیث نے اور مولانا فضل رحمٰنؒ کی صحبت و بیعت نے جو اثر پیدا کیا تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں سے زیادہ ملنا جلنا ترک ہو گیا اور زیادہ تر استغراق رہنے لگا۔ دن اور رات کا بیشتر حصہ درس حدیث، ذکر، شغل اور مراقبہ میں گذرتا۔ اس کے باوجود طلبہ کا ہجوم بڑھتا گیا۔

مدرسہ فیض عام کے مہتمم نے جب درس و تدریس کا یہ نقشہ دیکھا تو اس بات کی کوشش کی کہ مولانا مدرسہ میں درس دیا کریں، لیکن مولانا نے معذرت کی، بالآخر اپنے پیرو مرشد کے خط کے بعد مولانا نے مدرسہ ہی کو ترجیح دیا۔ چند ماہ وہاں درس دیا ہوگا کہ اس شدید مشغولیت اور محنت کے نتیجہ میں بیمار ہو گئے، اور ڈھائی برس تک سخت علیل رہے۔

کانپور میں قیام کے زمانہ میں ’’انجمن تہذیب‘‘ کے نام سے ایک انجمن کانپور میں



قائم کیا، اس کا مقصد علماء اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں صحیح اسلامی افکار کی اشاعت و ترجمانی اور ان کے درمیان باہمی اتحاد و اخوت پیدا کرنا تھا۔

حضرت مولاناؒ نے ردعیسائیت اور قادیانیت میں گراں قدر خدمات انجام دئے ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں اس مقصد کے لئے کانپور سے ایک اخبار ’منشور محمدی‘ جاری کرایا۔ اس میں عیسائیت کی تردید اور ان کے عقائد کے اشکال میں مضامین شائع کرنا شروع کیا اور عیسائیت پر کتابیں تصنیف فرمائی۔

’’ندوۃ العلماء لکھنؤ‘‘ کا تخیل سب سے پہلے حضرت مولانا مونگیریؒ کے ذہن میں آیا، چنانچہ ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں مدرسہ فیض عام کانپور کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر ’’ندوۃ العلماء‘‘ کا قیام عمل میں آیا اور آپ اس کے ناظم اول مقرر ہوئے۔

اس لحاظ سے آپ ’’دارالعلوم ندوۃ العلماء‘‘ کے بانی ہیں۔

حضرت مولانا کا ضلع مونگیر سے ارشاد و تربیت کا تعلق تھا جس کی وجہ سے ان کی شخصیت بہت مقبول ہوئی۔ مونگیر کے علاوہ دربھنگہ، پٹنہ اور دوسرے ضلعوں اور شہروں میں معتقدین کی ایک بہت بڑی تعداد تھی جو آپ کو اپنا روحانی مرشد تسلیم کرتی تھی۔ جب کسی موقع پر ان اطراف کا دورہ کرتے تو لوگ سمٹ کر ان کے جائے قیام پر جمع ہونے لگتے۔

حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے وصال کے بعد اس کی سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ اس علاقہ کے لوگوں کی تربیت پر توجہ دی جائے۔ نیز قادیانیوں نے بہار پر بھرپور حملہ کیا تھا۔ مونگیر و بھاگلپور کے متعلق ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ دونوں ضلع قادیانی ہو جائیں گے، اس فتنہ کے سد باب کے لئے فوری مقابلہ اور ایک طاقتور شخصیت کی ضرورت تھی، اس لئے ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء کے آخر میں کانپور چھوڑ دیا اور مونگیر میں اقامت اختیار کر لی۔

امارت شرعیہ کے قیام میں بھی آپ کی رائے کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس وقت کے اکابر نے امیر شریعت کے لئے آپ ہی کا نام پیش کیا تھا، لیکن کبرسنی کے باعث معذرت کرتے ہوئے، حضرت شاہ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی تائید فرمائی۔

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی وفات ۹ ربیع الاول سہ شنبہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء کو بعد نماز ظہر ہوئی اور ''خانقاہ رحمانی مونگیر'' میں مدفون ہوئے۔

## ایڈوکیٹ اشرف حسین رحمانیؒ

جناب اشرف حسین رحمانی ابن علی ابن کریم بخش ابن خورشید علی، انگریزی دور حکومت میں باوجود اس کے کہ انگریزی حکومت کے تار و پود بکھیرنے میں مصروف تھے ،آپ کو ''خان بہادر'' کا لقب بھی ملا تھا۔

قاضی صاحب کے جداعلیٰ خورشید علی دربھنگہ ضلع کے مشہور قصبہ ''یکہتہ'' کے رہنے والے تھے۔ انہی کے خاندان میں سے جناب محمد شفیع بیرسٹر بھی تھے جنہوں نے ہندوستان کی آزادی میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا اور دیگر رہنماؤں کے ساتھ جیل کی کالی کوٹھریوں کے مہمان بھی بنے۔ آزادیٔ ہند کے بعد بھی آپ ہندوستان کی سیاسی افق پر روشن ستارہ بن کر چمکے۔ جناب خورشید علی مرحوم نے یکہتہ ضلع دربھنگہ (حال ضلع مدھوبنی) سے ترک وطن کر کے شہر سپول سے چار کیلومیٹر، شمال کی جانب ''مھوا'' نامی گاؤں میں بود و باش اختیار کی اور یہیں مستقل سکونت پذیر ہوئے۔

قاضی صاحبؒ کی پیدائش اسی ''مھوا'' نامی گاؤں میں ہوئی۔ تحقیق وتفتیش کے باوجود قاضی صاحبؒ کی تاریخ ولادت معلوم نہ ہوسکی۔ سرکاری کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میٹرک تک تعلیم پائی اس کے بعد مختاری (وکالت) کی تعلیم حاصل کی۔

حصول تعلیم کے بعد پہلے بھاگلپور میں پرنسپل رہے پھر قانون دانی کی بنا پر وکالت کے پیشے سے منسلک ہوئے اور تاحیات اس سے وابستہ رہے۔ قانون دانی میں مہارت کی بنیاد پر اپنے پیشہ میں ممتاز رہے اور وکلاء کی برادری میں معزز سمجھے جاتے تھے۔

قاضی صاحب کی پہلی شادی سپول کے ہی ایک گاؤں بیلا میں ہوئی جس سے ایک بچی تولد ہوئی، لیکن ۵ یا ۶ سال کی عمر میں فوت ہوگئی۔ پہلی زوجہ کے انتقال کے بعد



دوسری شادی شہر دربھنگہ کے ایک محلّہ ''ملکی چک'' میں ہوئی، لیکن اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، یہ بیوی قاضی صاحب کی وفات کے بعد بھی ایک عرصہ تک زندہ رہیں۔

قاضی صاحب سماج کی خدمت میں ہمیشہ دلچسپی رکھتے تھے، اس لئے ہر طبقہ کے لوگ آپ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ اور لوکل بورڈ کے بھی ممبر رہے اور میرج رجسٹرار سپول کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دی ہیں، اسی لئے آپ قاضی کی حیثیت سے متعارف رہے۔ خدا کی بخشی ہوئی دولت، شہرت، عزت کے ذریعہ اپنی ذات سے زیادہ خلق خدا کو فائدہ پہنچایا۔ اپنی جائے پیدائش ''مہوا گاؤں'' میں صنعت وحرفت کے اعتبار سے ایک حسین وشاہکار جامع مسجد تعمیر کرائی جو اس وقت بھی نمازیوں سے آباد ہے۔ نمازیوں کی سہولت کے لئے ایک کنواں بھی کھدوایا جس پر ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۰ء کندہ ہے۔ اس تاریخ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کم بیش انہی تاریخوں میں جامع مسجد مہوا کی تعمیر ہوئی ہے۔

سپول شہر کی عیدگاہ کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جہاں عیدین کی نماز ابتک ادا ہوتی ہے۔ ضرورت کے لحاظ سے اُس زمانہ میں مختلف محلوں میں کنواں کھدوایا اور پانی کی سہولت بہم پہنچائی۔ اسی طرح کوآپریٹیو سوسائٹی بینک کے مکان کی تعمیر میں معقول رقم عنایت کی۔ اسی طرح ایچ سی ولیمس آئی سی ایس کمشنر بھاگلپور کے نام پر ہائی اسکول کی تعمیر میں پورا تعاون دیا۔ جون ۱۸۹۸ء میں ولیم ہائی اسکول کی عمارت تعمیر ہوئی، ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۰ء میں باضابطہ ہائر سکنڈری کی تعلیم شروع ہوئی یہ ہائی اسکول اس ضلع میں تعلیم کے لحاظ سے بافیض اور مشہور ہے۔ ولیم اسکول میں عطیہ دہندگان کے نام کا بورڈ لگا ہوا ہے جس میں دسویں نمبر پر قاضی اشرف حسین صاحب کا نام بھی مکتوب ہے۔

قاضی صاحب کی مستقل کوئی کتاب تو سامنے نہیں آئی، البتہ تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر اپنے ایک شناسا ''محسن'' نامی قادیانی کو جو خطوط لکھے اُن میں سے دوسرے نمبر کا خط ''جواب حقانی'' کے نام سے کتابی شکل میں طبع ہو کر مقبول خاص وعام ہوا۔ یہ کتاب منشی سراج الدینؒ صاحب رحمانی کے زیر اہتمام مطبع خانقاہ رحمانی مونگیر سے ۱۳۳۱ھ میں طبع

ہوئی تھی۔تقریباً ایک صدی سے یہ کتاب نایاب تھی۔ایک صدی بعد نئی ترتیب کے ساتھ ''جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ'' نے شائع کیا ہے۔

۱۹۲۸ء یا ۱۹۲۹ء میں قاضی صاحب کا انتقال شہر سپول میں اپنے مکان میں ہوا، لیکن تدفین مہوا گاؤں میں ہوئی، جامع مسجد کے جانبِ شمال میں دفن کئے گئے۔

## مولانا عبدالصمد رحمانیؒ

مولانا عبدالصمد رحمانی صوبہ بہار کے مشہور عالم، محقق اور فقیہ تھے۔موضع مانڈر ضلع مونگیر (حال کھگڑیا) آپ کا وطن تھا۔۱۳۰۰ فصلی میں باڑھ میں پیدا ہوئے۔حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ وغیرہ اکابر علماء سے علم حاصل کیا۔قومی، ملی خدمات کی تربیت بھی مولانا موصوف سے پائی، متبحر عالم دین تھے۔اسلام کے اجتماعی نظام اور فقہ کے اصول پر آپ کی نگاہ بڑی گہری تھی۔حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری سے بیعت تھے۔فقہ اسلامی پر عبور کامل کے لحاظ سے ہندوستان کے علمی و دینی حلقوں میں ہمیشہ آپ کا مرتبہ منفرد و ممتاز رہا ہے۔

بہار میں جب فتنہ قادیانیت کا ہنگامہ بپا ہوا، عیسائی اور آریہ سماجیوں نے اپنی تحریک تیز کردی تو آپ نے حضرت مولانا مونگیریؒ کی زیر نگرانی ان تینوں تحریکوں کے خلاف تحریری وتقریری جہاد میں حصہ لیا۔مولانا مونگیریؒ کا ۱۹۲۷ء میں وصال ہوگیا تو آپ مولانا ابوالمحاسن سجادؒ کی دعوت پر خانقاہ رحمانی سے منتقل ہوگئے اور امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کے دفتری امور کے نگراں مقرر ہوئے۔امارت شرعیہ کو زیادہ منظم اور فعال بنانے کے لئے آپ نے اکثر علاقوں کا دورہ کیا اور اسے موثر بنانے کے لئے آپ نے متعدد کتابیں، مقالات اور مضامین لکھے۔جب جمعیۃ علماء ہند نے سول نافرمانی کی تجویز پیش کی اور اکابر علماء گرفتار کر لئے گئے تو جمعیۃ علماء ہند کے ناظم اور مرکزی دفتر کے ذمہ دار اعلیٰ مقرر کئے گئے۔۱۹۳۷ء میں صوبہ بہار کی حکمراں جماعت مسلم انڈپنڈنٹ پارٹی کے دفتر کے ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔حضرت مولانا محمد سجاد کے بعد ۲۳؍مارچ ۱۹۴۵ء تک امارت شرعیہ بہار واڑیسہ



کے نائب امیر شریعت رہے۔سیاسی زندگی کی ہماہمی کے باوجود آپ نے ہمیشہ علمی مشغلہ جاری رکھا۔ایک عرصہ تک خانقاہ رحمانی مونگیر سے شائع ہونے والے علمی ماہنامہ ''الجامعہ'' کے مدیر رہے۔تصانیف کی تعداد ساٹھ سے زائد ہے۔ان میں ہندوستان اور مسئلہ امارت، قرآن محکم، کتاب العشر والزکوٰۃ، تاریخ امارت، کتاب القضاء، حیات سجاد، تیسیر القرآن، غیر مسلموں کے جان و مال کے متعلق اسلامی نقطہ نظر، پیغمبر عالم قابل ذکر ہیں۔۱۴؍مئی ۱۹۷۳ء بمطابق ۱۰؍ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ روز دوشنبہ کو خانقاہ رحمانی مونگیر میں وفات پائی۔

## مولانا غنیمت حسین مونگیریؒ

حضرت مولانا غنیمت حسین مونگیریؒ (مخدوم چکی) اگرچہ مدرسہ عالیہ کولکاتا کے باضابطہ فارغ التحصیل تھے لیکن پٹنہ، دربھنگہ، بھاگلپور اور علی گڑھ وغیرہ شہروں کا سفر کر کے اپنے وقت کے مشاہیر علماء کرام سے بھی علمی استفادہ کیا۔جن اہل علم وفن سے تحصیل علم کیا ان میں مراد اشرف، الفت حسین، جواہر توحید فتح پوری، امجد علی صادق پوری، مولانا بہرام اور حکیم عبدالمجید وغیرہ شامل ہیں۔مولانا غنیمت صاحبؒ بے حد ذہین، قوی الحافظہ، شائق مطالعہ، اعلی مناظر، صوفی اور حق پرست مبلغ تھے۔آپ کے مفصل حالات نہیں معلوم ہوسکے البتہ جو مختصر حالات معلوم ہوئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ چار بار حج کیا اور شام ومصر وغیرہ بلاد عرب میں جا کر اکابر ملت سے ملاقاتیں کیں۔عمر بھر تشنگان علوم کو مفت سیراب کیا۔آپ نے مختلف موضوعات پر حالات واقعات کی مناسبت سے مضامین ومقالات تحریر کئے۔مگر ان میں ابطال اعجاز مرزا، احکام الاضحیہ، احکام الجمعہ، عقد بیوگان کافی اہمیت کی حامل ہیں۔آپ عربی، فارسی، اردو اور ہندی چار زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔عربی شاعری اور ادب میں کس درجہ مہارت تھی اس اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی کے 533 اشعار پر مشتمل ''مسیحیہ اعجازیہ'' شائع ہوئی تو آپ نے اس کے جواب میں اسی قافیہ کو اختیار کر کے 670 اشعار کا قصیدہ لکھا، بعد میں یہ قصیدہ ''ابطال

اعجاز مرزا'' کے نام سے شائع ہوا۔مگر یہ قیمتی پرچہ نایاب ہے، غالباً اس کی ایک کاپی خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔اس قصیدہ کے علاوہ خانقاہ عمادیہ پٹنہ کے سجادہ نشیں سید حبیب الحق کی تہنیت میں چودہ مخطوطہ اشعار بھی دستیاب ہیں۔آپ کی وفات بروز شنبہ ماہ رمضان المبارک 1357ھ مطابق 8 نومبر 1938ء میں ہوئی۔(۱)

## مولانا شاہ الیاس مونگیریؒ

مولانا شاہ الیاس صاحبؒ موضع لکھمنیا ضلع مونگیر (حال بیگوسرائے) کے رہنے والے تھے۔اپنے وقت کے جید عالم اور برگزیدہ شخصیت کے مالک تھے۔آپ نے حضرت مولانا حکیم برکات احمد بہاری سے جملہ متداولہ کتابیں پڑھیں اور سند فراغت حاصل کر کے اپنے وطن لوٹے۔''مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ'' کے قیام کے بعد بانی مدرسہ الحاج سید نور الہدیٰ نے ملک کے نامور علما کی خدمات حاصل کیں، چنانچہ مولانا شاہ الیاس بھی استاذ کی حیثیت سے بحال کئے گئے، لیکن جب مدرسہ سرکاری تحویل میں آیا تو مدرسہ سے الگ ہو گئے۔اس کے بعد دریاپور کی مسجد میں درس دینا شروع کر دیا۔شہرت سن کر طلبہ جوق در جوق آنے لگے، لیکن جگہ کی قلت اور فنڈ کی کمی کی وجہ سے مدرسہ زیادہ دن نہیں چل سکا۔اس کے بعد مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ تشریف لے گئے۔یہاں ایک عرصہ تک درس وتدریس میں مصروف رہے، پھر انجمن حمایت الاسلام لاہور کی شاخ مونگیر میں تشریف لائے۔آپ دارالعلوم لطیفی کٹیہار میں صدر مدرس رہے۔قادیانی تحریک کے زمانہ میں لکھمنیا کے گردونواح میں بھی لوگ ارتداد کے شکار ہوئے تھے چنانچہ آپ نے اس فتنہ کی شدید مخالفت کی اور مسلمانوں کو ارتداد سے بچایا۔مولانا نے کچھ دنوں تک مطب کا مشغلہ بھی اختیار کیا مگر درس و تدریس میں کی مصروفیت کے سبب اس طرف توجہ کم دی۔تلاش بسیار کے باوجود شاہ صاحب کی ولادت اور وفات کا سن نہیں معلوم ہوسکا۔

---

۱۔ صفحہ/۳۴، مولانا فضل اللہ الجیلانیؒ، حیات علمی و دینی خدمات (پی ایچ ڈی مقالہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)



## مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی کی جدوجہد

سال 08-2007 میں قادیانیوں نے شمالی بہار کے چند علاقوں پر ایک بار پھر منظم طور سے حملہ کیا اور ضلع مجسٹریٹ (سپول) کی سرپرستی میں غریب اور ناخواندہ مسلمانوں کے عقیدے پر شب خون مارنے کی ناکام کوشش کی۔اپنے عہدے اور رتبہ کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے ڈی ایم سپول نے علاقے کے سیکڑوں غریب اور ناخواندہ لوگوں کو روپے پیسے کا لالچ دیکر قادیانیت میں شامل کرلیا۔اس کی یہ اسلام مخالف مہم ابھی جاری ہی تھی کہ مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی کو کسی ذرائع سے اس فتنہ کی بھنک لگ گئی۔پھر کیا تھا اس بندہ خدا نے تن تنہا بلا کسی خوف وخطر کے اس فتنہ کے خلاف ایسی مہم چلائی کی کہ قادیانیوں کے خیمہ میں ہلچل مچ گئی، اس کی صدائے بازگشت نہ صرف بہار، بلکہ پوری دنیا کے قادیانیوں میں پھیل گئی۔

آپ نے ''ہمت مرداں مدد خدا'' کے مصداق اپنے چند مخلص احباب اور ''جامعۃ القاسم'' کے اساتذہ کے ساتھ مل کر اس کالی آندھی کا اس طرح سے ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ ڈی ایم کے ہوش اڑ گئے۔حالانکہ اس دوران انہیں دھمکی آمیز خطوط موصول ہوئے اور مسلسل فون آتے رہے، مگر ان کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی''بلکہ لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا''۔نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی قادیانی مخالف مہم نے تحریک کی شکل اختیار کرلی۔

## علماء ودانشوران قوم کے نام خطوط

جب سپول کے ضلع مجسٹریٹ کی سرگرمی حد سے تجاوز کرگئی اور اس نے قادیانی بنانے کے لئے لوگوں میں روپے تقسیم کرنا شروع کر دئے۔مہم کو کامیاب بنانے کے لئے تقریباً 25 کروڑ روپے خرچ کئے۔۱۰/اپریل ۲۰۰۸ء کو روزنامہ راشٹریہ سہارا پٹنہ میں ڈی ایم سپول نے قادیانی کے صد سالہ خلافت (جوبلی) کی خبر شائع کی۔تواتر سے مل رہی اس

قسم کی خبر سے مفتی صاحب کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اوران کی اسلامی حمیت مکمل بیدار ہوگئی اور وہ کھل کر قادیانیوں کی مخالفت میں سینہ سپر ہو گئے۔ ان کی سعی سے قادیانیوں کے پانچویں خلیفہ پوپ مرزا مسرور کے پروگرام کا انعقاد نا کام ہوگیا۔ ۲۳ مئی ۲۰۰۸ء جس کی خبر ایک ہندی اخبار دینک جاگرن نے دی اور مرزا مسرور کی تصویر بھی چھاپی اس طرح سے ہزاروں لوگوں کو فتنہ قادیانیت کے جال سے نکالنے میں انہیں پہلی کامیابی ملی۔ اس کے بعد قادیانی مخالف مہم کو باضابطہ تحریک کی شکل دینے کے لئے آپ نے ملک بھر کے مشاہیر علماء کرام اور دانشوران کو خطوط لکھے۔ دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، مسلم پرسنل لا بورڈ، جمعیۃ علماء ہند، جماعت اسلامی ہند، آل انڈیا ملی کونسل، مرکزی جمعیۃ علماء ہند، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات، اشاعت العلوم اکل کوا کے جن اکابر علماء کرام کوانہوں نے خطوط ارسال کئے ان میں حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند (وقف) حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی صاحب، صدر مسلم پرسنل لا بورڈ وناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حضرت مولانا محمد شاہد سہارنپوری امین عام، جامعہ مظاہر علوم سہارنپور، حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور، حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ پھلواری پٹنہ، ڈاکٹر منظور عالم صاحب جنرل سکریٹری آل انڈیا ملی کونسل نئی دہلی، حضرت مولانا عبداللہ مغیثی صدر آل انڈیا ملی کونسل نئی دہلی، حضرت مولانا جلال الدین انصر عمری صاحب امیر جماعت اسلامی ہند، حضرت مولانا سید ارشد مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند، حضرت مولانا سید احمد بخاری صاحب شاہی امام جامع مسجد دہلی، حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر، حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی صاحب مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حضرت مولانا نظام الدین صاحب امیر شریعت امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، حضرت



مولانا مفتی مکرم احمد صاحب امام وخطیب شاہی مسجد فتحپوری دہلی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

ان میں تقریباً 25 علماء کی جانب سے خطوط کے جواب بھی موصول ہوئے۔ انہوں نے جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کی اس سلسلے میں کوشش کا برملا اعتراف کیا اور خلوص دل سے ستائش کی۔ بعض اکابر علماء نے نہ صرف اس مہم میں شرکت کی بلکہ ہر ممکن تعاون دیا اور حوصلہ افزائی بھی کی تاکہ یہ تحریک کسی بھی طرح سے کمزور نہ پڑ سکے۔ اس موقع پر جن علماء کرام کے جواب موصول ہوئے انھیں ذیل کے سطور میں درج کیا جارہا ہے۔

دارالعلوم دیوبند (وقف) کے مہتمم حضرت مولانا محمد سالم قاسمی نے قادیانی مخالف تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے جو تحریر ارسال فرمائی ملاحظہ فرمائیں:

”**ما کان محمد أبا أحد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین** “ کا قرآنی اعلان اور ”**انا خاتم النبیین، لا بنی بعدی**“ کا نبوی اظہار، جہاں حتمی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر ختم نبوت کو متعین بنادیتا ہے، وہیں آپ کے بعد ہر مدعی نبوت کا کذّاب قطعی ہونا بھی نصوص سے دلالۃ منصوص قطعی ہوجاتا ہے، نیز مفہوم مخالف کے طور پر انہی نصوص سے ایسا ادھر بھی نکلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کذّاب مدعیان نبوت ضرور ایسے پیدا ہوں گے کہ جن کے پاس نہ دلیل نبوت پر کوئی معجزہ ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوگا اور نہ وہ پیکران جہالت وسائل عقل، اور ذرائع نقل کے فقدان کی بناء پر انسانیت کو مطمئن کرسکیں گے۔

عصر رواں میں علمی ذرائع اشاعت سے کام لیکر غیر مسلم قادیانی فرقہ کی اپنی جاہلانہ اور کاذبانہ مرزائی نبوت کے پرچار سے بے علم یا قلیل العلم مسلمانوں کے متاثر ہونے کے امکانات چونکہ بڑھ گئے ہیں، اس لئے وراثت نبوت کے حاملین اور علماء صالحین بحمدللہ اس فتنے کی سرکوبی سے غافل نہیں ہیں۔

”کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند“ کے علمی تعاون سے ”جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول (بہار)“ کی عزیمت واستقامت کے ساتھ بین الاقوامی وسائل

کے ذریعہ اس فریضے کی ادائیگی عندالناس لائق شکر ہے اور انشاءاللہ عنداللہ قابل اجر عظیم بھی۔

**حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی** (ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) نے لکھا۔

''آپ کا عنایت نامہ ملا، اس سے قادیانیت کے فتنہ کا علم ہوا کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بہت زور سے کام کیا جارہا ہے اور غریبوں اور جاہلوں پر اس کا بہت اثر پڑرہا ہے۔ اس بات کی اطلاع ہندوستان کے دیگر علاقوں سے بھی آرہی ہے۔ ہم مسلمانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اسلام کے خلاف جو بھی فتنہ اٹھے اس کا مقابلہ کریں اور باطل کو آگے بڑھنے سے روکیں اور الحمدللہ آپ اس کام کو تندہی سے انجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو زیادہ سے زیادہ کامیاب کرے۔

**حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری** (امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور) نے اپنی جانب سے چند کتابوں کی اشاعت کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا۔

''شعبہ تحفظ ختم نبوت کی جانب سے متعدد کتابیں و کتابچے جناب کو پیش کئے گئے تھے۔ یہ تمام کتابچے جامعہ مظاہر علوم نے بہت اہتمام سے شائع کرا کر تقسیم کئے ہیں اور الحمدللہ ان کی افادیت اور نافعیت بھی ہمارے علم میں تسلسل کے ساتھ آتی رہی۔ جناب والا بھی تحفظ ختم نبوت کے علم برداروں میں ہیں اس لئے یہ احقر جناب کو بھی ان مطبوعات واشاعت کی اجازت دیتا ہے۔ جناب والا علاقائی اور مقامی اعتبار سے جس کتاب کو چاہیں اور جن زبان میں چاہیں شائع کرالیں لیکن ضروری بات یہ ہے کہ مضامین میں کوئی ردوبدل نہ فرمائیں۔

**حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصورپوری** (نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند) نے اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے یہ مشورہ عنایت فرمایا۔

''اس سلسلے میں عرض ہے کہ بنیادی طور پر علاقہ کے علماء، ائمہ اور دیگر پڑھے لکھے افراد کو باضابطہ موضوع کے تعلق سے صحیح معلومات فراہم کی جائیں، زبانی تحریک کے علاوہ لٹریچر سے بھی تعاون لیا جائے۔ نیز تربیتی کیمپ کے ذریعہ اور دفاع کے لئے بھی افراد تیار



کئے جائیں تاکہ مقامی مسلمان مناسب حکمت عملی کے ساتھ قادیانیوں کا ناطقہ بند کرسکیں۔ ضرورت پڑنے پر عوامی بیداری کے لئے خاص تحفظ ختم نبوت کے ہی عنوان سے اجلاس عام بھی منعقد کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ مقررین موضوع سے واقف ہوں، حسب طلب کل ہند مجلس مجلس تحفظ ختم نبوت سے لٹریچر کے علاوہ مقررین اور علماء کرام کو بھی بھیجا جاسکتا ہے۔''

**حضرت مولانا محمد قاسم مظفرپوری** (شیخ الحدیث مدرسہ رحمانیہ سپول دربھنگہ وقاضی شریعت امارت شرعیہ بہار واڑیسہ وجھارکھنڈ) نے تحریر فرمایا۔

''اس زمانے میں بارش کے قطروں کی طرح فتنوں کا تسلسل ہے "**یصبح مومنا و یمسی کافرا** (حدیث)" کا نقشہ ہے، اللہ تعالیٰ ہر شخص کی حفاظت فرمائے (آمین) فتنہ قادیانیت کے تعلق سے پہلا کام تو یہ ہے کہ ہر مسلم آبادی کو دعوت الی اللہ کے کام سے جوڑا جائے، دعوت کی محنت جتنی ہمہ گیر ہوگی انشاءاللہ یہ ظلماتی فتنے اتنے ہی دور ہوں گے۔

ہندی زبان میں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ شائع کئے جائیں اور منظم طریقہ پر اس کی تقسیم ہو، جابجا علماء مدارس، اساتذہ مکاتب، ائمہ مساجد، اسکولوں کے مسلم ٹیچرس کا مختصر اجتماع ہو کہ نقب زنی کرنے والے رہزن مال لینے کے لئے نہیں دینے کے لئے آئے دن آبادیوں میں داخل ہورہے ہیں، لوگ چوکنا رہیں، جو لوگ مال کی لالچ میں خود کو بدل رہے ہیں ان سے ہوشیار رہنا چاہئے ہم کو تالیف قلب کے لئے ''**نعم المال للرجل الصالح**'' کی راہ بھی اختیار کرنا چاہئے۔ تمام آبادی کے مشائخ ومرشدین سے مربوط کرنا بھی ضروری ہے۔ مناظرہ، مباحثہ، مجادلہ سے احتیاط کیا جائے، آپ جیسے باصحت، جری مجاہدانہ جذبہ رکھنے والے مخلص دعاۃ سے فتنہ انشاءاللہ کافور ہوجائے گا''

**حضرت مولانا محمد اسرارالحق قاسمی** (صدر آل انڈیا تعلیمی وملی فاؤنڈیشن ورکن پارلیمنٹ) نے علاقے کے صورت حال کی مناسبت سے یہ مشورہ دیا۔

''فتنہ قادیانیت مسلمانوں کے لئے عہد حاضر کا بہت بڑا چیلنج ہے خاص کر ان

علاقوں کے لئے جہاں کے مسلمان جہالت وغربت کے شکار ہیں۔شمالی بہار کا ضلع سپول جہاں غربت و جہالت کے شکار مسلمانوں میں اس فتنہ کو فروغ دیا جارہا ہے اور جسے مقامی ضلع مجسٹریٹ کا آپ کے بقول بھرپور تعاون حاصل ہے بلاشبہ ہم سبھوں کے لئے تشویشناک خبر ہے۔ہمیں اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے متحدہ ومشترکہ جدوجہد کا فوری طور پر آغاز کرنا چاہئے۔آپ نے اس حقیر و بےنوا سے اس مسئلہ پر مشورہ طلب کیا ہے۔میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ درج ذیل امور پر فوری توجہ دی جائے۔

۱۔ ضلع بھر کے تمام مکاتب فکر کے علماء اور مدارس کے ذمہ داروں کا مشاورتی اجتماع منعقد کرکے پورے علاقہ میں اس فتنہ کے خلاف عوامی بیداری کی مہم شروع کرنے کے لئے پروگرام مرتب کیا جائے اور اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

۲۔ امارت شرعیہ بہار وجھارکھنڈ واڑیسہ کے ذمہ داروں سے مشورہ کرکے ان کا تعاون لیا جائے اور آپ کے مرتب کردہ پروگراموں میں امارت کے عہدیداروں اور مبلغین سے شرکت کی درخواست کی جائے۔

۳۔ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داروں بالخصوص حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصورپوری سے فوری رابطہ کیا جائے اور ان کے تعاون سے دارالعلوم کے مبلغین کا دورہ کرایا جائے اور ان کے مطبوعہ لٹریچر کی زیادہ سے زیادہ تقسیم کی جائے۔

۴۔ ردقادیانیت کے تعلق سے میری ایک تحریر جو آپ نے اپنے جامعہ کی طرف سے چندسال قبل شائع کرائی تھی اس کی کاپیاں اس پورے علاقہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں تقسیم کرائی جائیں۔

۵۔ جدیو کے ضلعی وریاستی عہدیداروں بالخصوص مسلم ممبروں سے ملاقات کی جائے اور صورت حال سے آگاہ کیا جائے، نیز ان کے ذریعہ وزیراعلیٰ کو بتایا جائے کہ ضلع مجسٹریٹ کے رویہ میں تبدیلی نہیں آئی تو مسلمانوں میں مزید غم وغصہ بڑھے گا۔



**حضرت مولانا فضیل احمد صاحب قاسمیؒ** (سابق جنرل سکریٹری مرکزی جمعیۃ علماء ہند) نے یہ تحریر ارسال فرمائی۔

’’بڑی مسرت ہوئی کہ آپ وقت کے سنگین فتنہ کے مقابلے میں مساعی جاری رکھے ہوئے ہیں اللہ قبول فرمائے اور ہمت و طاقت عطا فرمائے۔آپ کی کارکردگی اخبارات کے ذریعہ بھی علم میں آتی رہی ہے،اس سلسلے میں سب سے پہلے اللہ کی جناب میں دعا گو ہوں کہ امت کے ایمان کی حفاظت کے ذرائع پیدا فرمائے۔اس کے علاوہ میں نے ایک خط مولانا قاری محمد عثمان دارالعلوم دیوبند کو اس سلسلے میں لکھا ہے کہ وہ شعبہ تحفظ ختم نبوت کو اس فتنہ کے قلع قمع کے لئے متوجہ کریں۔ہم سب کو ایسی مشترکہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس ملعون ڈی ایم کا صرف تبادلہ نہ ہو بلکہ اسے اس میدان ہی سے رخصت کرایا جائے اور اسے کسی آفس وغیرہ میں متعین کرانے کی کوشش کی جائے‘‘

**حضرت مولانا محمد جوادالحق صاحب مظاہری** (مہتمم جامعہ صدیقیہ، ڈگرواہاٹ پورنیہ، بہار) نے تحریک کی کامیابی کیلئے دعاء سے نوازا۔

’’تحفظ ختم نبوت سے متعلق آپ کی جوسعی بلیغ ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور باطل کے خلاف جس طرح علم حق بلند کیا ہے اسے سدا اونچا رکھے اور آپ کی کاوشوں اور جدوجہد کو تادیر باقی و جاری وساری رکھے۔آپ کی آواز پر لبیک کہنا میرا فریضہ تھا اور میں اس مشن میں آپ کے دوش بدوش ہوں،لیکن ایسے نازک موقع پر اچانک طبیعت کے خراب ہونے کی وجہ سے شرکت سے معذور ہوں۔میرے لئے دعا فرمائیں گے،انشاءاللہ کسی اور موقع سے زیارت سے شرف یاب ہوں گا۔اگر کوئی خدمت میرے لائق ہو یا کوئی ذمہ داری دی جائے گی تو بسروچشم قبول ہے۔خدا کرے کہ یہ اجتماع الحادو باطل کے مسمار کا ذریعہ بنے۔اپنی مقبول دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔آپ کے اجلاس کی کامیابی کے لئے طلبۂ جامعہ سے صبح وشام دعا کروارہا ہوں۔

**حضرت مولانا حکیم محمد اسلام صاحب انصاری** (مہتمم جامعہ عربیہ نورالاسلام

میرٹھ یوپی) نے لکھا۔

’’تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کی کوششیں قابل صد ستائش ہیں مزید اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ہمت اور حوصلہ عنایت فرمائے۔ جناب مولانا نسیم احمد مظاہری شیخ الحدیث جامعہ ہذا کو تحفظ ختم نبوت کے پروگرام میں شرکت کے لئے بھیج رہا ہوں۔ استاذ محترم علامۂ وقت حضرت مولانا اختر شاہ نوراللہ مرقدہ نے مرزا غلام احمد قادیانی سے متعلق کسی موقع پر چند مصرعے کہے تھے وہ بھی اس پروگرام کے لئے پیش ہیں۔

حیف صد حیف شرالبشرے پیدا شد
یعنی کہ دردین نبی رخنہ گرے پیدا شد

**حضرت مولانا نبی حسن صاحب مظاہری** (مہتمم دارالعلوم ارریہ بیرگاچھی چوک ارریہ بہار) نے لکھا۔

’’یہ ایک عظیم فتنہ ہے ہم جیسے کمزوروں کیلئے مگر اللہ تعالیٰ مددگار ہے۔ انشاء اللہ ناموس رسالت کی حفاظت ہوتی آرہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھ جیسے کمزور ایمان والوں کی وجہ سے یہ آزمائش آن پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمت اور مدد عطا فرمائے۔ یہ ناکام سازش نیست و نابود ہو، فی الحال موسم باراں کی وجہ سے کوئی جلسہ یا کانفرنس کا وقت نہیں مگر حسب ذیل پروگرام کئے جائیں، ہم لوگ بھی حسب استطاعت کررہے ہیں۔ علاقہ کی جامع مسجدوں میں جمعہ کے دن ائمہ کے توسط سے عوام کو بتایا جائے اور سازش کے تفصیلی حالات سے عوام کو آگاہ کیا جائے اور اس مرتد جماعت (قادیانی) کے متعلق اور ان کے عقائد کفریہ کے متعلق عوام کو مطلع کیا جائے۔ مقامی تبلیغی جماعت کے احباب کو جوڑا جائے اور ان تمام جگہوں میں جہاں ان کا اثر پڑا ہے جماعتوں کا کیمپ لگایا جائے اور نومبر میں اجلاس عام کیا جائے۔

سیاسی نمائندوں کو بھی جوڑ کر ان کو بھی آگاہ کیا جائے اور ان کی مدد بھی حاصل کی جائے۔ کسی باخبر قانون داں سے مشورہ کرکے اس کلکٹر کے خلاف ایک تحریر حسب ذیل



افراد کو دی جائے۔ کمشنری، ہوم کمشنر، ہوم سکریٹری، وزیر اعلیٰ، وزیر داخلہ اور گورنر کے علاوہ تمام مسلم ممبران اسمبلی اور ممبران پارلیمنٹ کو بتایا جائے کہ یہ کلکٹر علاقہ میں بدامنی پھیلانے میں مصروف ہے لہٰذا ان کو ہٹایا جائے۔ علاقہ کے تمام علماء اور ائمہ کو بھی یکجا کیا جائے اور انہیں بھی اس موضوع سے باخبر کیا جائے کہ ہر کوئی اپنے اپنے طور پر عوام کو سمجھائیں اور بیدار کریں۔ مناسب خیال کریں تو کتابچہ شائع کیا جائے جس میں ان کے متعلق مالہ وما علیہ واضح ہو۔

**حضرت مولانا قاری طفیل احمد صاحب** (مدرسہ اسلامیہ رحمانی بھوانی پور سپول بہار) نے یہ مشورہ دیا۔

۱۔ مقامات اور اشخاص وافراد کو متعین کرکے وفد کی شکل میں اجتماعی کوشش کی جائے تاکہ عام لوگوں کو اس فتنے سے واضح آگاہی ہو۔

۲۔ جگہ جگہ میٹنگ ومشورہ کیا جائے۔

۳۔ قادیانیت کے خلاف باضابطہ جلسہ رکھا جائے۔

۴۔ علماء ودانشوروں کی میٹنگ رکھی جائے۔

## سیاسی رہنماؤں سے ملاقات اور میمورنڈم

فتنہ قادیانیت کے سلسلے میں مفتی صاحب نے ایک طرف جہاں ملک کے مقتدر علماء کرام کو خطوط ارسال کئے وہیں دوسری طرف سیکولر ذہنیت کے حامل سیاسی جماعتوں کے لیڈروں، ریاستی ومرکزی وزراء کو بھی خطوط اور میمورنڈم پیش کئے۔ بعض سیاسی رہنماؤں سے ملاقات بھی کی۔ چنانچہ 5/جولائی 2008 کو کانگریس صدر محترمہ سونیا گاندھی کے مشیر خاص بھائی احمد پٹیل صاحب کے توسط سے سونیا گاندھی کو میمورنڈم دیا۔ اسی دن مرکزی وزیر جناب سبودھ کانت سہائے سے ملاقات کرکے مکمل صورت حال سے انہیں آگاہ کرایا۔ 8/جولائی 2008 کو وزیر اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ کو میمورنڈم پیش کیا، اس سے قبل

6/جولائی ۲۰۰۸ء کو مرکزی وزیر جناب پرکاش جیسوال کو بھی اس اسلام مخالف فتنہ سے واقف کرایا۔اس سلسلے میں سب سے پہلے اور اہم ملاقات بہار کے وزیر اعلیٰ جناب نتیش کمار سے یکم/جولائی ۲۰۰۸ء کو ہوئی۔آپ نے وزیر اعلیٰ نتیش کمار سے کہا کہ سپول کا ڈی ایم شریف عالم قادیانی ہے اور خود کو مسلمان کہتا ہے جب کہ اسلامی عقیدہ کی شدید مخالفت کرتا ہے علاوہ ازیں اپنے عہدہ کا غلط استعمال کرتے ہوئے غریب مسلمانوں کو قادیانی بننے پر مجبور کرتا ہے،حالانکہ قادیانی اسلام سے خارج ہیں۔وزیر اعلیٰ کو بتایا کہ اس کی سرگرمیوں سے عام مسلمانوں میں تشویش پائی جارہی ہے۔اگر حکومت نے بروقت اس کی سرگرمی پر روک نہیں لگائی تو مسلمانوں کا غم وغصہ پھوٹ پڑے گا۔حکومت کی کارکردگی سے مسلمان کافی حد تک مطمئن ہیں مگر ایک اعلیٰ آفسر کی سرگرمی سے حکومت کی کارکردگی پر سوالیہ نشان لگ رہا ہے اس لئے ڈی ایم سپول کے خلاف فوراً کارروائی کی جائے۔

اس ملاقات کے محض چند دن بعد اس وقت عظیم کامیابی حاصل ہوئی جب حکومت بہار نے انتہائی قدم اٹھاتے ہوئے 25/اگست ۲۰۰۸ء کو ڈی ایم کا تبادلہ محکمہ شعبہ حیوانات میں کردیا۔قادیانی مبلغ کے تبادلہ کی خبر آگ کی چنگاری کی طرح پورے بہار میں پھیل گئی۔حکومت کے اس قدم سے قادیانی خیمہ میں جہاں مایوسی چھاگئی وہیں مسلمانوں نے جم کر خوشیاں منائیں۔

## قادیانی ڈی ایم کا تبادلہ

وزیر اعلیٰ بہار نتیش کمار نے سپول کے ڈی ایم قادیانی کا شعبہ حیوانات میں تبادلہ کردیا اور اس کی جگہ شرون کمار کو سپول کا ڈی ایم مقرر کیا۔مسلمانوں کے دیرینہ مطالبات پر بروقت توجہ دینے پر حضرت مفتی صاحب اور ان کے رفقا نے وزیر اعلیٰ نتیش کمار کو مبارک باد پیش کی۔انہوں نے کہا کہ آپ نے اپنا وعدہ پورا کر کے مسلمانوں پر ایک طرح سے احسان کیا ہے،اس سے مسلمانوں کو کافی راحت ہوئی۔



## تحفظ ختم نبوت کے پروگرام

مفتی صاحب کی مہم کا مقصد سپول ضلع سے ڈی ایم کا محض تبادلہ نہیں تھا بلکہ اس مہم کا اصل مقصد بہار سے قادیانیوں کا صفایا تھا۔یہی وجہ تھی کہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے قبل شمالی بہار کے مختلف اضلاع بالخصوص سپول،مونگیر،بھاگلپور،کھگڑیا،اررریہ،پورنیہ،کشن گنج، کٹیہار اور اس کے اطراف میں قادیانیوں کے خلاف زبردست مہم چلائی گئی۔ چنانچہ ۱۶،۱۷/دسمبر ۲۰۰۸ء کو ایک عرصہ بعد جامع مسجد مونگیر کے امام وخطیب کی سرپرستی میں شہر مونگیر میں تحفظ ختم نبوت کا تاریخ ساز اجلاس منعقد ہوا۔اس دوروزہ اجلاس کا پہلا پروگرام قادیانیوں کے گڑھ مونگیر کے غازی پور میں ہوا، یہ پروگرام کتنا کامیاب رہا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شام کے پانچ بجے سے شب کے بارہ بجے تک یہ پروگرام چلتا رہا۔تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے نائب ناظم حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے اپنے خطاب میں فرمایا جس طرح گدھ درخت پر بیٹھ جائے تو وہ درخت تباہ وبرباد ہوجاتا ہے اسی طرح سے جس جگہ قادیانیت پھیلتی ہے اس جگہ کو تباہ وبرباد کردیتی ہے۔انہی بدنصیب جگہوں میں سے یہ ایک جگہ غازی پور ہے۔قادیانی پنڈت مسلمانوں کے وضع قطع کو اختیار کر کے مسلمانوں کے ایمان وعقیدے پر شب خون مارتے رہتے ہیں اور سادہ لوح مسلمان اپنی کم علمی کی وجہ سے ان کے فریب میں پھنس کر اپنے ایمان وعقیدہ کو برباد وضائع کرلیتے ہیں حالانکہ پوری دنیا کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ قادیانیت اور احمدیت کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ایک جھوٹا انسان اور دائرہ اسلام سے خارج تھا اس لئے اس کے ماننے والے قادیانیوں کا بھی اسلام اور مسلمانوں سے کچھ لینا دینا نہیں ہے اور نہ ہی وہ مسلمان ہیں۔مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ سپول کے سابق ڈی ایم قادیانیوں کے امیر اور مہاپوپ ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ وہ غازی پور کا رہنے والا ہے۔اس نے اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرتے ہوئے قادیانیت کے فروغ کے لئے ہر ممکن کوشش کی، بہت

سے مسلمان لالچ میں اپنے ایمان اور عقیدے کو ان کی وجہ سے برباد کر بیٹھے مگر اب اس علاقے میں ہم ہرگز ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ ناموس رسالت کے لئے آخری سانس تک جنگ جاری رہے گی، اس علاقے کے مسلمانوں کو قادیانیوں کے جال سے نکال کر ہی دم لیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ بہت ہی قلیل عرصہ میں دارالعلوم دیوبند کے اکابر علماء کے ساتھ مل کر ایسے بہت سے مسلمانوں کو دوبارہ اسلام میں داخل کرایا ہے جو قادیانی ہو چکے تھے۔

## مونگیر کا تاریخ ساز اجلاس

۱۶/۱۷/دسمبر ۲۰۰۸ء مونگیر، غازی پور اور اسلام نگر میں تحفظ ختم نبوت کے دوسرے اجلاس عام میں علماء کرام کی تقریریں اور ممبران پارلیمنٹ کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔ مہمان خصوصی سابق نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصورپوری نے فرمایا قادیانیت کے فروغ اور اس کی ریشہ دوانیوں کے بڑھتے رجحانات سے ہم لوگ بیحد متفکر تھے۔ اس تعلق سے ایک عرصہ بعد مونگیر میں یہ اجلاس منعقد ہوا ہے۔ مولانا عبداللہ بخاری امام وخطیب جامع مسجد مونگیر نے فرمایا کہ قادیانی جو ختم نبوت کے منکر ہیں ان سے راہ ورسم اور سلام وکلام سے بھی گریز کریں، کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے نائب ناظم مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے قادیانیت کو کوئی فرقہ نہیں، بلکہ فتنہ قرار دیا، یہ لوگ سیدھے سادھے مسلمانوں کو فریب ومکاری کے جال میں پھنسا کر ان کے ایمان وعقیدے کا سودا کر لیتے ہیں۔

لہذا مونگیر کے مسلمانو! ان سے بچ کر رہنا اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بچانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ قادیانیت اور احمدیت کا بانی قادیانی مرزا غلام دائرہ اسلام سے خارج تھا اور اس کو نبی جاننے والوں کا بھی یہی حشر ہے۔ ایسا نہیں کہ ان کو علماء نے اسلام سے خارج کیا ہے بلکہ وہ انکار ختم نبوبت کی وجہ سے خود ہی خارج ہو چکے ہیں لہذا اب داخل یا خارج کرنے کی بحث فضول ہے۔



مولانا عتیق اللہ قاسمی امام وخطیب جامع مسجد فقیر باڑہ پٹنہ نے فرمایا ''فتنہ قادیانیت کا بانی مرزا غلام احمد صرف نبی کا ہی دعویدار نہیں تھا، بلکہ خود کو خدا اور اس کے بیٹا جیسے دہریت کا بھی وہ مدعی تھا۔ ایسا شخص انگریزوں کا غلام تو ہوسکتا ہے، مگر مسلمان ہرگز نہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے فرمایا سرزمین مونگیر میں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے وصال کے بعد یہ تاریخ ساز اجلاس پہلی بار منعقد ہورہا ہے۔ آپ نے فرمایا مسلمانوں کو قادیانیت کے خونیں پنجہ سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، سپول واطراف کے مسلمان غربت وافلاس کے سبب آج بھی قادیانیوں کے مکروفریب کی مار جھیلنے پر مجبور ہیں لہذا مونگیر کے مسلمانو! تم بھی ناموس رسالت کے خاطر قادیانیت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوجاؤ۔ جناب علی انور ایم پی (راجیہ سبھا) نے کہا، بہار میں قادیانی فرقہ کو پنپنے نہیں دیں گے، ہم اس کی جڑ تو کاٹ سکتے ہیں مگر اس کو بہار میں سربلند نہیں ہونے دیں گے۔

## کیمپوں کا انعقاد

سہ روزہ تربیتی کیمپ اور تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ۱۹/۲۰/۲۱/نومبر ۲۰۰۸ کو کیا گیا۔ فتنہ قادیانیت کے پھیلتے جراثیم کو ختم کرنے اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کیلئے متاثرہ اضلاع اور اس کے گردونواح میں تحفظ ختم نبوت کے تربیتی کیمپ میں تقریباً پانچ سو علماء شریک ہوئے۔ تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی آخری نشست میں تباہ کن سیلاب کے باوجود ۳۰ سے ۳۵/ہزار فرزندان توحید کا مجمع تھا۔ تحفظ ناموس رسالت اور مرزا قادیانی کے رد میں ۵/لاکھ روپے کی کتابوں اور پمفلیٹوں کی مفت تقسیم کے ذریعہ مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت کی خطرناکی سے ہوشیار رہنے کی اپیل کی گئی۔ ان پروگراموں میں مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند نے اثر انگیز تقاریر کیں۔ فتنہ قادیانیت کی حقیقت اور اس کی فتنہ انگیزی پر مدلل اور مفصل روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ سپول کے سابق ڈی ایم کی سرپرستی ونگرانی میں قادیانیت کی تبلیغ کی جو خبریں ہمیں مل رہی

ہیں وہ انتہائی افسوس ناک ہیں۔آپ نے کہا کہ معروف سماجی کارکن محمد اسرائیل کے توسط سے معلوم ہوا کہ مفتی صاحب اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے مسلسل جدوجہد کررہے ہیں۔ ماشاء اللہ ان کی کوشش سے مسلمانوں میں دینی بیداری پھر سے آرہی ہے۔اس پروگرام کے اہم شرکاء میں حضرت مولانا یعقوب اسماعیل منشی قاسمی صدر مجلس تحقیقات شرعیہ ڈیوزبری انگلینڈ، حضرت مفتی احمد دیولوی بانی ومہتمم جامعہ علوم القرآن جمبوسر بھروچ گجرات، حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصورپوری ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند، مولانا اشتیاق احمد صاحب مبلغ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند، مولانا صغیر احمد رحمانی رکن مسلم پرسنل لا بورڈ، مولانا عصمت اللہ رحمانی، خطیب جامع مسجد کولکاتہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

## مہیش پور سپول میں تربیتی کیمپ

جامعہ انوار محمدیہ مہیش پور بسنٹی سپول میں سہ روزہ تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں سہرسہ، سپول، مدھے پورہ وغیرہ اضلاع کے تقریباً ۴۰۰ر علماء ائمہ مساجد اور مدارس اسلامیہ کے اساتذہ وذمہ داران نے حصہ لیا۔اس کیمپ کے اجلاس عام کو خطاب کرتے ہوئے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے ناظم حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصورپوری نے کہا کہ ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے یہاں ہر شخص کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا حق حاصل ہے لیکن کسی شخص کو دوسرے مذہب کو بگاڑنے یا اس میں خلفشار پیدا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔آپ نے اس امر کی وضاحت کی کہ ہندوستان میں انگریزوں کی ایک سازش کے تحت مسلمانوں کے اندر انتشار پیدا کرنے اور انہیں اپنے عقائد وایمان سے منحرف کرنے کے لئے قادیانیت نام کے اس فتنہ کو جنم دیا گیا، جس کا اسلام سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ عالم اسلام کے تمام علمی، فقہی اداروں نیز تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور 104 ملکوں کی نمائندہ تنظیم رابطہ عالم اسلامی کے ساتھ ماریشش، سیریا، افغانستان اور پاکستان کی عدالتوں نے بھی قادیانی کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔مسلمانوں کو



چاہئے کہ وہ ان کے فریب میں نہ آئیں اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنے عقائد کو مضبوط ومستحکم کریں۔مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے فرمایا 1889ء میں پنجاب کے شہر قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں سے الگ ایک جماعت بنا کر نبوت، مہدویت، مسیحیت اور کرشن واتار ہونے کا دعوی کیا۔قادیانی عام طور پر دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ بھی مسلمانوں کی ہی جماعت ہے مگر سچائی یہ ہے کہ قادیانیت دراصل اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے ایک نئی خطرناک تحریک ہے جو انگریزوں کے اشارہ پر قائم کی گئی ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ قادیانیت کے اس ناسور کو ختم کرنے کے لئے ہم اپنی جان کی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔آپ نے دوٹوک لفظوں میں کہا کہ اس علاقے سے قادیانیت کے جراثیم کا خاتمہ ہی ہمارا اولین مقصد ہے۔ہم ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے قادیانیت سے آخری دم تک لڑتے رہیں گے۔

## تحفظ ختم نبوت کانفرنس

جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا آغاز ۲۱ر نومبر ۲۰۰۸ء کو ہوا، اس کے افتتاحی اجلاس میں ملک بھر کے اکابر علماء نے اثر انگیز خطاب کیا۔سبھی علماء کرام نے ایک ہی بات پر زور دیا کہ قادیانت کے سیلاب کو روکنا وقت کی اہم ضرورت ہے، اگر اس پر پشتہ نہیں باندھا گیا تو یہ مسلمانوں کے ایمان وآخرت کو بہالے جائے گا۔ اس اجلاس میں ارریہ، پورنیہ، کشن گنج، کٹیہار، سپول، سہرسہ اور مدھے پورہ کے سیکڑوں علماء، حفاظ، ائمہ مساجد اور دینی اداروں کے ذمہ داروں کے علاوہ عوام الناس کی کثیر تعداد موجود تھی۔اس تاریخ ساز کانفرنس سے حضرت مفتی عثمانی صاحب نے جو افتتاحی خطبہ پیش کیا اس کا خلاصہ ذیل کے سطور میں پیش کیا جارہا ہے۔

برادران اسلام! سب سے پہلے ہم جملہ اراکین، ذمہ داران، اساتذہ اور طلبائے جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ اپنے تمام مہمانان کرام اور علماء اسلام کا پرخلوص

استقبال کرتے ہیں۔اپنے تمام مہمانوں وسامعین کے بے حد ممنون ومشکور ہیں کہ انہوں نے ہماری دعوت پر یہاں آنے کی زحمت اٹھائی،سیلاب کی قہرسامانیوں نے اس علاقے کے سبھی راستوں کوتہس نہس کردیا ہےجس کی وجہ سے یہاں پہنچنا کافی دشوار ہوگیا ہے پھر بھی محض ناموس رسالت اور دینی فکرمندی کے تحت علماء اسلام کا اتنا بڑا قافلہ یہاں موجود ہے یہ ہمارے لیے نہ صرف مسرت کی بات ہے بلکہ قابل فخر وسعادت بھی ہے۔

دریائے دجلہ کے کنارے اسلام کی سربلندی کے لیے امت اسلامیہ کا ایک پاکباز قافلہ جب خیمہ زن ہوا تھا تو سپہ سالاران اسلام کے پاس نہ دنیاوی وسائل تھے اور نہ جدید ٹکنالوجی سے وہ لیس تھے،البتہ ان کے پاس مستحکم عقیدہ کی دولت تھی اوران کی رگوں میں ایمانی قوت کا پرجوش خون ٹھاٹھیں ماررہا تھا۔چنانچہ تاریخ نے اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ بے سروسامان وہ قافلہ راہ حق میں بلا کچھ سوچے سمجھے نکل پڑااور کامیابی ان کے قدم چومتی چلی گئی۔آج جو قافلہ دریائے کوسی کوعبور کرکے یہاں پہنچا ہے اس کے پاس بھی ایمانی حرارت ہے اورعزیمت کی دولت سے وہ مالا مال ہے،انشاء اللہ اس قافلہ کوبھی کامیابی نصیب ہوگی۔

جس مقام پرآپ حضرات تشریف فرما ہیں وہ کوسی کمشنری کا ایک نہایت پسماندہ گاؤں ہے،اس کے پیچھے تاریخی بیرج ہے جو ۵۶/چھپن دروازوں پر مشتمل ہے،جس کی تعمیر سابق وزیراعظم آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرواور ویرو کرم شاہ مہندرسابق شاہ نیپال کے دورحکومت میں ہوئی تھی۔اس علاقے میں ہندوستان کی تاریخی ندی کوسی بڑے آب وتاب کے ساتھ جاری رہتی ہے، یہ ندی کہیں بہار لاتی ہے تو کہیں تباہی مچاتی ہے، بالخصوص جولائی راگست میں یہ ندی اپنے شباب پر رہتی ہے جس کی وجہ سے مکانات اور فصلیں زیر آب ہوجاتی ہیں اور ہرسال یہاں کے مزدوروں اور کسانوں کوطرح طرح کے مسائل کا سامنا رہتا ہے۔چونکہ اس علاقے کے نوے فیصد لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت ہے اس لیے سیلاب ان کے لیے ہر برس قہر بن جاتا ہے اور شاید اس علاقے میں غربت کی ایک



بڑی وجہ سیلاب بھی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہماری ان آسمانی آفات وآلام سے حفاظت فرمائے (آمین)

یہاں دوکمشنریاں ہیں،کوسی کمشنری اور پورنیہ کمشنری،دونوں کمشنریاں سات اضلاع پر محیط ہیں۔ان دونوں کمشنریوں کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ شمال میں نیپال کی لمبی سرحد ہے۔

اسلام کے اصول واساس کے انکار کرنے والے اور ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے والے یقینی طور پر اسلام سے خارج اور لائق رد ہیں۔عالم اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قادیانی چونکہ نہ صرف محمد ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کا انکار کرتے ہیں بلکہ اسلام کے بہت سے اصولوں کے منکر ومنحرف ہیں اس لئے ان کا اسلام سے کوئی لینا دینا نہیں۔تاہم قادیانیوں نے عالمی سطح پر مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ پر شب خون مارنے کی ایک ہمہ گیر اور منظم مہم چلا رکھی ہے جس سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھنا علماء امت کی اولین ذمہ داری ہے۔

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں قادیانیوں کی شرانگیز مہم جاری ہے اوران کے مبلغین،اسلام کے نام پر ہی بھولے بھالے مسلمانوں کو کفر وضلالت کی راہ پر لے جارہے ہیں۔ضلع سپول سمیت شمالی بہار کے بعض علاقوں اور نیپال کی ترائی میں قادیانیوں نے کذب وافترا اور مال وزر کی بدولت رسوخ حاصل کرلیا ہے اور ڈھائی برس قبل جب شریف عالم نامی شخص سپول کے ضلع مجسٹریٹ کی حیثیت سے تعینات ہوا جو بہار،جھارکھنڈ اور نیپال کے قادیانیوں کا امیر ہے،تو اس علاقہ میں قادیانی فتنہ کومزید قوت حاصل ہوئی اوراس ڈی ایم نے اپنے عہدے کا غیر آئینی استعمال کرتے ہوئے قادیانی مبلغ کے طور پر مہم چلائی اور بہت سے مفلوک الحال،مسائل ومشکلات سے پریشان اور ناخواندہ مسلمان اس کی دام میں آگئے۔جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے اساتذہ اور مخلصین کے تعاون سے ہم نے جب قادیانیوں کے خلاف مہم چلائی تو ہمیں طرح طرح کی دھمکیاں بھی دی گئیں اور کئی لوگوں کو نقصانات بھی اٹھانے پڑے یہاں تک کہ جامعۃ القاسم کے خلاف بھی طرح طرح

کے شکوک وشبہات کی باتیں پھیلائی گئیں۔الحمدللہ ہم ثابت قدمی کے ساتھ قادیانیوں کی شرانگیزیوں کے خلاف جدوجہد کرتے رہے۔گرچہ عوامی ،سیاسی اور صحافتی سطح پر جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ،سپول کی سرکردگی میں چلائی گئی مہم اورزبردست جدوجہد کی بناپر اس کا تبادلہ ہوگیا ہے لیکن علاقے میں قادیانیت کے جراثیم گاؤں گاؤں تک پھیل چکے ہیں ،اس کے سدباب کے لیے قدم اٹھانا ضروری تھا چنانچہ احقرنے ہندوستان بھرکے تقریباً دوسوممتاز علماء کوخطوط تحریر کیے اورصورتحال سے آگاہ کیا۔دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن ،دارالعلوم دیوبندوقف کے مہتمم حضرت مولانا محمدسالم قاسمی ،دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمدرابع حسنی ندوی ،امیرشریعت حضرت مولاناسید نظام الدین مدظلہ،مظاہرعلوم کے ناظم حضرت مولانا سلمان مظاہری ،مظاہرعلوم وقف کے ناظم مولانا محمدسعیدی اور درجنوں دیگراکابرعلماء اورامارت شرعیہ ،جمعیۃ علماء ہند،جماعت اسلامی ہندودیگرتنظیموں نے بھی خطوط کا جواب دے کرفکرمندی کا اظہار کیا اور ہماری کوششوں کوسراہا نیز یہ یقین دہانی کرائی کہ تحفظ ختم نبوت مہم میں ان کا بھرپورتعاون ملے گا۔چنانچہ جب اس سلسلے میں احقرنے اپنے چنداحباب کولے کردارالعلوم دیوبند کا سفرکیا اور وہاں ذمہ داران سے ملاقات کی اور راست طور پر انہیں صورتحال سے واقف کرایاتوکل ہندمجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصورپوری اورنائب ناظم حضرت مولانا محمدشاہ عالم گورکھپوری صاحب نے مسئلہ کی نزاکت کوسنجیدگی سے لیتے ہوئے ہمیں گراں قدرمشورے دیےاوراپنے تجربات ہمارے سامنے پیش کیے تاکہ قادیانیوں کی شرانگیزیوں کے خلاف عملی اقدامات کیے جاسکیں۔اسی کے ساتھ یہ بھی طے پایا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبندکی نگرانی اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول کے زیراہتمام علماء کا ایک تربیتی کیمپ اوراجلاس عام منعقدکیاجائے،کئی میٹنگوں کے بعدتربیتی کیمپ کانقشہ کامرتب ہوااوراسی فیصلہ کی روشنی میں آج ہم اورآپ یہاں جمع ہیں۔اس علاقہ میں کچھ دنوں سے قادیانی مبلغین کا



دور دورہ ہے جہاں سے ان کا انخلاء نہایت ہی ضروری ہے تاکہ مسلمانوں کی ایمان و ایقان کی حفاظت کی جاسکے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ریاست بہار ہمیشہ سے زرخیز رہی ہے،علماء،صلحا، اتقیاء،غوث وقطب اوردانشوران قوم وملت یہاں بڑی تعداد میں پیدا ہوئے جنہوں نے زندگی کے ہر شعبے میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔بے مثال خدمات جلیلہ کے باوجود انہیں نام ونمود اور شہرت سے وحشت رہی اور گمنامی ہی کو پسند کیا۔یہی وجہ ہے کہ علمائے بہار میں اکثر کے حالات مدون نہیں اور نہ ہی بعد کے دنوں میں ان کے حالات کی ترتیب و تدوین کا کوئی اہتمام کیا گیا،گویا بہار کے اہل علم وفن ایک گمنام گلاب کے باغیچے کی طرح رہےاور عالمی سطح پر اس باغیچے کی خوشبو پھیلتی رہی اورعوام وخواص معطر ہوتے رہے۔علمی، تحقیقی،تربیتی،تصنیفی ،اصلاحی،تبلیغی،تحریکی کاموں میں علماء بہار کا اہم حصہ رہا ہے،امام منطق وفلسفہ صاحب سلم العلوم حضرت علامہ محبّ اللہ بہاریؒ،شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ، صاحب عون المعبود شیخ شمس الحق عظیم آبادیؒ،اسلامی معاشرے کے تشکیل کے نقیب اور بانی امارت شرعیہ مفکراسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ اور حضرت سید محمد علی مونگیریؒ بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ کا کردار ہمارے دل ودماغ کو جھنجھوڑتا رہا ہے۔امیر شریعت حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ اور حضرت مولانا عبدالصمد رحمانیؒ کے نقوش جمیل سے ایک جہان مستفید ہوا ہے،علامہ سید سلیمان ندویؒ ،مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ اور مولانا عبداللہ عباس ندویؒ کے علمی،تحقیقی وتصنیفی کارناموں کو کسی طرح نہیں بھلایا جاسکتا۔اسی طرح لاتعداد علمائے اس سرزمین میں پیدا ہوئے جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی ،انہی شخصیات میں سے حضرت اقدس مولانا بشارت کریم صاحبؒ،حضرت مولانا عبدالرؤف داناپوریؒ،مولانا ولایت علیؒ اور مولانا یحییٰ علی عظیم آبادیؒ،شاہ ولی اللہ تحریک کے علم بردار بن کر سامنے آئے اور سب سے اخیر میں علم وادب اور فقہ وشریعت کے رمز شناس حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے شاہ ولی اللہ تحریک کے میر کارواں کی حیثیت سے عالم

اسلام میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ایسے ہی علماء ومفکرین نے علم وتحقیق کی بزم میں چار چاند لگایا اور دعوت وتبلیغ و اصلاح امت کو اپنا فریضہ جان کر زبردست محنت کی۔صوبہ بہار کی دو عظیم شخصیتوں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری اور حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ اس خطہ میں کبھی دینی مزاج وماحول کے لیے سرگرداں رہے تو کبھی رسوم وبدعات کے خاتمہ کے لیے گاؤں گاؤں کی خاک چھانتے رہے اور کبھی قادیانیت سمیت دیگر فرقۂ باطلہ کی سرکوبی کے لیے شب وروز ایک کرتے رہے۔ان بزرگوں نے اصلاح معاشرہ اور فرقۂ باطلہ کی سرکوبی کے لیے مدارس ومکاتب کے قیام کی تحریک شروع کی،اسی سلسلۃ الذہب کی سنہری کڑی کے طور پر”جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ“ بھی ہے جو انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں شروع ہوا لیکن اس وقت دس ایکڑ وسیع و عریض اراضی پر پھیلا ہوا یہ ادارہ سینکڑوں کی تعداد میں تشنگان علومِ نبوت اور۴/درجن سے زائد اساتذہ وملازمین کا حسین سنگم آپ کی نگاہوں کے سامنے دینی وتعلیمی خدمات انجام دینے میں مصروف ہے۔

جامعۃ القاسم ابھی قادیانی مشن کے خلاف علمائے حق کا قافلہ لے کر گاؤں گاؤں کا دورہ کر ہی رہا تھا اور اس کے سد باب کے لیے مختلف سطح پر کوشش کر ہی رہا تھا کہ اس علاقے میں باندھ ٹوٹ جانے اور کوسی ندی کا رخ مڑ جانے کی وجہ سے یہاں طلاطم خیز سیلاب نے قہر برپا کردیا۔یہ ایسا سیلاب تھا تاریخ میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔

آپ حضرات کے علم میں بھی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ یہ بات آئی ہوگی کہ شمالی بہار میں سیلاب سے جو تباہی وبربادی ہوئی ہے اس کا خاص مرکز ضلع سپول کے ہی دیہی علاقے اور مدھے پورہ، پورنیہ اور ارریہ ہیں۔سیلاب کی قہر سامانی کا شکار جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ راست طور پر ہوا۔علاقہ کی سیکڑوں غریب بستیاں اس طوفانی سیلاب میں بہہ گئیں۔کوسی ندی کا جو پشتہ ٹوٹا ہے اور جس نے یہ تباہی مچائی ہے وہ جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سے محض 30 کلومیٹر دوری کے فاصلہ پر ہے،اس پشتہ کے ٹوٹنے سے



تقریباً220 کلومیٹر کا علاقہ اس طرح پانی کی زد میں آیا کہ کچے مکانات بالکل بہہ گئے،یا منہدم ہوگئے،لوگوں کو اتنا وقت نہیں ملا کہ وہ اپنے غلے، جانور وغیرہ نکال کر محفوظ مقام پر رکھ سکیں،اس طوفان بلاخیز میں یا تو لوگوں نے اونچی سڑکوں پر پناہ لی یا پھر پختہ مکانات کی چھتوں پر۔ارریہ،سپول پرتاپ گنج،نرپت گنج،سہرسہ،مدھے پورہ،کٹیہار،کھگڑیا کے تقریباً9000 گاؤں بالکل تباہ ہوچکے ہیں،یہ اعداد وشمار سرکاری ہیں،حقیقی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے، سرکاری اعداد وشمار اور ذرائع ابلاغ کے مطابق اس سیلاب سے تقر 12 اضلاع کے ڈیڑھ کروڑ لوگ متاثر ہوئے جن میں 40 لاکھ لوگ بے گھر ہوئے،انسانی لاشیں بہتی ہوئی دکھائی دیتی رہیں۔جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کی چھتوں پر تقریباً10 ہزار افراد نے اولاً پناہ لی،لیکن جب چاروں طرف سے سیلاب نے گھیر لیا تو انہیں بوٹ اور کشتی سے محفوظ مقامات پر لے جایا گیا۔

جامعۃ القاسم کے احاطہ میں چار فٹ سے زیادہ پانی تھا اور دارالاقامہ کے ساتھ جامعہ کی دیگر عمارتوں مثلاً لائبریری میں پانی گھس گیا،چونکہ طلبا کی چھٹی ہوچکی تھی اس لیے جانی اتلاف تو نہیں ہوا البتہ جامعہ کے گودام میں رکھے ہوئے غلوں کو نہیں نکالا جاسکا اور پانی کی وجہ سے سب تباہ وبرباد ہوگیا۔ہزاروں کتابیں پانی میں خراب ہوگئیں۔صورتحال اس قدر خراب ہوگئی کہ علاقہ خالی ہوگیا،دکانیں بند،شہر تک آنے جانے کے ذرائع نہیں،ان حالات میں جامعہ کے اراکین نے 2 عدد موٹر بوٹ کا نظم کیا جس کا یومیہ کرایہ بھی ادا کرنا پڑا،اس کے علاوہ مصیبت کی اس گھڑی میں جامعہ کی ریلیف ٹیم علاقے میں ہنگامی طور پر پریشان اور بھوکے پیاسے لوگوں کو صرف انسانیت کی بنیاد پر کھانے کے پیکٹ تقسیم کیے۔ چاول،چوڑا،موڑھی،بچوں کے لیے دودھ کے پیکٹ،موم بتی،ماچس اور سیکڑوں پلاسٹک کے ترپال تقسیم کیے گئے۔

سیلاب کی تباہی نے علاقے میں بھکمری کی کیفیت پیدا کردی تھی لیکن الحمدللہ ہندوستان بھر کی مختلف تنظیموں اور حکومت کی ریلیف وبازآبادکاری نے لوگوں کو بڑا حوصلہ

دیا، ایسے وقت کا فائدہ اٹھا کر قادیانیوں نے بہت سے لوگوں کو ریلیف کے نام پر دام فریب میں لانا چاہا جب ہمیں اس کی اطلاع ہوئی تو ہم نے ایک بار پھر اس کی جانب توجہ دی اور گاؤں گاؤں بیداری کا کام کیا اور یہ تربیتی کیمپ بھی اسی سلسلے کی امتیازی کڑی ہے۔

اس تاریخی موقع پر آپ تمام حضرات کی حاضری کو میں اپنے لیے سعادت کی بات سمجھتا ہوں اور آپ سبھوں کا بے حد ممنون ومشکور ہوں، ایسے حالات میں جب کہ محض تین کلومیٹر کے فاصلے کو طے کرنے میں تین سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے جانا پڑ رہا ہے آپ حضرات نے پریشانیاں جھیل کر یہاں تک کا سفر کیا اس کا بہترین بدلہ اللہ ہی دینے والا ہے تاہم ہماری میزبانی میں اگر کوتاہی رہی ہو تو معاف فرمائیں گے۔ اس موقع اکابر علماء نے جو رہنمائی کی ہے اس کی روشنی میں آپ سب یہ عہد کریں کہ ہم دین وشریعت کے تحفظ کے لیے ہمہ دم سرگرم ومستعد رہیں گے۔ اللہ تعالی ہم سب کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

## پیغام حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

کانفرنس میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) کسی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے تھے مگر آپ نے جو پیغام کانفرنس کیلئے بھیجا اسے حاضرین کے سامنے پڑھا گیا۔

برادران اسلام! ادھر چند برسوں سے قادیانیت کے فتنہ نے ہندوستان، پاکستان اور دنیا کے دوسرے ممالک میں پھر سے سر اٹھایا ہے، ان کا مرکز لندن اور پیرس وغیرہ میں ہے جس کی وہ سرپرستی کر رہا ہے، یہ کام کس کے اشارہ پر ہو رہا ہے اس کو سمجھنا زیادہ مشکل نہیں ہے، اس وقت دنیا کی مسلم دشمن طاقتیں کھل کر اسلام کو ختم کرنے یا نور حق کو بجھانے کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں اور ان کے بعض لوگ تو برملا کہتے ہیں کہ ہمیں تو اسلام کو توڑنا یا ختم کرنا ہے، اس لئے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے جتنے طریقے ہو سکتے



ہیں ان کے لئے بڑے مصارف اٹھائے جا رہے ہیں، ایسے حالات میں قادیانیت کا فتنہ پوری قوت کے ساتھ سر اٹھا رہا ہے اور جگہ جگہ اس کے کارپرداز پیسے اور غلط بیانی کے ذریعہ اس میں مبتلا کرنے کا سلسلہ قائم کئے ہوئے ہیں۔

دیہاتوں میں جہاں عموماً کم پڑھے لکھے اور دین سے ناواقف لوگ ہیں، مسجدوں میں قبضہ اور اماموں کو اونچی تنخواہ کا لالچ دے کر اپنے کو صحیح داعی حق ظاہر کر کے اسلام کی دیوار میں نقب لگا رہے ہیں، ہم سب پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ ہم مسلمانوں کو اس خطرہ سے آگاہ کریں اور اپنے ان اسلاف کی پیروی کریں جنہوں نے گذشتہ صدی میں جب یہ فتنہ زور پکڑ رہا تھا، جس کی سرپرستی برطانوی سامراج کر رہا تھا، مقابلہ کیا اور فتنہ کو تقریباً ختم کر دیا تھا، آج ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ یہ فتنہ پھر ابھر رہا ہے، اس کا ہم پھر سے مقابلہ کریں۔

اس کا مقابلہ کرنا زیادہ دشوار اس لئے نہیں ہے کہ اس میں جھوٹ اور لالچ سے کام لیا جاتا ہے، اس کے اس دھوکہ کو واضح کر دیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ خاتم النبیین اور رسول برحق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) کی نبوت کے مقابلہ میں یہ جھوٹی نبوت کھڑی کی گئی ہے، اور اس میں جھوٹی باتوں کا سہارا لیا گیا ہے، اور اس طرح لوگوں کے ایمان کو خطرہ میں ڈالا جا رہا ہے۔ یہ باتیں اتنی واضح ہیں کہ اس کو لوگوں کو بتا دینا ہی اس فتنہ کے روک دینے کے لئے مفید ہے، لیکن اس کے لئے کوشش کرنے اور وقت صرف کرنے کی ضرورت ہے، اور یہ ہم سب کا فریضہ ہے جو حضرت خاتم الرسل سیدنا محمد رسول اللہ (ﷺ) کے ماننے والے ہیں، یہ آپ کی عزت پر حملہ ہے، ایسی صورت میں کسی بھی صاحب ایمان کے لئے کیا گنجائش رہ جاتی ہے کہ ایسے موقع پر وہ چپ رہے اور مقابلہ نہ کرے۔

ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی کو کہ وہ اس کے لئے علماء کا تربیتی کیمپ اور ایک عظیم اجتماع منعقد کر رہے ہیں تاکہ اس فتنہ کے شر کو سب کے سامنے کھول کر بیان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ مفید بنائے۔

میں اپنی صحت کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے اس میں حاضر نہیں ہو پا رہا ہوں، لہٰذا اپنے الفاظ اور زبان سے شرکت کا شرف حاصل کر رہا ہوں، اور میری طرف سے کوئی نمائندہ میرے ان الفاظ کے ساتھ شریک اجتماع ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ مفید بنائے۔

## مفتی صاحب کی ستائش

جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ مدھوبنی سپول میں سہ روزہ تربیتی کیمپ وتحفظ ختم نبوت کانفرنس کے اختتام پر ایک پریس کانفرنس ہوئی، جس میں رکن پارلیمنٹ علی انور نے مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی کی قیادت وسرپرستی میں منعقدہ سہ روزہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس اور تربیتی کیمپ کے پرامن اختتام کے لئے ان کو مبارکباد دی اور کہا کہ قادیانیت کے خلاف منعقد یہ اجلاس نہایت ہی کامیاب رہا۔ آل انڈیا پسماندہ مسلم محاذ کے قومی صدر علی انور انصاری نے کہا کہ ملک کے مسلمان ایک عجیب طرح کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں، ایک دشمن کھلے طور پر ہمیں چیلنج کر رہا ہے اور دوسرا پوشیدہ طور پر ہماری پیٹھوں میں چھرا گھونپنے کا کام کرتا اور یہی دشمن سب سے زیادہ خطرناک ہے مگر مسلمانوں کا محافظ اللہ ہے ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو ایک حکمت عملی کے تحت اس گرداب سے نکلنا ہوگا۔

## تحفظ ختم نبوت سے متعلق کتب ولٹریچر کی اشاعت

جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے شعبہ تحفظ ختم نبوت کی جانب سے سہ روزہ تربیتی کیمپ وتحفظ ختم نبوت کانفرنس کیلئے دو درجن سے زائد کتب اور ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ اردو اور ہندی زبان میں شائع کر کے اجلاس میں شریک علماء اور حاضرین میں مفت تقسیم کیا گیا۔ مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں:

(۱) اسلام اور قادیانیت عقائد کی روشنی میں



(۱) قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں
(۲) مجموعۂ رسائل (علامہ نور محمد ٹانڈوی رحمۃ اللہ علیہ)
(۳) قادیانی گروہ زندیقوں کی طرح تحریک ارتداد چلا رہا ہے
(۴) قادیانیوں کی چال سے ہوشیار رہیں!
(۵) قادیانیت انگریزوں کا خودکاشتہ پودا (اردو، ہندی)
(۷) عام مسلمانوں کو قادیانیت کی حقیقت سمجھانے کا طریقہ (ہندی)
(۸) ایمان اور کفر کی حقیقت (ہندی)
(۹) قادیانیت کے متعلق علمائے اسلام اور سرکاری عدالتوں کا فیصلہ
(۱۰) قادیانی تحریروں کی روشنی میں
(۱۱) قادیانیوں کی سیاسی وسماجی پوزیشن
(۱۲) دین اسلام سے قادیانیوں کا کوئی تعلق نہیں (ہندی) وغیرہ
(۳۱) محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں
(۱۴) قادیانیت منظر وپس منظر
(۱۵) قادیانیوں کو غور وفکر کی دعوت

## قادیانیوں کا اعتراف

شعبہ تحفظ ختم نبوت جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے زیر اہتمام سپول، مدھے پورہ کھگڑیا، مونگیر، ارریہ اور پورنیہ کے مختلف علاقوں میں قادیانیت کی سرکوبی اور اس فتنہ سے لوگوں کو واقف کرانے کے لئے مسلسل تین ماہ تک مہم چلائی گئی۔ قادیانی مخالف یہ مہم بحمد للہ بہت حد تک کامیاب اور کارگر ثابت ہوئی۔ اس کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جماعت قادیانیہ کے ترجمان ہفت روزہ ''بدر'' میں جامعۃ القاسم اور حضرت مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی کی مساعی وکوشش کا اعتراف خود قادیانیوں نے کیا ہے، چنانچہ ہفت روزہ 'بدر'

۷/ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۵/مارچ ۲۰۰۹ء کے شمارہ نمبر 10 اور جلد نمبر 58 میں صفحہ نمبر 5 پر ''منقولات سامان عبرت'' کے تحت قادیانیوں نے لکھا ہے۔

''سپول بہار کے جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنے والے مولوی مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ مغربی سپول بہار کے عبرت انگیز مضمون کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں، جس میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے احمدیت کی شدید مخالفت کی اور ابھی وہ ''قادیانی مشن'' کے خلاف دورہ کر ہی رہے تھے کہ کس طرح سیلاب کے عذاب نے ان کے اوران کے مدرسہ کو جو احمدیت کی مخالفت کا گڑھ تھا تباہ وبرباد کردیا، قرآن مجید میں خدا کے مامورین کی مخالفت کرنے والوں پر آنے والے سیلاب کے عذاب کا بھی ذکر موجود ہے، وہی عذاب ان مخالفین پر ٹوٹا ہے (ادارہ)''

قادیانیوں نے اس مہم کا رخ گرچہ دوسری جانب موڑ دیا ہے مگر سچائی یہی ہے کہ جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کی قادیانیت مخالف مہم نہ صرف بہار بلکہ دنیا بھر کے قادیانی خیمہ میں ہلچل مچادی۔ صرف تحفظ ناموس رسالت ہی کی خدمات کا ثمرہ تھا کہ کوسی ندی کے تباہ کن سیلاب نے جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے قریب آکر اپنا رخ موڑ لیا، اور ۵۵ سے ۶۰ کیلومیٹر چوڑائی اور ۲۴۰ کیلومیٹر لمبائی میں صرف جامعۃ القاسم میں ابتدائی ۱۲ دنوں تک تقریباً دس ہزار لوگ پناہ گزیں تھے۔

## اخبارات ورسائل

قادیانی مخالف مشن کی رپورٹیں مسلسل مقامی اور قومی اخبارات میں مع تصاویر کے شائع ہوتی رہیں۔ اردو، ہندی اور انگریزی کے اخبار ورسائل نے پوری ذمہ داری سے خبریں شائع کی۔ جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے تربیتی کیمپ اور اجلاس و کانفرنس کو اہمیت کے ساتھ جگہ دی اور شائع کیا۔ روزنامہ راشٹریہ سہارا دہلی و پٹنہ، روزنامہ قومی تنظیم پٹنہ، روزنامہ فاروقی تنظیم پٹنہ، روزنامہ پندار پٹنہ، روزنامہ ہندوستان ایکسپریس نئی دہلی،



روزنامہ صحافت نئی دہلی، روزنامہ ہمارا سماج نئی دہلی، ہفت روزہ عالمی سہارا نئی دہلی، ہندی روزنامہ ہندوستان پٹنہ، دینک جاگرن پٹنہ، ہندی روزنامہ آج پٹنہ کے علاوہ ماہ نامہ دارالعلوم، (جلد ۹۳ شمارہ ۲/فروری ۲۰۰۹ء) پندرہ روزہ آئینہ دارالعلوم (جلد نمبر ۳ شمارہ نمبر ۵۹-۶۰ یکم دسمبر تا ۳۱/دسمبر ۲۰۰۸ء) اور جمعیۃ علماء ہند کے ترجمان ''الجمعیۃ'' (جلد ۲۲ شمارہ ۲۰/۸۰۱ تا ۲۶/فروری ۲۰۰۹ء) نے اجلاس کی مکمل روداد شائع کی ہے۔(۱)

ا۔ دیکھئے تحفظ ختم نبوت اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ

# انسانیت بیداری

# مہم

اسلام واحد ایسا مذہب ہے جس نے انسانیت نوازی پر سب سے زیادہ زور دیا ہے، یہ اور بات ہے کہ اسلام دشمن افراد اس صداقت سے انحراف کرتے ہوئے مذہب اسلام کے ماننے والوں کو انسانیت کا عظیم دشمن قرار دینے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے اور اس حقیقت کو ہر مذاہب کے پیرو کار تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ اسلام ہی امن وآشتی کا مذہب ہے۔ اسلام نے اس راہ کے راہی اور انسانیت کے علم برداروں کی کھل کر ہی نہیں جم کر ستائش کی ہے۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی سیرت پاک اور آپ کے جاںنثار اصحابؓ کی حیات مبارکہ کا بہ نظر غائر مطالعہ کرنے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ رسول عربی ﷺ کی پوری زندگی انسانیت، محبت و مساوات، یکجہتی، بھائی چارہ اور امن و امان سے عبارت ہے۔ جس نے بھی نبی امیؐ کے آفاقی وابدی پیغام کو مشعل راہ بنایا، اپنی زندگی تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں بسر کرنے کا لائحہ عمل تیار کیا وہ چاہے جس مذہب کا بھی متبع ہو کامیاب اور کامران ہو گیا۔

اسلام نسلی برتری اور کمتری کا قائل نہیں، نہ اس کے نزدیک محض رنگ وروپ فضیلت وشرافت کی بنیاد ہے، نہ کوئی گروہ اس لیے افضل ہوسکتا ہے کہ وہ کسی خاص علاقہ میں پیدا ہوا ہے، نہ کسی جماعت کو اس لیے برتری حاصل ہوسکتی ہے کہ وہ کسی خاص زبان میں گفتگو کرتا ہے۔ قبل اسلام رنگ ونسل اور زبان ووطن کی بنیاد پر اونچ نیچ کی جو سرحدیں قائم کر لی گئی تھیں اسلام کی عدل وحقیقت پسندی پر مبنی فکر نے اپنے قدم کی ٹھوکروں سے ان کو پاش پاش کر دیا اور آج دنیا میں انسانی مساوات کی حمایت اور نسلی تفریق کی مخالفت میں جو کچھ کہا جارہا ہے، چاہے لوگ اس سچائی کا اعتراف کریں یا نہ کریں، وہ اسلامی تعلیمات ہی کی بازگشت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ حکم ''**کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر**'' بھی دعوت انسانیت کی سمت میں عظیم مثال ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے والے کبھی راہ راست سے بھٹک نہیں



سکتے۔ آج دنیا میں بسنے والا نوع بنی آدم قرآن کریم کے اس پیغام کی تعمیل صدق دل سے کرلے تو پوری دنیا محبت والفت کے گلشن سے گلزار ہو جائے گی۔

آج انسانی زندگی انتشار و بدنظمی اور تباہی وبربادی سے دوچار ہے۔ ظلم وعداوت شباب پر ہے، فرد فرد میں اور جماعت جماعت میں تصادم وآویزش کا سلسلہ جاری ہے۔ قومی سطح پر ہی نہیں بین الاقوامی سطح پر بھی منصوبہ بند طریقے سے انسانیت دشمن کوششیں جاری ہیں جن کی بنا پر لمحہ بھر میں ہزاروں اور لاکھوں افراد موت کے منھ میں چلے جاتے ہیں۔ طاقت وقوت اور زور ودبدبہ کی حکمرانی ہے۔ کمزوروں کا کوئی پرسان حال نہیں، غربت زدہ طبقہ امیروں کے شکنجہ میں ہوتا ہے۔ خود غرضوں کا بول بالا ہے۔ انسان انفرادی واجتماعی طور پر غیر یقینی اور تشویشناک صورت حال سے دوچار ہے۔ غرض یہ کہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ اور دنیا کا کوئی خطہ بدعنوانیوں اور فسادکاریوں سے پاک نہیں ہے۔ ایسے میں اپنی زندگی پر خودساختہ انسانی قوانین وضوابط کے بجائے خدائی قانون واحکامات پر عمل پیرا ہو کر معاشرہ کو امن وسکون کی دولت بے بہا سے ہمکنار کیا جاسکتا ہے۔

عالمی برادری اور انسانی مساوات کے جو اصول نبی کریم ﷺ نے پیش کیے اس نے انسانیت کو معاشرتی طور پر سربلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ تمام عظیم مذاہب نے اسی نظریہ کو پیش کیا ہے، لیکن پیغمبر اسلام ﷺ نے اس نظریہ کو حقیقی طور پر عملی جامہ پہنایا۔ اسلام کے اس پہلو کے بارے میں سروجنی نائیڈو نے بھی حقیقت پسندی سے کام لیا ہے۔ ان کے بقول ''اسلام ہی پہلا مذہب ہے کہ جس نے جمہوریت کی تلقین کی اور اس کو نافذ کر کے بھی دکھایا ہے۔ جب بھی مسجد میں صدا بلند ہوتی ہے ایک کسان سے لیکر بادشاہ تک سب مسلمان مسجد میں جمع ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر دن میں پانچ مرتبہ جمہوریت کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں''

پیغام انسانیت کیا ہے اور اس کی ہر زمانے میں کس قدر اہمیت رہی ہے مورخ اسلام علامہ سید سلیمان ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''سچ بولنا، جھوٹ کی برائی، علم بے عمل کی مذمت، عفو عام، درگذر، توکل، صبر و شکر، حق پر استقامت، خدا کی راہ میں جان دینا، سخاوت اور خیرات کا حکم، بخل کی برائی، اسراف اور فضول خرچی کی ممانعت، میانہ روی، تاکید، قرابت مندوں، یتیموں اور پڑوسیوں کے ساتھ نیکی، مسافروں، سائلوں اور غریبوں کی امداد، غلاموں اور قیدیوں کے ساتھ احسان، فخر وغرور کی برائی، امانت داری، وعدہ کا ایفا کرنا، عہد کا پورا کرنا، معاہدوں کا لحاظ رکھنا، صدقہ وخیرات، نیکی وبھلائی کی بات کرنا، آپس میں لوگوں کے درمیان محبت پیدا کرنا، کسی کو برا بھلا نہ کہنا، کسی کو نہ چڑھانا، نہ برے ناموں سے یاد کرنا، والدین کی خدمت واطاعت، ملاقاتوں میں باہم بھلائی وسلامتی کی دعا دینا، حق گوئی وانصاف پسندی، سچی گواہی دینا، گواہی کو نہ چھپانا، جھوٹی گواہی کا دل کی گنہگاری پر اثر، نرمی سے بات کرنا، زمین پر اکڑ کر نہ چلنا، صلح جوئی، اتحاد واتفاق، اسلامی برادری، اکل حلال، روزی کو خود حاصل کرنا، تجارت کرنا، گداگری کی ممانعت، لوگوں کو اچھی بات کی تعلیم دینا اور بری بات سے روکنا، اولاد کشی، خودکشی اور کسی دوسرے کی جان لینے کی ممانعت، یتیم کی کفالت، اس کے مال وجائداد کی نیک نیتی کے ساتھ حفاظت، ناپ تول میں بے ایمانی نہ کرنا، ملک میں فساد برپا نہ کرنا، بے شرمی کی بات سے روکنا، زنا کی حرمت، آنکھیں نیچی رکھنا، کسی کے گھر میں بے اجازت نہ داخل ہونا، ستر وحجاب، خیانت کی برائی، آنکھ، کان اور دل کی باز پرسی، نیکی کے کام کرنا، لغو سے اعراض، امانت اور عہد کی رعایت، ایثار، تحمل، دوسروں کو معاف کرنا، دشمنوں سے درگذر، بدی کے بدلے نیکی کرنا، غصہ کی برائی، مناظروں اور مخالفوں سے گفتگو میں آداب کا لحاظ، مشرکوں کے بتوں تک کو برا نہ کہنا، فیصلہ میں عدل وانصاف، دشمنوں تک سے عدل وانصاف، صدقہ وخیرات کے بعد لوگوں پر احسان دھرنے کی برائی، اہانے کی مذمت، فسق وفجور سے نفرت، چوری اور ڈاکہ، رہزنی اور دوسروں کے مال کو بے ایمانی سے لینے کی ممانعت، حسن نیت اور دل کی پاکیزگی، پاکبازی جتانے کی برائی، رفتار میں وقار و متانت، مجالس میں حسن اخلاق، ضعیفوں اور کمزوروں اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک،



شوہر کی اطاعت، بیوی کی حق ادا کرنا، ناحق قسم کھانے کی برائی، چغل خوری، طعنہ زنی اور تہمت دھرنے کی ممانعت، جسم وجان اور کپڑوں کی پاکیزگی اور طہارت، شرم گاہوں کی ستر پوشی، سائل کو نہ جھڑکنا، یتیم کو نہ دبانا، خدا کی نعمت کو ظاہر کرنا، غیبت نہ کرنا، بدگمانی نہ کرنا، سب پر رحم کرنا، ریا اور نمائش کی ناپسندیدگی، قرض دینا اور قرض معاف کردینا، سود اور رشوت کی ممانعت، ثبات قدم، استقلال اور شجاعت و بہادری کی خوبی، گھمسان کی لڑائی سے نامردی سے بھاگ کھڑے ہونے کی برائی، شراب پینے اور جوا کھیلنے کی ممانعت، بھوکوں کو کھانا کھلانا، ظاہری اور باطنی ہر قسم کی بے شرمی کی باتوں سے پرہیز، بے غرض نیکی کرنا، مال ودولت سے محبت نہ ہونا، ظلم سے منع کرنا، لوگوں سے بے رخی کرنا، گناہ سے بچنا، ایک دوسرے کو حق پر قائم رہنے کی فہمائش، معاملات میں سچائی اور دیانت داری''

اسلام نے رنگ ونسل، امیری غریبی، کالے گورے اور عربی وعجمی کی تفریق اور نسلی برتری کی شدید مخالفت کی ہے۔ اسلام میں برتری کا ذریعہ صرف اور صرف نیک کام ہی ہو سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

**''یا أیھا الذین اٰمنو ا إنا خلقنکم من ذکر و انثیٰ وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ أتقاکم''.** (سورہ حجرات)

(اے مسلمانو! میں نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری مختلف ٹولیاں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بیشک خدا کے نزدیک وہی شخص باعزت ہے جو متقی ہو)

اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

**لافضل لعربی علی عجمی و لا لعجمی علیٰ عربی إنما الفضل بالتقویٰ''.** (حدیث)

(کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے اور نہ عجمی کو عربی پر، ہاں فضیلت اس شخص کو حاصل ہے جو تقویٰ اختیار کرتا ہے)

رحمت اللعلمین ﷺ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا

**"لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی، کلکم من آدم و آدم من تراب".**

(کسی عربی کو عجمی پر فوقیت حاصل نہیں ہے اور کسی عجمی کو عربی پر برتری حاصل نہیں ہے تم میں سے ہر شخص آدم علیہ السلام کی اولاد ہے اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے تھے)

اس ارشاد کے ذریعہ ذات، برادری، رنگ ونسل اور مشرقی ومغربی ہونے کی بنیاد پر کسی بھی قسم کی برتری کو یکسر ڈھادیا اور وحدت انسانیت کا عظیم درس دیا۔

پوری انسانی آبادی کی اصل حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اس لیے صورتوں، رنگوں، زبانوں اور تہذیبوں کے اختلاف کے باوجود سب ایک ہیں۔ اس غیر معمولی کثرت کو بھی ایک مضبوط وحدت اپنے اندر لیے ہوئے ہے، اس لیے رنگ ونسل کی بنیاد پر کسی قسم کی تفریق کی کوئی گنجائش اسلام میں نہیں ہے۔

صوبہ بہار سمیت ملک اور پوری دنیا میں 'محسن انسانیتؐ' کے 'پیام انسانیت' اور تحریک تحفظ ختم نبوت کو پھیلانے اور عام کرنے کیلئے مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے 2010 میں زور وشور سے بیداری مہم چلائی، تاکہ ہر طبقہ کے بنی نوع میں انسانیت کا احترام جاگزیں ہوجائے اور معاشرہ میں پھیلی اخلاقی بے راہ روی اور تعصب کا یکسر خاتمہ ہوجائے اگر انسانیت کے تئیں لوگوں میں بیداری آگئی تو ایک بہتر سماج کی تشکیل ہوگی۔ اس مہم کو مزید وسعت دینے کی ضرورت تھی، اس لئے اعلی پیمانے پر "پیام انسانیت کنونشن" کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں علماء، صحافی، سیاست داں اور دانشوران قوم وملت نے شرکت کی اس پروگرام کی تفصیلات آئندہ صفحات پر آئے گی۔

"پیام انسانیت کنونشن" کے شاندار انعقاد پر دنیا بھر کے علماء اور ہمدردان ملت نے مفتی صاحب کو مبارکباد دی اور اپنے نیک تاثرات پیش کئے، انیز اس مہم کو عام کرنے کی



سمت میں قیمتی مشوروں سے نوازا۔ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

"کمال انسانیت' اس حقیقت کو اعتقاد اور عملا قطعیت کے ساتھ سمجھ لینے میں ہی دائر ہے کہ انسانی زندگی اور عالم دنیا اور اس کی تمام موجودات بلا استثناء صرف مسائل بنا کر قدرت فیاض نے انسانیت کو عطا فرمائی ہیں، ان کا مقصدیت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

دوسری جانب نا قابل انکار مدت کے بعد کی نہ ختم ہونے والی زندگی اور پائیدار عالم کبھی نہ ختم ہونے والی ہر مقصدیت کا حامل ہے۔

ارشاد نبویؐ ہے '**إن الدنیا خلقت لکم و إنکم خلقتم للآخرة**'' اس کی تفاصیل کا اجمال ہے۔

''اسلام' اسی حقیقت کا مکمل و مدلل ترجمان ہے۔ جبکہ مختلف اہل مذاہب نے اس نا قابل انکار حقیقت کے اعتراف کے باوجود عقلا اور عملا اس کے برعکس عالم دنیا کے ساتھ مقصدیت کو درست کر کے صراط مستقیم اور راہ نجات سے منھ موڑ لیا ہے۔ دین اسلام نے ناپائیدار عالم دنیا میں طاعات، عبادات، معاملات، عقوبات سیاسیات، معاشرات اور تجارات وغیرہ کو باوقعت وسائل کی اہمیت عطا فرما کر، عالم آخرت کی نہ ختم ہونے والی بے قراری کو بے مثل و بے مثالی مدلل فکری متاع بنا کر انسانیت کو بطور میراث عطا فرمائی ہے۔ جسکی فکری صداقت، علمی عظمت اور انمٹ دوامیت، نہ کبھی باشعور انسانی معاشرے میں اور ایوں سے دوچار ہوتی ہے اور نہ کبھی اس کو وقت کے چیلنجوں کے منھ توڑ جواب دینے کی ضرورت پیش آئی۔ بس یہ ہی صداقت کا انسانیت نواز اسلامی پیغام، انسانیت کیلئے جس طرح ہمیشہ ذریعہ نجات رہا ہے۔ آج بھی بلا خوف تردد یہی پیغام انسانیت کیلئے سچا رہنما رہے گا۔

شیخ الادب حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی نے پیام انسانیت کو خیر کثیر کا باعث قرار دیتے ہوئے یہ تحریر ارسال فرمائی۔

''آپ نے پیام انسانیت کے موضوع پر جامعۃ القاسم کے وسیع میدان میں ایک عظیم الشان اجلاس منعقد کرکے جملہ وابستگان علم وآگہی کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ **جزاکم اللہ خیر الجزاء۔**

میں سمجھتا ہوں کہ اس عظیم اجلاس سے وقت کی ایک بڑی ضرورت پوری ہوئی، اوراس کے دوررس اثرات مرتب ہوں گے، اتنی بڑی تعداد میں جوتین لاکھ کے قریب تھی لوگوں کا شریک ہونا بھی ایک فال نیک ہے اورایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اس طرح کے بامقصد اجتماعات کے لئے ہمہ تن انتظار ہیں، اس وقت امت مسلمہ کے ساتھ انسانیت کا مسئلہ بہت زیادہ قابل فکر ہے، ہمارے معاشرے جرائم اور خودغرضی کی کگار پر کھڑے ہیں، لوگوں کے دلوں میں اعتماد واتحاد اور محبت واخوت کی فضا پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

آپ نے بتوفیق الٰہی اس ضرورت کونہایت اچھے انداز سے پوری کرنے کی کوشش فرمائی، بہار کے وزیراعلیٰ جناب نتیش کمارصاحب اور جناب عزیز برنی گروپ ایڈیٹر راشٹریہ سہارا کی شرکت بہت زیادہ بامعنی ہے، حضرت مولانا سید محمد شاہد مظاہری امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور، حضرت مولانا سلیم محمد کریم صدر دعوت القرآن، انٹرنیشنل جنوبی افریقہ لندن سے حضرت مولانا محمد عیسیٰ منصوری چیئر مین ورلڈ اسلامک فورم لندن کی شرکت مزید باعث خیر ثابت ہوئی، ایوارڈ پیش کرنا بھی ایک اہم ترین ضرورت سے کسی طرح کم نہیں ہے، میں آنجناب کواس کامیاب اور مفید ''پیام انسانیت کنونشن'' پردل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے اپنے دین اور انسانیت کی خدمت کا کام لیتارہےاور آپ کے ذریعہ دوسروں کوحوصلہ اور بہترین نمونۂ عمل عطا ہو۔ (آمین)

حضرت مولانا سید شاہد سہارنپوری نے ''خیر الناس من ینفع الناس'' (حدیث) کے عنوان نے سے یہ قیمتی چند سطور تحریر فرمایا۔

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں امت محمدیہ کو''خیرامت'' کا تمغہ واعزاز ملا ہواہے اس لئے خیرامت کیلئے ''خیرالناس'' ہونا شرط اولین اوردلیل کامیابی ہے۔



آج پیام انسانیت کے پلیٹ فارم سے یہی صدالگائی جارہی ہے کہ یہ امت اپنے بھولے ہوئے سبق کو دوبارہ یاد کرے۔ اپنے فرض منصبی کو پہچانے اور پوری دنیائے انسانیت پر محنت کرکے ان کو خیر کے راستوں پر لائے اورمحبت ورواداری، حسن اخلاق اور صفائی معاملات کا عمدہ اور مخلصانہ برتاؤ کرکے اس ذمہ داری کو پورا کرے جو بارگاہ خداوندی سے اس کوسونپی گئی ہے۔

حضرت مولانا **حکیم محمد اسلام انصاری** نے پیام انسانیت کنونشن کی کامیابی پر اپنے تاثرات کا یوں اظہار فرمایا۔

''ہندونیپال کی سرحد پر تعلیم وتربیت اور دعوۃ وتبلیغ کے سلسلہ میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آنعزیز نے اپنی جہدومسلسل اور کدوکاوش کے ذریعہ خود اپنی ایک تاریخ بنائی ہے۔ جسکی ماضی قریب میں کوئی نظیر نہیں ہے۔ ۲۶ اپریل ۲۰۱۰ء کا پیام انسانیت کنونشن نے ملک اور بیرون ملک میں تہلکہ مچادیا ہے۔ آپ کے آواز پر تقریباً تین لاکھ سے زائد مجمع کا جمع ہونا غیرمعمولی مقبولیت کا بین ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ آنعزیز کومزید حوصلہ عنایت فرمائے اورقدم بہ قدم پر اپنی نصرت اور غیبی مدد سے ہم کنار فرمائے، آمین۔

حضرت مولانا **مفتی احمد دیولوی** نے پیام انسانیت کے حوالے سے لکھا کہ ''دنیا فکری بحران کی شکار ہے اور ہرچہار جانب کسی ایسے پیغام کی پیاس محسوس کی جارہی ہے جس میں امن واخوت اور بقائے باہم کی تلقین ہواور 'جیواور جینے دو' کی پالیسی پر عمل پیرائی کی بات ہو۔ بلاشبہ وہ پیام جس میں انسانیت کی بقا اور تحفظ کی ضمانت دی جاتی ہے وہ صرف اورصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں پایا جاتا ہے، چنانچہ آج پیاسی دنیا کواس پیام سے روشناس کرانے کی ذمہ داری مسلمانوں اور خاص کر علماء امت پر ہے۔ دنیا بھر میں پیام انسانیت کی جوبھی تحریکیں چلائی جارہی ہیں وہ یقینی طور پرخوش آئند اور دوررس ومثبت نتائج برآمد کرنے والی ہیں، اس مہم میں جوبھی صاحب فکرودانش لگے ہوئے ہیں وہ قابل مبارکباد ہی نہیں، بلکہ قابل ستائش بھی ہیں۔

یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ رفیق محترم مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی مہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ مدھوبنی ضلع سپول بہار نے 26 اپریل 2010 کو ایک تاریخی اجلاس ''پیام انسانیت کنونشن'' منعقد کیا جس میں بلاتفریق مذہب وملت لاکھوں مردوخواتین نے شرکت کی ۔ کنونشن سے قبل جامعۃ القاسم کے مؤقر وفود نے ایک درجن اجلاس اور کئی درجن میٹنگیں اسی عنوان سے گیارہ اضلاع میں کیں ،یقینی طور پر پیام انسانیت کی اس مہم کے اچھے اثرات سماج میں پائے جارہے ہیں۔ بلاشبہ ہندوستان کے حالات کے تناظر میں مدارس اسلامیہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ پیام انسانیت کے عنوان سے دین کی بات مختلف مذاہب میں پھیلائیں اور بزرگان دین ایسی مہمات کی سرپرستی کریں۔ جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے زیراہتمام ہونے والے اس تاریخی ''پیام انسانیت کنونشن'' کے بعد اسی موضوع پر ماہنامہ ''معارف قاسم جدید'' کا ایک خصوصی شمارہ شائع ہونے جارہا ہے، میں اس موقع پر مدیراعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس اہم دستاویز کے ذریعے بھی پیام انسانیت کی مہم کو دور دور تک پھیلایا جاسکے گا۔ اللہ رب العزت تمام احباب ومخلصین کو جزائے خیر دے۔ آمین!

''جامعہ قاسمیہ کھروڈ بھروچ'' کے بانی ومہتمم **حضرت مولانا محمد ابراہیم مظاہری** نے مندرجہ تحریر ارسال فرمائی۔

''علم بھی عظیم امانت ہے، علم صحیح کی تبلیغ امانت ہے، اپنے مفادوغرض کے پیش نظر کوئی بات نہ چھوپائے ، ادھوری ناقص اور غلط نہ کہے۔ راز وبھید بھی امانت ہے کسی کی خفیہ بات کا جان لینا امانت ہے۔ لہذا کسی کی پوشیدہ بات کو ظاہر کرنا اور لوگوں کو بتلادینا خیانت ہے، اللہ تعالیٰ افشائے راز سے ہماری حفاظت فرمائے۔ ''**المجلس بالأمانة** '' یہ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے: اس سے صاف عیاں ہے کہ مجلس میں ہونے والی گفتگو امانت ہے، مجلس میں بات سننے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ بات کو اپنے سینے میں محفوظ رکھے پانی کے ریلے کی طرح آگے نہ بڑھائیں اسی طرح حکومت یا کوئی بھی ادارہ کے جو عہدے اور مناصب ہیں وہ امانت ہے۔



اہل حکومت اور اہل اقتدار اپنے مفاد کے خاطر کوئی عہدہ اور منصب کسی ایسے شخص کو سپرد کرے جو علماً وعملاً تجربۃً کوئی اہلیت اور لیاقت نہیں رکھتا ان کو مناصب اور عہدے دینا بھی خیانت ہے۔ حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ: کسی شخص نے ایسے شخص کو کوئی عہدہ ومنصب سپرد کیا جسے اس کو علم تھا کہ دوسرا اس عہدہ کے لئے زیادہ مناصب اور اہل ہے تو اس نے اللہ کی اور اللہ کے رسول ﷺ کی خیانت کی اور تمام مسلمانوں کی خیانت کی۔ غرض کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کو اللہ کے رسول ﷺ نے بیان نہ کیا ہو یہ سارے پیغامات نبوی ﷺ حق انسانیت کی تکمیل کی زبردست نشانی ہے۔

حضرت مولانا **انیس الرحمٰن قاسمی** ناظم امارت شرعیہ بہار کنونشن کی غیر معمولی کامیابی پر اپنے تاثرات کا اظہار اور کنونشن میں عدم شمولیت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

''پیام انسانیت کنونشن میں امارت شرعیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی (نائب ناظم امارت شرعیہ) نے جو تجاویز پیش کیں وہ قابل عمل ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جس طرح قادیانی مہم کے سدباب کے لیے جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ نے ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' چلائی اور اس کے مثبت نتائج برآمد ہوئے اسی طرح پیام انسانیت کی تحریک جو آپ نے شروع کی ہے اللہ رب العزت آپ کے اس تحریک کی کاوشوں کو بھی مفید نتائج کے ساتھ برآور فرمائے۔ آمین!

پیام انسانیت کنونشن میں ریاست کے وزیراعلیٰ جناب نتیش کمار ،روزنامہ راشٹریہ سہارا کے گروپ ایڈیٹر عزیز برنی، حضرت مولانا محمد عیسیٰ منصوری (لندن)، مولانا سلیم محمد کریم (جنوبی افریقہ)، حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری، حافظ محمد شہاب الدین (العین متحدہ عرب امارات) رکن پارلیمنٹ جناب علی انور صاحب جیسے صاحب نظروفکر لوگوں کو جمع کرکے آپ نے اچھا پیغام دیا اور اس کے اچھے اثرات مرتب ہورہے ہیں ۔ پیام انسانیت کنونشن میں مجھ ناچیز کو ''ابوالمحاسن مولانا محمد سجاد ایوارڈ'' سے نوازا ہے۔ اس کیلئے میں بے حد شکرگذار ہوں اور اللہ سے دعا گوہوں کہ جامعۃ القاسم کی سرگرمیاں مزید

مفید و بارآور ہوں۔ مجھے یہ جان کر مسرت ہوئی کہ پیام انسانیت کنونشن کی روداد اور اس کے پیغامات پر مشتمل ''ماہنامہ معارف قاسم جدید'' کا خصوصی شمارہ شائع ہونے جارہا ہے، مجھے یقین ہے کہ پیام انسانیت کی مہم میں سرگرم افراد کے لیے یہ خصوصی شمارہ مشعل راہ ثابت ہوگا۔ اس موقع پر میں اپنے احباب اور علماء سے اپیل کرتا ہوں کہ مختلف مذاہب اور مکاتب فکر کے درمیان جو دوری اور کشیدگی پائی جاتی ہے اس کو ختم کرنے کے لیے وہی پیام تیر بہ ہدف ثابت ہوگا جو پیغام محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو برس قبل دیا تھا۔ آج بین المذاہب و بین المسالک پروگراموں کی بات کی جاتی ہے لیکن ان کے درمیان پیام انسانیت کی تحریک سب سے زیادہ مؤثر ہے جو انسان کو ایک بہتر سماج کی دعوت دینے اور پر امن بقائے باہم کی تلقین میں مدد ومعاون ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں پیام محمدی صلی علیہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت مولانا قاری اسماعیل بسم اللہ بانی ومہتمم جامعۃ القرات کفلیتہ گجرات نے جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ اور اس کے بانی کی تحریک کی ستائش یوں فرمائی۔

''پیام انسانیت کی تحریک کی نشاۃ ثانیہ ملک گیر سطح پر عالم کبیر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے ذریعے ہوئی تھی اور یہ تحریک اب بھی ان کے متسبین چلا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ توفیق دی کہ پیام انسانیت کے عنوان سے اجلاس منعقد کریں ، ماشاء اللہ یہ جان کر کے بے حد خوشی ہوئی کہ ''پیام انسانیت کنونشن'' تاریخی نوعیت کا ہوا اور اس کے دوررس اثرات مرتب ہورہے ہیں، اللہ سے دعا گو ہوں کہ آپ کے ذریعے دین وملت کا زیادہ سے زیادہ کام ہو۔ آمین۔ بلاشبہ پیام انسانیت کی اولین صدا عرب کے ریگستان میں محسن کائنات ﷺ نے سب سے پہلے بلند کی تھی اور ہر عہد میں اس کی اہمیت باقی رہے گی، یہ وہ پیام ہے جس میں انسانوں کو انسان کی عظمت کا پیغام دیا گیا تھا، آج کے عہد میں اس پیام کو پھیلانے کی شدید ضرورت ہے۔

سال گذشتہ برادر مکرم حضرت مولانا مفتی عباس بسم اللہ (مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم



الدین ڈابھیل وشیخ الحدیث جامعۃ القرات کفلیتہ) اور جامعۃ القراءت کے مؤقر استاذ مفتی دبیر عالم قاسمی کی رفاقت میں جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ ضلع سپول بہار حاضری ہوئی تھی، ماشاء اللہ آپ کا حسن انتظام جامعہ کی وسیع وعریض چہار دیواری کے ذرہ ذرہ سے نمایاں ہورہا تھا، اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ چاہے فرقہ باطلہ کا تعاقب ہو، پیام انسانیت کی ترسیل ہو یا دینی ورفاہی خدمات ہو ہر میدان میں آپ کی مہمات کو قبول فرمائے اور مساعی جمیلہ کا بہترین بدل عنایت فرمائے۔ آمین

## کلیدی خطبہ (پیام انسانیت کنونشن)

۲۶/اپریل ۲۰۱۰ء میں منعقد ''پیام انسانیت کنونشن'' میں آنے والی محترم شخصیتوں کا اساتذہ اور ''طلباء جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کی جانب سے'' تہہ دل سے استقبال کرتے ہوئے مفتی صاحب نے یہ تاریخی اور علمی خطبہ دیا۔

آج کے پرآشوب عہد میں جب چہار جانب مذہبی کشمکش، ذات پات کی عصبیت اور لسانی امتیازات کی اونچی اونچی دیواریں کھڑی ہیں آپ انسانی اخوت وبھائی چارگی کے پیغام کو پھیلانے کی غرض سے ایسی جگہ جمع ہیں جس کی تاریخ ہی انسان دوستی اور بقائے باہم سے عبارت ہے۔ لہٰذا یہ احساس تفاخر بے جا بھی نہیں ہے کیونکہ بہار کی یہ سرزمین ان عظیم شخصیتوں کیلئے میدان عمل رہی ہے جن کے کارناموں پر آج پورا ملک ہی فخر نہیں کرتا بلکہ جس کی انسانیت نوازی کو دنیا بھی تسلیم کرتی ہے۔ ایسی مقدس سرزمین پر اگر ایک بار پھر تاریخ خود کو دہرانا چاہتی ہے اور انسانیت کی پے درپے تاراجی کے اس دور میں انسان دوستی کا چراغ جلانے کی کوشش ہورہی ہے تو یقیناً ہمیں مرحبا کہتے ہوئے بے پناہ خوشی ہوگی کیونکہ سسکتی اور دم توڑتی انسانیت کو استحکام بخشنا وقت کی اولین ضرورت ہے۔

آج جب بہار کو پورے ہندوستان کے نقشے پر ایک اعلیٰ مقام دلانے کی جد وجہد میں مصروف وزیر اعلیٰ نتیش کمار جی ہمارے درمیان موجود ہیں تو اس حقیقت کو بھی آپ کے

گوش گزار کراتے چلیں کہ دنیا کے تین قدیم مذاہب جین مت، ہندومت اور بودھ مت کی تاریخ ریاست بہار سے ہی وابستہ ہے۔ ہندو عہد میں پٹنہ جو بہار کی راجدھانی ہے، ملک کا صدر مقام تھا، جو پاٹلی پوترا، پھر پاٹلی پتر کہلایا۔ بڑے بڑے راجاؤں اور مہاراجوں سے اس شہر کی رونق تھی۔ بودھ عہد کی عظیم یونیورسٹی نالندہ اور وکرم شیلا میں واقع تھی جو اسی صوبہ کا حصہ ہے، جن کی باقیات اب زمین کی کھدائی میں مل رہی ہیں اور وہ باقیات ان دانش گاہوں کی وسعت وعظمت کا پتہ دیتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ گوتم بدھ کو اسی خطہ علم ومعرفت میں 'گیان' حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ 'گیا' میں اب بھی ان کی یادگار موجود ہے۔ مسلم عہد حکومت سے قبل کی تاریخ میں دو بڑے حکمراں گزرے ہیں جن کی مملکت کا دائرہ نہایت وسیع تھا۔ ان کا عدل وانصاف، رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور امن وامان کے قیام کے سلسلہ میں ان کی کوششیں ضرب المثل تھیں۔ چندر گپت اور اشوک کا 'پاٹلی پتر' پایۂ تخت تھا اور یہیں سے ان کے انصاف کا چشمہ جاری ہوتا تھا۔ الغرض بہار ایسی ریاست ہے جس کی تاریخ مذہبی اعتبار سے بھی روشن ہے اور یہاں ہر عہد میں امن وآشتی کے دیے بھی روشن رہے ہیں۔

کوئی بزم ہو کوئی انجمن یہ شعار اپنا قدیم ہے
جہاں روشنی کی کمی ملی وہیں ایک چراغ جلا دیا

ہم اس قابل فخر حقیقت کو بھی نہیں بھلا سکتے کہ بہار اپنے ابتدائی مسلم دور سے ہی علماء اور صوفیاء کا مرکز بنا رہا، بہار کے ایک مشہور صوفی شیخ خضر پارہ کی شہرت ہندوستان کے مغربی علاقہ تک پہنچی ہوئی تھی، یہاں تک کہ خواجہ نظام الدین اولیاء (متوفی ۷۲۵ھ) نے بھی آپ سے استفادہ کیا، پھر سلطان ناصر الدین (متوفی ۱۲۶۶ھ) کا دور وہ عہد میمون ہے جس میں بہار پورے برصغیر کے علماء وصوفیا کا قبلہ عقیدت بن گیا۔ جب امام تاج فقیہ کے پڑپوتے مخدوم شرف الدین یحییٰ منیریؒ (متوفی ۷۸۲ھ) کی ولادت ہوئی، وہ ایسے صاحب نسبت بزرگ تھے کہ ان کی خانقاہ برصغیر کے طول وعرض میں علماء اور طالبین ہدایت واصلاح کا سب سے بڑا مرجع تھی، خود فیروز شاہ تغلق (متوفی ۱۳۸۸ھ) ان کا بے حد معتقد تھا اور اسی



نے ان کی خانقاہ تعمیر کرائی، شیخ مظفر شمس (متوفی ۷۸۸ھ) اور شیخ منہاج راستی وغیرہ اسی سلسلہ کے بزرگوں میں تھے، جن کے وجود سے طویل عرصہ تک یہ خطہ مطلع انوار بنا رہا۔

یہ خطہ جہاں صاحبِ دل صوفیاء اور درویشوں کے لئے مشہور ہے، وہیں محقق علماء اور صاحبِ نظر فقہاء کی وجہ سے بھی اس کو خاص شہرت حاصل رہی ہے، شیخ بڈھیں حقانی ہندوستان کی علمی تاریخ کا ایک اہم نام ہے، جو منیر کے رہنے والے تھے، آپ کا حلقہ درس اس قدر مقبول تھا کہ شیخ طاہر ملتانی آپ سے استفادہ کے لئے ملتان سے یہاں پہنچے، شیر شاہ سوری ان کا ایسا معتقد تھا کہ اپنے ہاتھوں سے آپ کی جوتیاں سیدھی کرتا تھا۔ مغلوں کے دور میں بھی علماء بہار کی امتیازی شان قائم رہی، شاہ جہاں اپنے لڑکے اورنگ زیب عالمگیر کی تعلیم وتربیت کے لئے کسی عبقری عالم کی تلاش میں تھا، یہ تلاش ملا موہن بہاری کی صورت میں ثمر آور ہوئی۔ اورنگ زیب عالمگیر نے ''فتاویٰ عالمگیری'' کی ترتیب کا جو کام کرایا، وہ اسلامیان ہند کا سب سے نمایاں اور یادگار علمی کارنامہ ہے، اس کام کے لئے اس خداترس، صاحبِ نظر اور علم پرور بادشاہ نے پورے ملک سے اہم اور ممتاز علماء واصحابِ بصیرت فقہاء کا انتخاب کیا تھا، سرزمین بہار کے لئے مایۂ افتخار ہے کہ ان مرتبین میں چار چار نام علماء بہار کے ہیں، ملا فصیح الدین پھلواری، شیخ ریاض الدین بھاگلپوری، قاضی عنایت اللہ مونگیری اور ملا ابوالحسن دربھنگوی۔

اپنا تو کام ہے کہ جلاتے چلو چراغ
رستے میں خواہ دوست کہ دشمن کا گھر ملے

قصہ مختصر یہ کہ بہار کے جس خطے کی جانب بھی آپ نگاہ اٹھا کر دیکھئے انسان دوستی اور اخوت وبھائی چارگی کی انتہائی زرخیز تاریخ آپ کا استقبال کرتی نظر آئے گی۔ نہ مذہب کی تخصیص ہے نہ دھرم کا بندھن۔ کہیں مہاتما گاندھی کے فلسفہ عدم تشدد کی بازگشت سنائی دے گی تو کہیں گوتم بدھ کا فلسفۂ حیات ہمارے درمیان امن وآشتی کا چراغ روشن کرتا نظر آجائے گا۔ الغرض جدھر دیکھئے محبت ویگانگت کا پرچم تھامے کوئی نہ کوئی صوفی

اورکوئی نہ کوئی مصلح قوم بقائے انسانی کی خاطر سینہ سپر مل جائے گا۔خود ہم اور آپ آج جہاں بیٹھ کر پیام انسانیت کا پرچم بلند کرنے کے آرزومند ہیں، یہ خطہ بھی اللہ کے ولی قاضی اشرف حسین مختار رحمانیؒ متوفی 1929 کی توجہ کا خاص مرکز رہ چکا ہے جن کی انسان دوستی کے پیغامات کے احسانات سے یہ خطہ ارض دبا ہوا ہے۔ایسی مقدس ہستیوں کے گہوارے میں بصد احترام معزز مہمانان کا استقبال کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ ہمیں خوشی ہورہی ہے بلکہ امید کا ایک دیا بھی منور ہوتا نظر آرہا ہے کہ اکیسویں صدی کی اس بھاگ دوڑ والی زندگی میں دنیا کو گہوارۂ امن بنانے کی تمنا لئے ہم یہاں اس امید ویقین کے ساتھ جمع ہوئے ہیں کہ ہم دنیا کے سامنے بالعموم اور ہندوستانی قوم کے درمیان بالخصوص پیام انسانیت کا درس دیں گے، اخوت و بھائی چارے کا پیغام پیش کریں گے، انسانیت نوازی کی قدر و قیمت کا احساس دلائیں گے اور دلوں سے نفرتوں، کدورتوں اور بغض وعناد کو ختم کرنے کی کوششیں کریں گے۔

چونکہ ہمارے درمیان ایک ایسے وزیر اعلیٰ تشریف فرما ہیں جن کی قدر و منزلت ہر مذہب کے لوگوں میں ہے اور ان کے کارہائے نمایاں کا اعتراف خود ان کے مخالفین کو بھی ہے، اس کے علاوہ ہر سطح کے سیاستداں وسماجی قائدین بڑی تعداد میں یہاں موجود ہیں اس لیے میں ماضی کی ایک رپورٹ کے حوالے سے کچھ حقائق پیش کردینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ اس پر غور کرتے ہوئے یہ حضرات کچھ ٹھوس عملی خاکہ مرتب کریں اور ترقی کی راہیں تلاش کریں۔

میں یہاں 2001 کی سروے رپورٹ سے اخذ کردہ کچھ حقائق پیش کررہا ہوں جو فکر وتشویش میں مبتلا کرنے والی ہیں لیکن یہ وضاحت یہاں ضروری ہے کہ موجودہ عہد میں بہار میں ترقی کی کچھ ہوا چلی ہے اور کئی میدانوں میں اس ریاست کی شکل وشبیہ بدلی ہے اور خوش آئند تبدیلی کے امکانات روشن ہیں لیکن جتنی تبدیلی اور ترقی آنی چاہیے نہیں آئی، خاص طور پر مسلمانوں کے گھر آنگن میں ترقی کا سورج طلوع نہیں ہوا ہے۔باوجودیکہ سچر



کمیٹی کی رپورٹ اور سفارشات کے بعد مرکزی حکومت نے جن 90 اضلاع کو اقلیتی قرار دیا ہے ان میں پورنیہ کمشنری کے چاروں اضلاع شامل ہیں۔صورتحال کو دیکھ کر خوش آئند پیش رفت اور روشن مستقبل کی توقع ضرور کی جاسکتی ہے لیکن ابھی ترقی کا قفل کھلا نہیں ہے۔

اس موقع پر کچھ تلخ حقائق سرسری طور پر پیش کردینا چاہتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ وزیر اعلیٰ کوسی اور پورنیہ کمشنری کی زبوں حالی کو ختم کرنے کے لیے ایک انقلابی تبدیلی کی جدوجہد کریں گے۔ایک بات میں واضح کردوں کہ سچر کمیٹی نے گرچہ مسلمانوں کی صورتحال کو دلتوں سے بھی بدتر قرار دیا ہے لیکن اس علاقہ کے راست مشاہدہ کے بعد میرا یہ ماننا ہے کہ یہاں مسلمان بھی پسماندہ ہیں اور ہندو بھی، اس لیے یہاں کی ترقی تو خصوصی پیکیج کے ذریعے ہوسکتی ہے۔

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ریاست بہار میں 78.7 فیصد مسلمان یا تو غریب ہیں یا غریبی سطح سے نیچے کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ یہ ریاستی حکومت سے دستوری درجہ حاصل کردہ ''بہار اقلیتی کمیشن'' کی رپورٹ کہتی ہے۔ سابقہ اقلیتی کمیشن کی رپورٹ کے مطابق ریاست میں محض 47.3 فیصد مسلمان ہی خواندہ ہیں اور 60.3 فیصد مسلمانوں کی تعداد ایسی ہے جو گاؤں میں رہتی ہے۔کمیشن کی رپورٹ میں مسلمانوں کی اقتصادی، سماجی اور زندگی کی بنیادی ضرورتوں کے بارے میں کئی چونکا دینے والی تفصیلات سامنے آئی ہیں۔ 2001 کی مردم شماری رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بہار کی 8.38 کروڑ آبادی میں تقریباً 50 فیصدی لوگ غریبی سطح سے نیچے زندگی بسر کررہے ہیں۔ جب کہ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کی 59.5 فیصد آبادی غریبی سطح سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ 19.2 فیصد لوگ غریب ہیں۔ اگر ہم دونوں کو ملادیں تو 78.7 فیصد ہوتا ہے یعنی محض 21.3 فیصد مسلم آبادی قدرے بہتر حالت میں ہے۔ کمیشن کی رپورٹ میں مسلمانوں میں ذات برادری کی حقیقت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ عام مسلمانوں کی حالت بے حد خراب ہے جو متوسط طبقے کے لوگ ہیں وہ بدترین زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔

حکومتوں نے ان کی زندگی میں خوشحالی لانے کے لئے ٹھوس اقدامات نہیں کئے۔ رپورٹ کے مطابق اوسط مسلمانوں کو مناسب خورد ونوش تک کا انتظام نہیں ہے۔ دو وقت کی روٹی کے حصول کی جدوجہد میں مسلمان بیمار بھی خوب پڑتے ہیں۔ عموماً شہروں میں رہنے والے مسلمان بیڑی بنانے، ہتھ کرگھا، بنکر جیسے پیشے سے وابستہ ہیں۔ جہاں کام کرنے کے لئے نہ مطلوبہ روشنی فراہم ہے اور نہ جگہ۔ سیلن بھرے کمروں میں وہ قید رہتے ہیں۔ اعداد وشمار رونگٹے کھڑے کردینے والے ہیں کہ شہری علاقوں میں تو علاج ومعالجہ پر مسلمان توجہ دیتے بھی ہیں لیکن دیہی علاقوں میں 54 فیصد مسلمان علاج کے لئے ڈاکٹر کے پاس نہیں جاپاتے ہیں، بلکہ ان کے علاج کا ذریعہ جھاڑ پھونک اور دعا تعویز ہے۔ بہار میں سرکاری اسپتالوں کی حالت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بہار 2001 کی مردم شماری اور قومی فروغ انسانی وسائل کے محکمہ کی رپورٹ 2001 میں کہا گیا ہے کہ بہار میں صحت کے متعلق سہولیات پر سب سے کم رقم خرچ ہورہی ہے۔ 2969 افراد (قومی اوسط 1498 افراد) پر اسپتال کا ایک بستر مہیا ہے۔ 30 ہزار کی آبادی پر ایک طبی مرکز کے ضابطہ کے خلاف 5 گنا زیادہ 169898 افراد پر ایک طبی مرکز ہے۔ یعنی صرف 9 فیصد آبادی کو طبی سہولیات مہیا ہیں۔ رپورٹ کے مطابق صرف 1.6 فیصد مسلمان کو ہی ایلوپیتھ علاج کے لئے سرکاری اسپتالوں کا فائدہ مل پاتا ہے۔ 0.1 فیصد مسلم یونانی علاج اور 0.9 فیصد مسلمان ہومیوپیتھ علاج پر منحصر ہیں۔

بہار میں تعلیم وتدریس کی حالت بھی بدتر ہے۔ 2001 کی مردم شماری کے مطابق بہار میں عمومی تعلیم کا گراف 47.7 فیصد ہے۔ جب کہ اقلیتی کمیشن کی رپورٹ کے مطابق اس سے تھوڑا کم 47.6 فیصد مسلم آبادی خواندہ ہے۔ مسلمانوں میں 6.7 فیصد گریجویٹ ہیں۔ سکنڈری پاس صرف 14.5 فیصد ہیں۔ عمومی آبادی کا فیصد اس سے دوگنے کے آس پاس ہے۔ رپورٹ پر سوال اٹھایا گیا ہے کہ 50-60 سال پہلے تک تعلیم کے ہر شعبے میں آگے رہنے والے مسلمانوں کی تعلیمی حالت آج ایسی کیوں ہے؟ بے چین کردینے والا سوال



یہ ہے کہ میڈیکل، انجینئرنگ، کمپیوٹر، آئی ٹی آئی، زراعت اور ڈیری کے شعبوں میں مسلمان پچھڑ گئے ہیں۔ اتنا ہی نہیں دیگر ترقیاتی اسکیموں اور سرکاری پروگراموں کا فائدہ بھی بہار میں مسلمانوں کو نہیں مل پاتا ہے۔ اندرا آواس بنانے کے معاملے میں بہار اول مانا جاتا ہے، مگر رپورٹ بتاتی ہے کہ صرف 4.1 فیصد مسلمانوں کو ہی اس کا فائدہ مل پاتا ہے۔ جواہر روزگار یوجنا میں 0.5 فیصد، آئی آر ڈی پی میں 4.5 فیصد مسلمان ہی فائدہ اٹھا سکے۔ صرف 1.3 فیصد مسلمانوں کو ضعیفی پینشن مل رہا ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق شاید اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ گزشتہ 6-7 سالوں سے ضعیفی پینشن میں نئے نام شامل نہیں کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ''انپورنا یوجنا'' صرف 0.9 فیصد مسلمانوں تک پہنچی ہے۔ حالت یہ ہے کہ ریاستی سرکار ایسے غریب کنبوں کی شناخت ہی نہیں کرپائی جس کے لئے انپورنا یوجنا اور انتودے جیسی اسکیمیں ہیں۔ رپورٹ کے مطابق مسلمانوں کی آبادی بڑھی ہے، لیکن روزگار گھٹ گئے ہیں۔ رپورٹ کہتی ہے کہ بھوک اور غریبی سے پریشان مسلمانوں نے اپنی زمینیں اور جائیداد بیچی زیادہ خریدی کم ہیں۔ رپورٹ کے اوسط میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں نے 51.9 فیصد زمین یا املاک بیچیں اور صرف 45.7 فیصد خریدی۔ وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی کوششوں سے تھوڑی تبدیلی ضرور آئی ہے، لیکن مجموعی صورتحال تقریباً ویسی ہی ہے۔ حضرات میں نے یہ ایک سرسری مطالعہ پیش کیا ہے جو ضروری نہیں کہ صد فیصد صحیح ہوں، لیکن کم وبیش یہی صورتحال ہے جس کا اعتراف بہت سے تجزیہ کاروں کو ہے، مجھے یقین ہے کہ ریاست کی موجودہ حکومت نے کچھ کارگر قدم اٹھائے ہیں لیکن ابھی شاید ابتدا ہوئی ہے اس لیے ہم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی انقلابی تبدیلی آچکی ہے۔

پیام انسانیت کنونشن میں وزیر اعلیٰ بہار عالیجناب نتیش کمار صاحب کا بالخصوص ہم استقبال کرنا چاہیں گے جن کی رہنمائی میں بہار کو روشن مستقبل کا ایک طویل سفر طے کرنا ہے۔ بحیثیت وزیر اعلیٰ انہوں نے بہار کو کیا مقام دلایا؟ یہ ریاست ان کی رہنمائی میں ترقیات کے کن منازل ومراحل سے گزر رہی ہے؟ اس پر تبصرہ سے قطع نظر ہم یہ ضرور عرض

کرنا چاہیں گے کہ اس ریاست پر حکمرانی کا موقع محترم وزیر اعلیٰ کو ایسے عہد میں ملا جب انسانیت کو مقدم ٹھہرانے والے افکار وخیالات کو پس پشت ڈال کر ذات وفرقہ اور طبقے کی سیاست کاری کو پروان چڑھانے کی پرزور کوشش کی جارہی تھی ۔ کہنے کی ضرورت نہیں کہ طبقاتی کشمکش پر مبنی سیاست انسانیت کی بقاء کیلئے سم قاتل سے کم نہیں لیکن اسے کیا کہئے کہ انسانیت کو پیچھے دھکیل کر ہم نے ذات و مذہب اور طبقات و دھرم کو درمیان میں لاکھڑا کرنے کی کم کوششیں نہیں کیں ، جس کا نقصان ہم سبھوں نے اٹھایا۔ مگر شکر ہے کہ ہمیں بہت جلد ٹھوکریں کھانے کے بعد اس کا احساس ہوگیا کہ دوستی ، رواداری ، اخوت ، بھائی چارگی اور امن ومحبت کی قدر وقیمت کیا ہے؟ اسے سمجھنے کی کوشش کریں اور انسانیت کی بقاء اور تحفظ کو یقینی بنانے کیلئے یکجا ہوں ۔ بقائے باہم کا نظریہ وفلسفہ جس پر انسانیت کی تشکیل وتعمیر کا مکمل انحصار ہے ، غائب ہو چکا ہے ۔ آج سسکتی انسانیت اور دم توڑتی شرافت چیخ چیخ کر ہم سے یہ تقاضا کر رہی ہے کہ ہم انسانی مساوات کی قدر وقیمت کو سمجھنے کی کوشش کریں اور محاسبہ کے عمل سے گزرتے ہوئے دنیا کو گہوارۂ امن بنانے کیلئے میدان عمل میں کودیں مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب ہم عدل وانصاف کے چشمے سے حضرت انسان کو دیکھنے کی عادت ڈالیں گے اور مذہب ونسل کی عینک کو اتار پھینکیں گے ۔

اس موقع پر جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کی حصولیابیوں کی جانب سرسری طور پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں ۔ ہندوستان میں دینی مدارس کا جال بچھا ہوا ہے اور سبھی علوم اسلامی کی ترویج واشاعت میں مصروف ہیں ’’جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ‘‘ اسی سلسلے کی ایک مضبوط کڑی ہے جو ہند ۔ نیپال کے سرحدی علاقے میں دینی ، اصلاحی اور تعلیمی سرگرمیوں میں مصروف ہے ، جس کا شمار ملک کے ممتاز اداروں میں ہوتا ہے ۔ جامعۃ القاسم کا قیام ۱۶ شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ بمطابق 25 مارچ 1989ء کو عمل میں آیا۔

اس علاقے کے لوگ تعلیمی ، اقتصادی وسیاسی پسماندگی کی وجہ سے بے حد غربت اور قبائل کی سی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں ۔ چنانچہ غربت وجہالت کا فائدہ اٹھا کر مشنری



تحریک اور قادیانی بھولے بھالے عوام کو گمراہ کرتے ہیں ، افسوس کی بات یہ ہے کہ قادیانی مہم کے دام میں سیکڑوں مسلمان آگئے اور اپنا عقیدہ گنوا بیٹھے ، چنانچہ تحریک تحفظ ختم نبوت جامعۃ القاسم نے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی سرپرستی میں قادیانی اور دیگر باطل طاقتوں کے خلاف مہم چلائی جس کے نتیجے میں سیکڑوں لوگ تائب ہوئے اور راہ راست پر آئے ، یہ مہم مسلسل جاری ہے ۔

جامعۃ القاسم 10 ایکڑ اراضی میں پھیلا ہوا ہے اور اس کی 18 شاخیں بھی ہیں جہاں دینی تعلیم کا معقول نظم ہے اور جامعہ کے تحت تعلیمی بیداری ، اصلاح معاشرہ اور پیام انسانیت کی تحریک چلائی جاتی ہے ۔ جامعہ اور اس کی شاخوں میں کل 3125 طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں جب کہ ان میں سے 750 غریب ویتیم طلبہ جامعہ کے ہاسٹل میں مقیم ہیں جن کے قیام وطعام ، علاج ومعالجہ اور دیگر ضروری اخراجات جامعہ کی جانب سے پورے کیے جاتے ہیں ۔ جامعہ کے اخراجات روز بروز بڑھتے جارہے ہیں ، فی الوقت اس کا سالانہ خرچ تقریباً 11314338.00 روپے ہے جب کہ آئندہ برسوں میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے سے زائد خرچ ہونے کے امکانات ہیں جب کہ تعمیری اخراجات اس کے علاوہ ہیں ۔

جامعۃ القاسم کے احاطے میں 16000 اسکوائر فٹ اراضی پر ایک عظیم الشان مسجد ( جامع الامام محمد قاسم النانوتویؒ ) زیر تکمیل ہے ، چھت کا کام باقی ہے جو انشاء اللہ اہل خیر کے تعاون اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جلد ہی پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ خوشی کی بات ہے کہ جامعۃ القاسم کے احاطے میں رواق الیاس کی دوسری منزل کی تعمیر کا کام چل رہا ہے ۔ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے سیکڑوں طلبہ ٹین شیڈ کے دارالاقامہ میں رہنے پر مجبور ہیں ۔ جامعہ کے احاطے میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی یاد میں ایک عمارت بنام ’’مرکز الامام ابی الحسن علی حسنی ندوی‘‘ کا سنگ بنیاد شیخ الادب حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ( مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ) کے ہاتھوں رکھا جاچکا ہے ۔ ’’کوسی ہیومن انٹر کالج ، شیخ زکریا چیریٹبل اسپتال جو 100 بیڈ پر مشتمل ہوگا جس کی تعمیر

کا تخمینہ تقریبا ساڑھے چار کروڑ روپے ہے جس کا سنگ بنیاد رکھا گیا، معہد عائشہ للبنات'' جامعہ کے تعمیری منصوبے میں شامل ہیں۔جامعہ کی جملہ تعلیمی ،اصلاحی وفلاحی سرگرمیوں کو جاری وساری رکھنے اور جملہ تعمیری منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ضروری ہے کہ اہل خیر وصاحب توفیق حضرات جامعہ کے خصوصی تعاون کے لئے آگے آئیں۔الحمدللہ جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کوحضرت اقدس مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری (نواسہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی خصوصی توجہ وسرپرستی حاصل ہے۔

حضرات! میں اس موقع پر وزیراعلیٰ بہار محترم نتیش کمار کا ایک بار پھر خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں یہ بتانا چاہوں گا کہ آزاد دینی مدارس حکومت وقت سے کسی طرح کے مالی تعاون کی نہ توقع رکھتے ہیں اور نہ لینا چاہتے ہیں لیکن بہت سے مدارس انسانیت کے نام پرعوامی فلاح کا کام کرتے ہیں ان کی مدد اگر کی جائے تو اس کا زبردست فائدہ سماج میں نظر آئے گا کیونکہ اہل مدارس عوامی خدمت دینی جذبہ سے کرتے ہیں،اس سلسلے میں وزیراعلیٰ سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جو مدارس رجسٹرڈ ٹرسٹ کے تحت چلتے ہیں انہیں عام سماجی تعمیر وترقی ،ریلیف اور دیگر ترقیاتی کاموں کے لیے فنڈ فراہم کرانے کی آسان راہ نکالیں، اگر انہوں نے ایسا کیا تو اس سے بہار کے مسلمانوں کی تصویر بدل سکتی ہے اور رشوت وبدعنوانی کے جس جال کی خبریں آتی رہتی ہیں ان سے نجات مل جائے گی۔

ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے مخلص دوست محترم علی انور رکن پارلیمنٹ کا تہہ دل سے استقبال نہ کروں، کیونکہ انہوں نے پسماندہ طبقے کو انصاف دلانے اور اچھوت قرار دی جانے والی برادریوں کو معاشرے میں یکساں مقام دلانے کیلئے لمبی لڑائیاں لڑی ہیں اور پسماندہ مسلمانوں کو ان کے حقوق دلانے کی جدوجہد میں وہ اب بھی مصروف ہیں۔

اس یقین واعتماد کے ساتھ میں تمام آئے ہوئے مہمانوں کا ایک بار پھر استقبال کرتے ہوئے اجازت چاہوں گا کہ پیام انسانیت کنونشن میں تاراج ہوتی انسانیت کی بقاء



پر نہ صرف یہ کہ بھرپور انداز میں روشنی ڈالیں گے بلکہ اپنے اسوہ سے انسانیت نوازی کی ایسی مثالیں بھی پیش کریں گے جو دنیا کیلئے نشان عبرت اور مشعل راہ قرار پاسکے۔اللہ تعالی ہم سب کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔آمین۔اخیر میں میں اپنے تمام معاونین ومخلصین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی شب وروز کی محنت سے یہ تاریخ ساز کنونشن ہم منعقد کرنے میں کامیاب ہوئے،خاص طور پر میرے کرم فرما جناب علی انور صاحب ایم پی کا جن کا تعاون مجھے ہر مرحلہ میں حاصل رہتا ہے،جن کی معاونت سے گذشتہ دو برس قبل وزیراعلیٰ تک ہماری رسائی ممکن ہوئی اور ہم وزیراعلیٰ کو سپول کے ضلع مجسٹریٹ شریف عالم قادیانی کی غیراسلامی وغیرآئینی سرگرمیوں سے واقف کراسکے جس کے نتیجے میں ضلع مجسٹریٹ کا تبادلہ ہوا۔''ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء''۔

## کنونشن کی تفصیلات

جامعۃ القاسم دالعلوم الاسلامیہ مدھوبنی سپول میں منعقد پیام انسانیت کنونشن کا شاندار انعقاد ہوا۔جس میں ملک کے نامور علماء کرام اور سیاسی،سماجی اور بڑی تعداد میں میڈیا کے لوگوں نے شرکت کی اس موقع پر بطور خاص وزیراعلیٰ بہار جناب نتیش کمار،روز نامہ راشٹریہ سہارا کے گروپ ایڈیٹر جناب عزیز برنی حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور،حضرت مولانا محمد عیسیٰ منصوری چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم لندن،حضرت مولانا محمد سلیم محمد کریم صدر''دعوۃ القرآن انٹرنیشنل جنوبی افریقہ'' جناب علی انور صاحب ممبر پارلیمنٹ،امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے نائب ناظم حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی،خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند(وقف) کے نمائندہ مولانا شمشاد احمد قاسمی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند(وقف) حضرت مولانا صغیر احمد رحمانی رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے علاوہ مولانا محمد عثمان مظاہری صاحبزادہ مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور،

مولانا محمد راشد مظاہری نواسہ شیخ زکریا کاندھلویؒ، مفتی محمد صالح مظاہری نواسہ حضرت جی مولانا انعام الحسن کاندھلویؒ نے شرکت کی۔

مہمان خصوصی نتیش کمار صاحب (وزیراعلیٰ بہار) نے جامعۃ القاسم میں ''شیخ زکریا چیری ٹیبل ہاسپٹل'' کا سنگ بنیاد رکھا اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے بانی و مہتمم مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی کی کاوشوں کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ مرکزی حکومت نے سچر کمیٹی قائم کر کے اقلیتوں کی تعلیمی، مالی اور ہرطرح کی حالت کی رپوٹ مانگی تھی سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق اقلیت پورے ہندوستان میں تعلیمی، معاشی اعتبار سے بہت پسماندہ ہے۔ اب تک سچر کمیٹی کی شفارشات نافذ نہیں ہوسکی ہے۔ بہار میں ہماری حکومت جب سے آئی ہم نے بہار کی ترقی کے لیے کام کیا ہے، اور رپورٹ بتاتی ہے کہ ہمارے اس چار سالہ دور میں بہار میں بہت کچھ ترقی ہوئی ہے خاص کر گاؤں گاؤں میں تعلیمی بیداری آئی جس میں جہاں حکومت نے بہت سارے اقدام کئے ہیں، وہیں مجھے فخر ہے مفتی صاحب جیسے فعال انسان پر کہ جنہوں نے اس پسماندہ علاقہ میں علم کا ایک روشن چراغ جلا رکھا ہے۔ جہاں غریب طبقہ کے بچے تعلیم حاصل کررہے ہیں یہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ مفتی صاحب اپنے علاقہ کی تعلیمی پسماندگی کے تئیں کتنا سنجیدہ ہیں۔ میں نے ایک سال پہلے ہی اس مدرسہ میں آنے کی خواہش ظاہر کی تھی اور اپنی پارٹی کے ممبر پارلیمنٹ علی انور صاحب سے اس کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ آج میں اس مدرسہ میں آکر بہت خوش ہوں۔ انہوں نے تقریباً تین لاکھ سے زائد بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہاں کہ میں سیمانچل کے لوگوں سے اپیل کروں گا کہ وہ امن واتحاد اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی برقرار رکھیں، اور پیام انسانیت کے جس عنوان سے اس کنونشن کا انعقاد کیا گیا ہے اس کے صحیح مقصد کو سمجھیں اور انسانیت کے فروغ مذہب، ذات برادری اور اونچ نیچ کے تفریق سے اوپر اٹھ کر کام کریں ، تمام مذاہب اور دھرم نے انسانیت کا احترام سکھایا ہے اور اس کا سبق دیا ہے میں مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب کا اس بات کے لیے شکریہ ادا کرتا ہوں کے انہوں نے انسانیت کے



فروغ کے لیے پورے ملک اور بیرون ملک کے علماء اور مذہبی پیشواؤں کو یہاں اکٹھا کیا ہے۔ وزیراعلیٰ نے کہا کہ' کوسی اور پورنیہ کمشنری کے حالات سے میں آگاہ ہوں، خاص طور پر اس علاقے کی اقلیتوں کے مسائل کو میں سمجھتا ہوں اور ابھی ہمارے سامنے سہارا اردو کے ایڈیٹر عزیز برنی جی نے کشن گنج میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے کیمپس اور ارریہ میں اقلیتی ہاسٹل کے تعلق سے کچھ سجھاؤ دیے ہیں، میں اس کے لیے ان کا شکر گزار ہوں۔ میں اس سلسلے میں سیمانچل کے عوام کو آگاہ کردینا چاہتا ہوں کہ وہ نہ کسی خوف میں آئیں اور نہ کسی جھوٹے پروپیگنڈے کا شکار ہوں، بلکہ ایک نیا بہار بنانے میں ہمارا ساتھ دیں۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا کے گروپ ایڈیٹر عزیز برنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں اس سرزمین کو سلام کرتا ہوں، جس نے ''سہارا انڈیا پریوار'' کے چیئرمین عالی جناب سبرت رائے، مشہور فلمکار پھنیشور ناتھ رینو اور للت نارائن مشرا جیسی عظیم شخصیتوں کو جنم دیا۔ میں سلام کرتا ہوں اس سرزمین کو اور اس علاقہ کے عوام کو، اس لیے کہ یہ وہ سرزمین ہے، جسے اکثر طوفانوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس علاقہ کے عوام وہ بہادر ہیں، جو ان طوفانوں کا مقابلہ کرکے ہمیشہ بہادری کے ساتھ کھڑی رہتے ہیں۔ بہار کے وزیراعلیٰ نتیش کمار کے دور میں کچھ بہتر کام ہوئے ہیں، اس کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے، جب آپ بہار کی شاندار سڑکوں پر سفر کررہے ہوتے ہیں، مگر میں چند باتیں اس وقت وزیراعلیٰ کے گوش گزار کردینا ضروری سمجھتا ہوں، علاقہ کے کچھ ذمہ دار لوگوں نے آکر مجھ سے ملاقات کی اور علاقائی مسائل کو وزیراعلیٰ تک پہنچانے کی ذمہ داری میرے سپرد کی۔ ایک خدشہ جو انہوں نے کشن گنج میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کیمپس قائم کیے جانے کے حوالے سے میرے سامنے رکھا کہ کچھ فرقہ پرست تنظیمیں اس کی مخالفت میں آواز اٹھارہی ہیں، مجھے خوشی ہے کہ مائک پر آکر اپنی بات کہنے سے قبل ہی جب میں نے نتیش کمار جی سے اس ضمن میں گفتگو کی تو انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ اس فیصلہ میں نہ کوئی تبدیلی ہے، نہ ہوگی، میں اپنی طرف سے گرین سگنل دے چکا ہوں، وہ تاریخ طے کریں اور کام شروع کریں۔ ڈاکٹر

عزیز برنی نے ’’جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ‘‘ کے حوالے سے کہا مجھے بے پناہ خوشی ہے اس بات سے کے بہت ساری رکاوٹوں اور مسائل میں گھرے ہونے کے باوجود ہماری قوم بیدار ہے اور اس کے افراد مختلف میدانوں میں کام کر رہے ہیں، لوگوں میں بیداری آئی اور اتنے پسماندہ، کوسی کے سیلاب زدہ اور بیابان علاقہ میں مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے انسانی خدمت اور عام لوگوں کی ترقی وسماج کے فلاح کیلئے ایک دینی ادارہ قائم کر رکھا ہے جہاں قوم کے پسماندہ اور غریب لوگوں کے نونہالوں کو تعلیم سے آراستہ کیا جارہا ہے اگر ہر علاقہ کے علما اور دانشور اپنے اپنے میدان میں تعلیم کی روشنی پھیلانے کے لیے آگے آئیں تو دیگر قوموں کی طرح مسلمان بھی ترقی سے ہمکنار ہوسکیں گے۔ انہوں نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرضی انکاؤنٹروں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہم نتیش کمار جیسے صاف دل کے لوگوں سے یہ امید کرتے ہیں کہ جس طرح مہاراشٹر میں بہار کے راہل راج کا فرضی انکاؤنٹر کیے جانے پر وہ آواز بلند کرتے ہیں، اسی طرح گجرات میں عشرت جہاں کا فرضی انکاؤنٹر ہونے پر بھی وہ خاموش نہ رہیں۔ ایک اور اہم بات جو اس موقع پر عزیز برنی نے کہی، وہ اس لحاظ سے انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ سیکولرزم اس ملک کی سب سے بڑی ضرورت اور طاقت ہے۔ اپنی بات کو ایک قول کے ذریعہ سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حضرت علیؓ نے ہمارے دوستوں اور دشمنوں کی شناخت کچھ اس طرح بتائی ہے کہ ہمارے تین دوست ہیں اور تین دشمن۔ ہمارے تین دوست وہ ہیں، جو براہِ راست ہمارے دوست ہیں، ہمارے دوستوں کے دوست ہیں یا ہمارے دشمنوں کے دشمن ہیں۔ اور ہمارے تین دشمن اس طرح ہیں ایک تو وہ جو سیدھے سیدھے ہمارے دشمن ہیں، دوسرے وہ جو ہمارے دوستوں کے دشمن ہیں اور تیسرے جو ہمارے دشمنوں کے دوست ہیں۔ عزیز برنی نے وزیر اعلیٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ نتیش کمار جی آپ ذہین شخص ہیں، میرا اشارہ بخوبی سمجھتے ہیں، آپ کو تو ہم دوست کہہ سکتے ہیں، مگر آپ کے دوستوں کو اپنا دوست کیسے کہیں۔ الیکشن نزدیک ہے، آپ کو اس پر غور کرنا ہوگا۔ عزیز برنی کی اس بات پر اپنا



ردعمل ظاہر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر کے دوران مسلمانوں کی کثیر تعداد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ عزیز برنی نے جو کچھ کہا میں اس کا مطلب سمجھتا ہوں، مگر ایسے لوگوں سے نجات تو آپ ہی لوگ دلوائیں گے۔

ورلڈ اسلامک فورم لندن کے چیئرمین مولانا عیسیٰ منصوری نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا اس پیام کی متلاشی ہے جس کو سب سے پہلے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے، آج اس پیام کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ جامعۃ القاسم کے زیر اہتمام اس کنونشن سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی ہوا چلے گی اور سماج میں بھائی چارگی، بقائے باہم اور خیرسگالی کی راہ ہموار ہوگی۔ دعوۃ القرآن انٹرنیشنل ساؤتھ افریقہ کے صدر مولانا سلیم محمد کریم نے کہا کہ اسلام انسانیت کی بقا اور باہمی ربط وہم آہنگی کی بے نظیر مثالیں پیش کرتا ہے اور اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ سماج میں یکجہتی، ایک دوسرے کے تئیں اعتماد اور انسانی ہمدردی کی فضا قائم کی جائے۔

ممبر پارلیمنٹ جناب علی انور نے اپنے خطاب میں ملک وملت کی صورتحال اور مسلمانوں کے مختلف طبقات کے دیرینہ مسائل پر بھرپور روشنی ڈالی اور مسلمانوں کو متحد رہنے کی اپیل کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں وزیر اعلیٰ جناب نتیش کمار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے بہار کو ایک خوبصورت بہار بنانے کی قسم کھائی ہے اس میں کوسی کمشنری کے ان لوگوں کا بھی آپ کو بھرپور تعاون حاصل ہے جو ابھی صرف چند ماہ قبل قیامت خیز سیلاب کا سامنا کر چکے ہیں اپنا سب کچھ برباد کر چکے ہیں لیکن آپ داد دیں ان کو کہ انہوں نے اپنا ہمت اور حوصلہ نہیں ہارا اور آپ کی آواز سے آواز ملایا ہے جس کی مثال آپ کے سامنے ’’جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ‘‘ ہے۔ جس نے ایک چھوٹے سے گاؤں کو خوبصورت اور متبرک بنا دیا ہے اور آپ اس سرزمین پر انسانیت کا پیغام دینے آئے ہیں یہ گاؤں اس مدرسہ کے حوالہ سے پوری دنیا میں جانا جائے گا۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ بہار کی پسماندگی دور کرنے میں یہ پچھڑا علاقہ بھی آپ کے ساتھ ہے یہاں

ہماری قوم اور علاقہ کے لوگوں کی مدد سے ''جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ'' ایک 100 بیڈ کا ہاسپٹل بھی تعمیر کرنے جارہا ہے جس کی ابھی آپ کو بنیاد رکھنی ہے یہی نہیں جب اس علاقہ میں قیامت خیز سیلاب تھا تو صرف انسانیت کی بنیاد پر اس مدرسہ نے ہزاروں لوگوں کی بازآبادکاری کا کام کیا ہے۔

جلسہ کے صدر حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری (امین عام جامعہ مظاہر علوم، نواسہ شیخ زکریاؒ) نے اپنی صدارتی تقریر میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ دین اور شریعت پر چلنے میں لوگوں کی بھلائی اور کامرانی ہے اور پیغام انسانیت بھی شریعت کا ہی ایک حصہ ہے جس کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس موقع پر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے نائب ناظم حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند (وقف) کے نمائندہ مولانا شمشاد احمد قاسمی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند (وقف) حضرت مولانا صغیر احمد رحمانی رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، مولانا عبداللہ بخاری امام وخطیب جامعہ مسجد مونگیر، مولانا محمود الحسن ایوبی ناظم جامعۃ القاسم، مولانا اخلاق الرحمٰن قاسمی، صدر المدرسین جامعۃ القاسم، مفتی احمد اللہ قاسمی، مفتی عبدالماجد قاسمی، مولانا حمید الدین مظاہری، مولانا محمد اسرائیل مظاہری، مولانا ضیاء اللہ رحمانی، قاری شمشیر عالم جامعی، مظفر حسین رحمانی سکریٹری سیمانچل ڈیولپمنٹ کونسل، مظہر حسین رحمانی معاون ناظم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ، شاہد عبداللہ جوائنٹ سکریٹری امام قاسم اسلامک ایجوکیشنل ویلفیئر ٹرسٹ انڈیا نے بھی پیغام انسانیت کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

## باوقار شخصیات کو ایوارڈ

پیغام انسانیت کنونشن میں 45 کلو کے پھولوں کا ہار پہنا کر وزیراعلیٰ نتیش کمار اور عزیز برنی سمیت دیگر مہمانوں کا استقبال کیا گیا۔ ''جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ'' کے



مہتمم مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں سیمانچل کے مسائل اور سیلاب کی تباہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے وزیراعلیٰ کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور بہار میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے وزیراعلیٰ کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ جس وقت ضلع سپول میں قادیانی شریف عالم ڈی ایم تھا اس نے انسانیت کی تمام حدیں پار کردی تھیں اور اس نے محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کے منکر مرزا غلام احمد قادیانی کی مہم کو یہاں عام کررکھا تھا ایسے وقت میں ہم نے جناب علی انور صاحب کی معیت میں ایک وفد کے ساتھ جناب وزیراعلیٰ سے ملاقات کرکے صورت حال سے آگاہ کرایا میں ہی نہیں، بلکہ تمام مسلمان وزیراعلیٰ جناب نتیش کمار کے احسان مند ہیں کہ انہوں نے اس قادیانی ڈی ایم کو یہاں سے ہٹایا۔ مفتی صاحب نے وزیراعلیٰ سے درخواست کی کہ اس علاقہ کی جانب خصوصی توجہ دیں اور عوام سے اپیل کی کہ وہ پیام انسانیت کی تحریک کا استقبال کریں اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو برقرار رکھنے کے لیے اپنی جدوجہد تیز کردیں۔ وزیراعلیٰ نتیش کمار کے ہاتھوں ''شیخ زکریا چیری ٹیبل ہاسپٹل'' کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور ''سیمانچل ڈیولپمنٹ فرنٹ'' کی جانب سے وزیراعلیٰ نتیش کمار کو مولانا عیسیٰ منصوری چیئرمین ''ورلڈ اسلامک فورم لندن'' کے ہاتھوں اور عزیز برنی کو جناب نتیش کمار کے ہاتھوں باوقار ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ایوارڈ کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ بہار کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے اور پوری ریاست میں امن وامان کی فضا قائم رکھنے پر جناب نتیش کمار جی کو ''ایمبسڈر پیام انسانیت اور وکاس پرش ایوارڈ'' دیتے ہوئے ہمیں بے انتہا خوشی ہورہی ہے۔ آزادی سے قبل امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد نے عظیم صحافتی خدمات انجام دی تھیں، اسی مناسبت سے دور حاضر میں صحافتی خدمات دینے پر جناب عزیز برنی کو ''مولانا آزاد ایوارڈ'' دیتے ہوئے ہمیں فخر ہورہا ہے۔ مذکورہ دونوں شخصیات کے علاوہ مولانا محمد عیسیٰ منصوری (لندن) کو 'فکر اسلامی کے ترجمان کی حیثیت سے ان کی خدمات کے پیش نظر عظیم سیرت نگار ''علامہ سید سلیمان ندوی ایوارڈ'' خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی کو علماء دیوبند کی

ترجمانی پر ''حجۃ الاسلام الامام محمد قاسم نانوتویؒ ایوارڈ'' حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کے علوم و معارف کی ترجمانی پر حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری کو ''شیخ زکریا ایوارڈ' بہار اڑیسہ اور جھارکھنڈ میں ابوالمحاسن مولانا محمد سجادؒ کی فکر کو عام کرنے پر' حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو ''ابوالمحاسن محمد سجاد ایوارڈ'' قران کریم کی دعوت کو دعوۃ القران کی شکل میں عام کرنے پر حضرت مولانا سلیم محمد کریم چیئر مین دعوۃ القران انٹرنیشنل، لیڈی اسمتھ ، جنوبی افریقہ کو ''رئیس القلم مولانا سید مناظر احسن گیلانی ایوارڈ'' غریبوں اور پسماندوں کے حقوق کی لڑائی لڑنے والے رکن پارلیمنٹ جناب علی انور صاحب کو ''پھنیشور ناتھ رینو ایوارڈ'' اور کوسی کے تباہ کن سیلاب میں بے لوث انسانی خدمات کی بنیاد پر جناب شاہ جہاں شاد سیکریٹری سیمانچل ڈیولپمنٹ فرنٹ بہار کو ''کوسی ایوارڈ'' تحریک تحفظ ختم نبوت اور پیام انسانیت کے سچے علمبردار اور بہترین سماجی و معاشرہ کی تشکیل کیلئے کوشاں رہنے والے حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی کو ''محسن انسانیت ایوارڈ'' سے نوازا گیا۔

## سیمانچل ڈیولپمنٹ فرنٹ بہار

2004 میں یوم جمہوریہ (26 جنوری) کے موقع پر جمہوریت اور سیکولرزم کی بقا اور وطن عزیز کے غربت زدہ باشندوں کے حقوق کی حفاظت اور اس کی بازیابی کیلئے بہار میں ''سیمانچل ڈیولپمنٹ فرنٹ بہار'' کی تشکیل عمل میں آئی۔ یہ فرنٹ قیام کے بعد سے ہی اپنے نصب العین اور مقاصد کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہے۔ چنانچہ فرنٹ کے بینر تلے منعقد متعدد پروگرام، سمینار اور اجلاس میں ملک کی عبقری اور معزز سیاسی اور سماجی شخصیات شرکت کرتی رہی ہے۔فرنٹ کے چیئر مین مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی کے خیالات اور افکار کی ان رہنماؤں نے نہ صرف ستائش کی ہے بلکہ اس سے اتفاق بھی کیا ہے۔انتہائی کم عرصہ میں ''سیمانچل ڈیولپمنٹ فرنٹ بہار'' نے ایک طرف جہاں 2008 میں کوسی کے تباہ کن سیلاب میں پریشان حال، بے گھر افراد اور متاثرین کی ہر ممکن مدد کی ہے۔سیلاب زدہ علاقوں میں کیمپ لگا کر ہزاروں پریشان حال لوگوں تک ضروری اشیاء اور دوائیں



پہنچانے کا کام کیا ہے وہیں ''سیمانچل'' کے نام سے اس کثیر مسلم آبادی والے علاقے کو الگ ریاست کا درجہ دینے کا زور وشور سے مطالبہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں فرنٹ کا ماننا ہے کہ جس طرح سے جھارکھنڈ، چھتیس گڑھ اور اترانچل وغیرہ نئی ریاستوں کے قیام سے ان علاقوں میں بڑے پیمانے پر ترقیاتی امور انجام دئے گئے ہیں اگر سیمانچل کو بھی الگ ریاست کا درجہ مل جاتا ہے تو یہاں کے غریب و پسماندہ عوام کیلئے ترقی کی راہیں ہموار ہوں گی اور ان کی غربت وافلاس کا خاتمہ ممکن ہے۔

فرنٹ نے اپنے اس مطالبہ کو ریاستی اور مرکزی حکومت کے اعلیٰ لیڈران کے سامنے بارہا پیش کیا ہے اور اس کی یہ کوشش ہنوز جاری و ساری ہے۔ اسی طرح مختلف شعبوں میں اپنی امتیازی خدمات انجام دینے والی شخصیات کی جد وجہد کو ''**سـلام**'' پیش کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کیلئے مومنٹوں اور ایوارڈ سے بھی نوازا ہے۔ابھی تک جن معزز شخصیات کو فرنٹ نے ایوارڈ دیا ہے ان میں وزیر اعلیٰ بہار جناب نتیش کمار، حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند، مولانا محمد عیسیٰ منصوری چیئر مین ورلڈ اسلامک فورم لندن، حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور، حضرت مولانا سلیم محمد کریم صدر دارالقرآن انٹرنیشنل ٹرسٹ جنوبی افریقہ، ڈاکٹر عزیز برنی گروپ ایڈیٹر روزنامہ راشٹریہ سہارا نئی دہلی، جناب علی انور رکن پارلیمنٹ وہ صدر آل انڈیا پسماندہ مسلم محاذ، شاہجہاں شاد اور امارت شرعیہ بہار کے ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی وغیرہ شامل ہیں۔

سیمانچل ڈیولپمنٹ فرنٹ بہار کے عہدیداران مندرجہ ذیل ہیں:

| | | |
|---|---|---|
| چیئر مین | : | حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| وائس چیئر مین | : | مولانا محمد نسیم رحمانی |
| جنرل سکریٹری | : | جناب شاہجہاں شاد |
| سکریٹری | : | جناب مظفر حسین رحمانی |
| سکریٹری | : | جناب شاہد عبداللہ |
| خازن | : | جناب مظہر حسین رحمانی |

ان حضرات کے علاوہ فرنٹ کے 21 مجلس عاملہ اور 101 تاسیسی ارکان ہیں جن کی سرپرستی اور رہنمائی میں فرنٹ اپنی منزل مقصود کی سمت رواں دواں ہے۔فرنٹ کے کاز اور اس کے ممبران کی فعالیت کے سبب روز بروز علاقے کے لوگ فرنٹ میں شامل ہو رہے ہیں۔اس لئے یہ بات مضبوط دعویٰ کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ فرنٹ کا مستقبل روشن اور تابناک ہے۔

# سپاس نامے

کسی بھی شخصیت کی عمدہ شناخت وتعارف اور ان کے عظیم کارناموں کو قریب سے جاننے کیلئے خاکے، سوانح، سفرناموں، خطوط اور ''سپاس نامے'' بھی کافی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، ان کے مطالعہ کے بعد کسی بھی شخص کو سمجھنا نہایت ہی آسان ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے صاحب قلم، مؤرخ اور مضمون نگار نے محض ان مختصر تحریر کی روشنی میں دنیا کی عبقری شخصیات کی مکمل حیات کا بہترین نقشہ پیش کردیا ہے۔مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی مدظلہ العالی کی شخصیت کے پیش نظر ملک وبیرون ملک کے اصحاب علم وفضل نے کسی خاص موقع پر ''سپاس نامہ'' کے توسط سے آپ کے خدمات کی نہ صرف پذیرائی فرمائی ہے بلکہ ان چند سطور میں آپ کے علمی وسماجی خدمات کا برملا اظہار بھی کیا ہے، اسی طرح مفتی صاحب مدظلہ العالی نے بھی عالم اسلام کی عظیم شخصیات جن میں خطیب الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد سالم قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند وقف ونائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ، حضرت اقدس مولانا غلام محمد وستانوی مدظلہ العالی بانی جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا مہاراشٹر ومہتمم دارالعلوم دیوبند، عزت مآب جناب نتیش کمار وزیراعلیٰ بہار، جناب ڈاکٹر عزیز برنی گروپ ایڈیٹر روزنامہ راشٹریہ سہارا نئی دہلی کو جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے زیراہتمام منعقد اجلاسوں میں ان کی خدمات جلیلہ کو قبول کرتے ہوئے نذرانہ عقیدت کے ساتھ انہیں سپاس نامہ پیش کئے ہیں، آپ نے سپاس ناموں جو انداز واسلوب اپنایا ہے وہ بھی قابل ستائش اور معلومات افزا ہیں۔



بخدمت اقدس مفکر ملت حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب مدظلہ العالی، بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم اسلامیہ بہار۔

**مہمان مکرم!** ہم تمام اراکین بزم حجۃ الاسلام طلبہ دارالعلوم وقف دیوبند، سرزمین علم ودانش پر آپ کی قدم رنجہ فرمائی اور اجلاس سالانہ میں آپ کی شرکت پر تہہ دل سے ہدیۂ تشکر پیش کرتے ہیں کہ قلت وقت اور کثرت مشاغل کے باوجود ہماری دعوت پر نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے ہماری حوصلہ افزائی کیلئے تشریف لائے جس کیلئے ہم سب تہہ دل سے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور بصمیم قلب خوش آمدید کہتے ہیں۔

**عالیجناب!** بزم حجۃ الاسلام مادر علمی دارالعلوم وقف دیوبند کی انجمنوں میں ایک مرکزی عمومی وسربراہ انجمن کی حیثیت رکھتی ہے، گوکہ اس بزم کے قیام کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا اس قلیل ترین اور معمولی مدت میں اسکی خدمات کا دائرہ انتہائی وسیع ہے تقریری وتحریری خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنا اس بزم کا اولین مقصد ہے، علوم نانوتوی کی اشاعت اور طلبہ میں عصر حاضر کے بڑھتے تقاضوں کی واقفیت اور بیداری پیدا کرنا بھی ہمارے مقاصد میں داخل ہیں، آج عمومی طور پر مسلمانوں کو اور خاص طور پر علماء اور مدارس کو جن چیلنجوں سے سابقہ ہے ان کے دفاع اور ان سے مقابلہ کی صلاحیت پیدا کرنا بھی ہمارا ایک اہم مقصد ہے پھر اکابر دیوبند اور دوسرے اسلاف کے کارناموں اور خدمات کو دنیا کے سامنے لانا بھی ہمارا فرض ہے۔

**حضرت والا!** آپ نے ہندوستان کے طول وعرض میں کتاب وسنت کا بھولا ہوا سبق رقت آمیز انداز میں قوم کو یاد دلا کر نئے سرے سے امت کی شیرازہ بندی کا جو اہم فریضہ انجام دیا ہے، واقعتاً قابل مبارکباد ہے حال ہی میں آپ نے بہار میں سیلاب زدہ علاقوں میں جو رفاہی کام انجام دیئے ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔

**حضرت والا!** یہ ایک حقیقت ہے کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد دارالعلوم دیوبند کی داغ بیل ڈال کر

برصغیر کے گرتے ہوئے مسلمانوں کو تھام لیا اور کتاب وسنت کی تعلیم وترویج کا سامان فراہم کیا، اگر دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں نہ آیا ہوتا تو بلاشبہ برصغیر میں **قال اللّٰہ و قال الرسول** کا جو غلغلہ ہے وہ دیکھنے میں نہ آتا، یہ حضرت نانوتویؒ کے اخلاص کا ہی نتیجہ ہے کہ آج دارالعلوم دیوبند نہ صرف ایک ادارہ بلکہ مکتبۂ فکر School of thaught بن چکا ہے جس کے نتیجہ میں دن بدن اداروں کا قیام عمل میں آرہا ہے اسی کی ایک کڑی جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ ہے جو اپنا ایک منفرد مقام رکھتا ہے، جو درس وتدریس سے لیکر وعظ وتقریر تک اور تبلیغ دین سے لیکر تصنیف وتالیف تک اور فرق ضالہ کی تردید وسرکوبی سے لیکر اہل حق کی مضبوط ترجمانی تک خدمت خلق سے لیکر بے کسوں کی بے باک حمایت تک ہر شعبۂ حیات میں آنجناب نے اس قلیل مدت میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ ناقابل فراموش اور ناقابل تردید ہیں، ہم اللہ کے حضور میں دست بدعاء ہیں کہ اللہ تعالی آپ کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔ بزم کا ہر رکن اور دارالعلوم وقف دیوبند کا ہر طالب علم آپ کی خدمت میں جذبات ممنونیت پیش کرتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ آپ کی بزرگانہ سرپرستی مخلصانہ مشورے اور قیمتی آراء سے ہم کبھی محروم نہ ہوں گے۔(۱)

---

۱۔ بموقع سالانہ اجلاس مؤرخہ ۱۱/جون ۲۰۰۹ء بروز جمعرات
پیش کردہ: اراکین بزم حجۃ الاسلام طلبۂ دارالعلوم وقف دیوبند



بخدمت گرامی قدر حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب عثمانی صاحب مدیر ’’معارف القاسم‘‘
بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول (بہار)

**صاحب اخلاص!** یہ ہم سب اراکین اصحاب صفہ آگرہ کی خوش نصیبی ہے کہ آج آپ نے یہاں تشریف لاکر اپنے خردوں کو شفقت اور بزرگانہ عنایت سے سرفراز فرمایا یہ ہمارے اکابر اور اسلاف کا وہ روشن عمل ہے جو زندگی کی پرپیچ راہوں کو روشن کرتا، ظلمتوں کو شکست دیتا اور اندھیروں پر اجالوں کی فتح کا اعلان کرتا ہے یہ ہماری تاریخ کا وہ زریں سلسلہ ہے جو باہم تعاون اور اخلاص عمل کے چراغوں کی لو بڑھاتا ہے اور علم وفکر کی دنیا میں خوشبو بکھیرتا ہے۔

**صاحب علم و فضل!** زمانہ اور علمی دنیا آپ کے علم وفضل کی معترف ہے جہد وعمل اور مسلسل مساعی جمیلہ سے آپ کی زندگی عبارت ہے حسن انتظام اور حسن فکر نے اس کو چار چاند لگائے ہیں آپ کی شب وروز کی محنتوں اور صبح وشام کی بھاگ دوڑ، عزم وارادے اور کاموں کے تئیں سنجیدگی، متانت کی ایک مثال ’’جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ‘‘ سپول کا قیام ہے، تنہا آپ نے اس عظیم الشان کام کا بیڑہ اٹھایا مستحکم بنیادوں پر کام کا آغاز کیا اخلاص نیت سے آگے بڑھے تو کامیابیوں نے آپ کے قدم چومے آج آپکا قائم کردہ ادارہ ریاست بہار کا ممتاز، مؤثر، منفرد، قابل اعتماد اور لائق تحسین ادارہ ہے اتنے کم وقت میں کامیابیوں کا یہ گراف قابل رشک اور لائق ذکر ہے اور اس مرحلہ پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

**مہمان عالی مقام!** آپ پہلی بار ادارہ میں تشریف لائے ہیں اور آپ کا ہمارا تعلق روح کی گہرائیوں سے ہے یہ تعلق وقتی اور عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے آپ ہمارے ہیں اور ہم آپ کے۔ یہ ادارہ کی خصوصی دعاؤں کا محتاج ہے مختصر عرصہ میں رب کائنات نے جن انعامات سے ہمیں نوازا ہے اس کا شکر اپنی پوری زندگی بھی ادا نہیں کرسکتے یہ محض آپ جیسے بڑوں کی دعاؤں کا ثمرہ اور علماء بزرگوں، اساتذہ کی نیک خواہشات کا نتیجہ ہے اس مدرسہ

کے لائق احترام اساتذہ اور مخلص کارکنان کی بے پناہ محنتیں اور جدوجہد اس سفر میں ہماری قوی اور توانا ساتھی ہیں یہ پورا قافلہ جس ایثار، قربانی اور لگن کے ساتھ مصروف عمل ہے اس کا صلہ رب العالمین عطاء فرمائے۔

**صاحب عزت و ثابت!** آپ کی ذات اور آپ کی شخصیت کے سحر میں ہم کھو گئے اور بات دوسرے رخ پر چلی گئی علم وعمل اور اصلاح وتربیت کے میدان میں بھی آپ کے نقوش پانے ''ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما'' کا نقشہ پیش کیا ہے ادب وصحافت اور تحریر وقلم کے کوچوں سے آپ کی وابستگی کا بہترین اظہار ماہنامہ ''معارف قاسم'' ہے قاسمیت کی صحیح ترجمانی اور مسلک علمائے دیوبند کے احیاء کا یہ پرچہ جو کارنامہ انجام دے رہا ہے وہ ناقابل فراموش ہے ہمارے اکابر نے ہر محاذ پر تبلیغ دین اور احیائے سنت کی جو تاریخ ساز کوششیں کیں اس سمت میں آپ کی مستعدی اور فعالیت کو دور سے دیکھا جاسکتا ہے پھر ادارہ میں جو مختلف شعبے عصر حاضر کی ضرورتوں کو ذہن میں رکھ کر آپ نے قائم فرمائے ہیں اس سے ملی دردمندی کے آثار نمایاں ہیں آپ کا بزرگان وقت اہل اللہ علمائے دین سے قلبی تعلق اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی فطرت سعید، آپ کے خیالات پاکیزہ، آپ کی سوچ نورانی اور آپ کا عمل نظیف ہے اور ہر سمت میں اس کی کرشمہ سازیاں جاری ہیں۔

**صاحب ایثار!** ہم سب ادارہ کے خدام آپ کی خدمت میں ہدیۂ خلوص پیش کرتے ہیں، مکرر شکر گذار ہیں کہ یہاں قدم رنجہ فرما کر نہ صرف ہماری حوصلہ افزائی فرمائی، بلکہ اپنے بڑے ہونے کے بھرپور احساس دلایا ہماری دعاء ہے کہ رب العالمین آپ کو صحت وعافیت اور عمر دراز عطاء فرمائے اور علم وعمل کی دنیا آپ کے وجود سے اسی طرح فیضیاب ہوتی رہے۔ (آمین) (۱)

---

۱۔ بموقع تشریف آوری مہمان مکرم مؤرخہ یکم رجون ۲۰۰۷ء

منجانب: مولانا عبدالمنان قاسمی مہتمم ومعتمد اساتذۂ کرام دار العلوم اصحاب صفہ آگرہ محلّہ رنکتا آگرہ۔۷ (یوپی)



بخدمت حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

**الحمد لله حمداً كثيراً**

حضرات علمائے کرام، مہمانان گرامی، معزز سامعین اور طلبائے عزیز۔

انتہائی مسرت وشادمانی اور ہماری خوش نصیبی کی بات ہے کہ آج ہمارے درمیان رواں صدی کے طبقہ علماء کے سرخیل اور ہندوستان میں ملت اسلامیہ کی آبرو، خطیب الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد سالم قاسمی دامت برکاتہم موجود ہیں۔ حضرت اقدس کی تشریف آوری پر آج ''جامعۃ القاسم'' کا پتا پتا، بوٹا بوٹا فرحاں وناز اں ہے۔ اللہ کرے کہ حضرت کے یہ چند لمحے ہمارے لئے توشۂ آخرت ثابت ہوں اور ان کی توجہ خاص سے یہاں علم وعرفاں کی باد بہاراں چل پڑے۔

**حضرات سامعین!**

آپ سب پر میں یہ واضح کردینا چاہتا ہوں کہ شیخ العرب والعجم، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے جانشین خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی دامت برکاتہم کی شخصیت اس وقت نہ صرف ہندوپاک اور بنگلہ دیش میں بلکہ پورے عالم اسلام میں مرجع کی حیثیت رکھتی ہے نیز وہ برصغیر کے مدارس اور اہل مدارس کے سرپرست کا درجہ رکھتے ہیں۔ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا کا تعلق اس خانوادہ سے ہے جن کی دینی، ملی اور قومی خدمات ایک صدی سے زائد پر محیط ہے۔ مولانا کے جد امجد قاسم العلوم والخیرات حضرت الامام مولانا محمد قاسم نانوتوی، دادا امام الدہر حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ اور والد حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ صاحب کے پرتو ہیں اور مسلک دیوبند کے مضبوط ترجمان سمجھے جاتے ہیں۔ اگر واقعی طور پر دیکھا جائے تو حضرت جس علمی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں اسی کا فیضان آج ہندوپاک اور بنگلہ دیش میں مدارس اسلامیہ ومکاتب دینیہ کی شکل میں جاری وساری ہے، اور میں تو کہتا ہوں کہ آج عالم اسلام میں مخدوم کی حیثیت اگر کسی کی ہے تو وہ خانوادہ قاسمی ہے۔

### بزرگو اور دوستو!

استاذ مکرم حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ کی یہاں آمد پر میں ذاتی طور پر بھی بے حد مسرور و نازاں ہوں کہ نسبت و ارادت کے دو دہائی کے دوران مجھے جن محبتوں و شفقتوں کا احساس ہوا اس میں آج نئی تازگی اور امنگوں کی نئی چاشنی محسوس کر رہا ہوں۔ حضرت مولانا کی خصوصی توجہ اور لطف و کرم اور دعاؤں کے ہی نتیجے میں یہ خاکسار کسی لائق ہو سکا ہے اور یہ ان کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ ''جامعۃ القاسم'' تعلیم و تبلیغ کی بیش بہا خدمات انجام دے رہا ہے۔

### حضرت الاستاذ!

میں آنجناب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آپ جس علاقے میں تشریف لائے ہیں یہ ہندو نیپال کا سرحدی علاقہ ہے۔ سرحد پر واقع کوسی کمشنری اور پورنیہ کمشنری مسلمانوں کی کثیر آبادی کے لحاظ سے پورے ملک میں معروف ہے، لیکن جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں یہاں مسلم آبادی نسبتاً کم ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جو حکومت کی نظروں سے بھی برسہا برس تک او جھل رہا ہے اور سماجی ہمدردی سے بھی محروم رہا ہے جس کا نتیجہ ہے کہ یہاں غربت و جہالت عام ہے اور جہاں جہالت ہوتی ہے وہاں گمراہی کا دروازہ کھل جاتا ہے، چنانچہ یہاں قادیانی تحریک نے بھی شب خون مارنے کی کوشش کی اور اپنے قدم جمانا شروع کئے، لیکن الحمدللہ! جامعۃ القاسم کے قیام کے بعد باطل افکار و نظریات پر قدغن لگا ہے اور تعلیم و تبلیغ اور دینی فضا پروان چڑھا ہے۔

### مہمان مکرم!

**جامعة القاسم دار العلوم الاسلامیه** بزرگوں کے خوابوں کی تعبیر اور دینی تعلیمی ادارہ ہی نہیں، بلکہ اصلاحی و فلاحی تحریک بھی ہے، جس کا قیام ۱۶ شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ بمطابق ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء میں عمل میں آیا جو روز اول سے شمالی بہار میں متحرک و فعال ہے۔ ریاست بہار کے شمال مشرقی حصہ میں کوسی اور پورنیہ دو مشہور کمشنریاں ہیں



جو سات اضلاع پر مشتمل ہیں۔ یہ علاقہ مسلمانوں کی کثرت کی وجہ سے کافی مشہور ہے، جغرافیائی اعتبار سے ایک طرف نیپال کی لمبی سرحد ہے تو دوسری طرف شمال مشرقی ہند کی ریاستیں ہیں۔ یہ علاقہ شمالی بہار کا کثیر مسلم آبادی والا علاقہ ہے جو **تعلیمی، معاشی اور سیاسی** طور پر انتہائی پسماندگی کا شکار ہے۔ 50 لاکھ مسلمانوں کی آبادی والے اس علاقے کی معاشی حالت اس قدر ناگفتہ بہ ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت تو دور ان کی صحیح طریقہ سے کفالت کی بھی سکت نہیں رکھتے نتیجتاً قبائلیوں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ان حالات کا ادراک کرتے ہوئے **جامعة القاسم** اپنے قیام کے بعد سے ہی **مکاتب دینیه کے قیام، اصلاح عقائد** اور مسلمانوں کی شعوری و فکری تربیت میں سرگرم ہے۔

### مہمان معظم!

آنجناب سے ہم جملہ اراکین، اساتذہ اور طلبہ یہ توقع کرتے ہیں کہ جامعۃ القاسم کی تعمیر و ترقی اور اس علاقے میں دین کی ہوا چلانے کی دعا فرمائیں گے۔ ایک بار پھر ہم اپنے مہمان محترم کا استقبال کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں صحت و عافیت کے ساتھ ان کا سایہ امت پر تادیر قائم رکھے۔ آمین (۱)

۱۔ بموقع تعلیمی بیداری کانفرنس مؤرخہ 4 صفر المظفر 1429ھ بروز منگل مطابق 12؍فروری 2008ء

بخدمت حضرت مولانا غلام محمد وستانوی

**نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم............... امابعد**

## محترم بزرگواور دوستو!

آج کا دن ہمارے لئے انتہائی خوشی ومسرت اور شادمانی کا دن ہے۔آج ہمارے درمیان ایک ایسی عظیم المرتبت شخصیت کا ورود مسعود ہوا ہے جومحبوب خلائق اور مقبول عالم ہے خادم القرآن والسنہ حضرت اقدس مولانا غلام محمد وستانوی جن کا فیضان مہاراشٹر سے لے کر خلیج بنگال تک اور کشمیر سے کنیا کماری تک ہزاروں مدارس ومکاتب کی شکل میں جاری ہے۔آج ان کی یہاں آمد پر سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کا شکریہ ہم کس طرح سے ادا کریں۔

## مہمان معظم ومکرم!

آج حضوروالا نے جامعہ میں قدم رنجہ فرما کر ہم خدام کوشفقت اور بزرگانہ عنایت سے سرفراز فرمایا۔آپ ہمارے اکابرواسلاف کا نمونہ ہیں اور سرتاج اولیاء محبّ الامت حضرت اقدس مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندویؒ کے اکلوتے خلیفہ ومجاز ہیں۔ زمانہ اور علمی دنیا آپ کے علم وفضل کی معترف ہے۔جہدوعمل اور مسلسل مساعیٔ جمیلہ سے آپ کی زندگی عبارت ہے۔حسن انتظام اور حسن فکر نے آپ کی زندگی میں چار چاند لگائے ہیں۔آپ کی شب وروز کی محنتوں اور صبح وشام کی بھاگ دوڑ،عزم وارادے اور کاموں کے تئیں سنجیدگی ومتانت کی ایک مثال جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم کا قیام ہے۔تنہا آپ نے اس عظیم الشان کام کا بیڑہ اٹھایا اور ساتھ ساتھ ہزاروں مدارس ومکاتب کے بانی وسرپرست ہیں۔آپ نے مستحکم بنیادوں پر کام کا آغاز کیا۔اخلاص نیت سے آگے بڑھے تو کامیابیوں نے آپ کے قدم چومے آج آپ کا قائم کردہ ادارہ عالم اسلام کا ممتاز،مؤثر،منفرداور قابل اعتماداور لائق تحسین ادارہ ہے۔اتنے کم وقت میں کامیابیوں کا یہ گراف قابل رشک اور لائق ذکر ہے۔



## حضرت والا!

آپ پہلی بار ’’جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ‘‘ میں تشریف لائے۔آپ کا ہمارا تعلق روح کی گہرائیوں سے ہے یہ تعلق وقتی اور عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے۔جامعہ آپ کی خصوصی دعاؤں کا محتاج ہے۔اس نے مختصر عرصہ میں تعلیمی وتعمیری لحاظ سے جوترقی کی ہے وہ محض آپ بزرگوں کی دعاؤں کا ثمرہ اور خصوصی توجہ کا نتیجہ ہے،اس ادارہ کے لائق احترام اساتذہ اور مخلص دوستوں کی بے پناہ محنتیں اور جدوجہد ہمارے ساتھ ہے۔

## حضور والا!

**جامعۃ القاسم دار العلوم الاسلامیہ** بزرگوں کے خوابوں کی تعبیر اور دینی تعلیمی ادارہ ہی نہیں، بلکہ اصلاحی وفلاحی تحریک بھی ہے، جس کا قیام ۱۶ شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ بمطابق ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء میں عمل میں آیا جو روز اول سے شمالی بہار میں متحرک و فعال ہے۔ ریاست بہار کے شمال مشرقی حصہ میں کوسی اور پورنیہ دومشہور کمشنریاں ہیں جوسات اضلاع پر مشتمل ہیں۔یہ علاقہ شمالی بہار کا کثیر مسلم آبادی والا علاقہ ہے جوتعلیمی ، **معاشی اور سیاسی** طور پر انتہائی پسماندگی کا شکار ہے۔50لاکھ مسلمانوں کی آبادی والے اس علاقے کی معاشی حالت اس قدر ناگفتہ بہ ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم وتربیت تو دور ان کی صحیح طریقہ سے کفالت کی بھی سکت نہیں رکھتے نتیجتاً قبائلیوں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ان حالات کا ادراک کرتے ہوئے **جامعۃ القاسم** اپنے قیام کے بعد سے ہی **مکاتب دینیہ کے قیام ، اصلاح عقائد** اور مسلمانوں کی شعوری وفکری تربیت میں سرگرم ہے۔

## اے صاحب حلم وایثار!

آپ کا بزرگان دین اور اہل اللہ سے قلبی تعلق اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی فطرت سعید،آپ کے خیالات پاکیزہ،آپ کی سوچ نورانی اور آپ کا عمل نظیف ہے اور ہر سمت اس کی کرشمہ سازیاں جاری ہیں۔

ہم ادارہ کے خدام آپ کی خدمت میں ہدیۂ خلوص پیش کرتے ہیں، مکرر شکر گذار ہیں کہ یہاں قدم رنجہ فرما کر نہ صرف ہماری حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ اپنے بڑے ہونے کا بھرپور احساس دلایا۔ ہماری دعا ہے کہ رب العالمین آپ کو صحت وعافیت اور عمر طویل واجر جزیل عطا فرمائے اور علم وعمل کی دنیا آپ کے وجود سے اسی طرح فیضیاب ہوتی رہے۔
آمین یارب العالمین (۱)

۱۔ بموقع تعلیمی بیداری کانفرنس مؤرخہ 4 صفر المظفر 1429ھ بروز منگل مطابق 12/فروری 2008ء



بخدمت عزت مآب محترم نتیش کمار جی وزیر اعلیٰ بہار

**مہمان مکرم!**

ہند۔نیپال کی سرحد پر بسے اس چھوٹے سے پسماندہ گاؤں میں آنجناب کی آمد پر ہم بیحد مسرور وخوش ہیں کہ آپ نے ہماری حقیر سی دعوت پر یہاں آنے کی زحمت اٹھائی، اس موقع پر ''جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ'' کے جملہ اراکین، اساتذہ اور طلبہ وکارکنان آپ کا تہہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کی آمد سے سیمانچل میں امن وآشتی کی ہوا چلے گی اور اس خطہ میں ترقیاتی کاموں کی رفتار بھی تیز ہوگی۔

**انسانیت دوست وزیر اعلیٰ!**

آنجناب اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ انسان دوستی کے پیغام کو سبھی مذاہب کے پیشواؤں اور رشی منیوں نے پھیلایا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ محسن انسانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامات کا ماحصل انسانوں کو انسانیت کا درس دینا تھا، اس لیے ہمیں اس پیام کو پھر سے یاد کرنا چاہیے۔ ہم اس سے واقف ہیں کہ آپ کے دل میں بلاتفریق مذہب وملت انسانوں کی ہمدردی ہے اور انسانی قدروں کے فروغ کے لیے کوشاں بھی ہیں اس لیے ''پیام انسانیت کنونشن'' میں آپ کی شرکت کو ہم اس ریاست کے لیے فال نیک تصور کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں آپ ہر مذہب کی ان مہمات وپروگراموں کی حمایت کریں گے جن سے ریاست اور ملک میں امن وخیر سگالی اور بقائے باہم کی فضا ہموار ہو اور قومی یکجہتی کا ماحول پیدا ہو۔

**وکاس پرش نتیش کمار جی!**

ہمیں خوشی ہے کہ ہم ایک ایسے وزیر اعلیٰ کا خیر مقدم کر رہے ہیں جنہیں دنیا 'وکاس پرش' کا نام دے رہی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابھی آپ نے اس ریاست میں ترقی کی ڈگر کو پایا ہے، منزل ابھی بہت دور ہے، تاہم ہمیں یہ کہنے میں کوئی تردد نہیں کہ آپ کی عوامی فکر نے اس ریاست میں ترقی کی روشنی کا احساس کرایا ہے لیکن اس بات کو بھی یاد دلانے

میں ہمیں کوئی خوف نہیں کہ ریاستی عوام بہت سے میدانوں میں ابھی بہتوں سے پیچھے ہیں خاص طور پر اقلیتوں کی صورتحال کافی دگرگوں ہے اور بیوروکریسی کی نااہلی، عصبیت اور غیرضروری رکاوٹیں ان کی ترقی کی راہ کا روڑا بنی ہوئی ہیں اس لیے اس موقع پر ہم آپ سے گذارش کریں گے کہ اس جانب خاص توجہ دیں۔ آپ کی بہتر حکمرانی کی بدولت بہار کے گاؤں اور شہروں میں سڑک، پل اور فلائی اوور تعمیر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اس کے لیے ہم آپ کے شکر گذار ہیں لیکن بجلی کے معاملے میں ہماری ریاست کافی پیچھے ہے اس لیے اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

### ہر خاص وعام کے وزیراعلیٰ!

آپ جس مقام پر تشریف فرما ہیں یہ وہی علاقہ ہے جہاں 2008 میں کوسی ندی کی کالی آندھی نے بہتوں کو بے گھر کردیا تھا اور صورتحال یہ ہے کہ سرکاری وغیر سرکاری ریلیف وبازآبادکاری کے باوجود اب بھی بہت سے لوگ بے گھر ہیں۔ بلاشبہ آپ کی خصوصی توجہ سے اس علاقے میں ریلیف کا کافی کام ہوا ہے، لیکن اس میں خرد برد بھی اسی پیمانے پر ہوا ہے جس کے نتیجے میں مستحقین کو ان کا حق نہیں مل پایا ہے۔ مستحقین کے حقوق کی بازیابی کی گذارش کے ساتھ ساتھ میں اس موقع پر پرزور اپیل کروں گا کہ ہر سال سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لیے ہمہ گیر اور ٹھوس منصوبہ بنایا جائے جو پورنیہ وکوسی کمشنری کے عوام کے لیے مستقل طور پر مفید وکارآمد ہو۔ آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ جب سیلاب نے اس پورے خطہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا تو اس وقت جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ نے ریلیف وراحت کاری کے کاموں میں غیر معمولی خدمات انجام دی اور ایک ایک روپیہ لوگوں سے چندہ اکٹھا کر کے ہزاروں خاندانوں کو وقتی امداد دی اور سیکڑوں خاندانوں کے لیے مکان تعمیر کرایا۔

### قابل فخر وزیر اعلیٰ!

آپ کے سشاسن سے عوام خوش ہیں اور توقع کر رہے ہیں کہ ایک نئے بہار کا جو



خواب آپ نے دیکھا ہے اس کو جلد ہی عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ میں اس موقع پر ایک خاص موضوع کی جانب توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آزاد مدارس اسلامیہ دینی تعلیم کو پھیلانے کے لیے نہ سرکاری مالی تعاون لیتے ہیں اور نہ اس کے خواہشمند ہیں، لیکن ایسے ادارے جو سماجی ترقی، تعلیمی فروغ اور دیگر فلاحی کام انجام دیتے ہیں انہیں این جی او کے طور پر سرکار کا تعاون نہیں ملتا، میں آپ سے گذارش کروں گا کہ وہ مدارس کو مقامی این جی او کا درجہ دیتے ہوئے سماجی ترقی کے لیے انہیں فنڈ فراہم کریں، مجھے یقین ہے کہ اگر مدارس اور اس سے متعلقہ تنظیمیں سماجی کام کریں گی تو آئے دن جو بدعنوانی کی باتیں سامنے آتی ہیں وہ ان تنظیموں کے کاموں میں دیکھنے کو نہیں ملیں گی۔ محترم وزیراعلیٰ صاحب میں اس موقع پر یہ بتاتا چلوں کہ ’’جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ‘‘ شمالی بہار کا ممتاز ومشہور تعلیمی ادارہ ہے اسی طرح ’’امام قاسم اسلامک ایجوکیشنل ویلفیئر ٹرسٹ انڈیا‘‘ ایک ملک گیر تنظیم ہے ان دونوں پلیٹ فارموں سے نہ صرف اسلامی اور عصری تعلیم کے فروغ کا کام ہوتا ہے بلکہ ان اداروں سے ہندو مسلمان اور ہر طبقہ کے مستحقین کا تعاون کیا جاتا ہے اور کسی بھی آفات ناگہانی کے وقت یہ ادارے عام لوگوں کی بھلائی کے لئے پیش پیش رہتے ہیں۔ آج بلاتفریق مذہب وملت خالص انسانی خدمت کے لئے ’’شیخ زکریا ہاسپٹل‘‘ کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے مجھے یقین ہے کہ اس ہاسپٹل کی تعمیر وترقی میں آپ کی خصوصی دلچسپی رہے گی اور ہر قدم پر آپ کا تعاون ملتا رہے گا۔ میں اس ریاست کے ہردلعزیز وزیراعلیٰ عالیجناب نتیش کمار جی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کا استقبال کرتا ہوں۔(۱)

ا۔ بموقع ’’پیام انسانیت کنونشن‘‘، منعقدہ 26 اپریل 2010

بخدمت آبروئے صحافت جناب ڈاکٹر عزیز برنی صاحب

گروپ ایڈیٹر روزنامہ راشٹریہ سہارا

**قابل صد احترام حاضرین** : ہم برطانیہ کے دارالحکومت لندن میں ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا عیسیٰ منصوری صاحب اور ان کے مخلصین رفقا کی بدولت ''دارالامہ'' کے وسیع ہال میں ہندوستان کی 63ویں جشن آزادی کی تقریب تزک و احتشام سے منارہے ہیں۔ اس موقع پر ہمارے درمیان نامور شخصیات اور علم دوست حضرات موجود ہیں ساتھ ہی ہمارے درمیان ولڈ اسلامک فورم لندن کی دعوت پر بطور مہمان خصوصی تشریف لائے مشہور اہل قلم آبروئے صحافت ڈاکٹر عزیز برنی گروپ ایڈیٹر روزنامہ راشٹرسہارا تشریف فرما ہیں، یہ ہمارے لیے باعث صد افتخار ہے۔

کس قدر آپ کی آمد کا یقیں تھا دل کو

ہونٹ بے چین ہیں اظہار تشکر کے لیے

**حضرات!** ڈاکٹر عزیز برنی محتاج تعارف نہیں، آپ اپنی منفرد سوچ، ملک وقوم کے تئیں سچی ہمدردی، بے باک تبصرہ، بے نظیر صحافت اور دو درجن سے زائد علمی وادبی وصحافتی تصنیفات کے باعث پوری دنیا میں مشہور ومعروف ہیں بالخصوص روبہ زوال اردو صحافت کو بام عروج عطا کرنے اور اسے نئی شناخت دینے میں آپ کا کردار مثالی ہے، آپ روشن اور پرمغز تحریروں نے مولانا ابوالکلام آزاد کے الہلال والبلاغ اور مولانا محمد علی جوہر کے کامریڈ اور ہمدرد، کی یادیں تازہ کردیں ہیں، جنہوں نے ہندوستان کی آزادی میں کردار ادا کیا تھا۔ گزشتہ چند برسوں سے عزیز برنی ہندوستان کے باہر عالمی دہشت گردی کی آڑ میں گندی سیاست، ہندوستان میں سنگھی تشدد پسندی اور سپر پاور مما لک کے ذریعہ مسلمان اور مسلم مما لک کو تباہ وبرباد کرنے کے گھناؤنے کھیل کا جس بے باکی اور جواں مردی سے پردہ فاش کررہے ہیں اس سے پوری دنیا انگشت بدنداں ہے۔

**سامعین عزام!** اردو صحافت میں ملٹی ایڈیشن کی بنیاد رکھ کر ڈاکٹر عزیز برنی نے جو



کارہائے نمایاں انجام دیا ہے، وہ اردو تاریخ میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ ہندوستان کی مختلف ریاستوں سے اردو اخبارات شائع ہوتے ہیں لیکن ابھی تک وہ ان ریاستوں سے باہر نہیں نکل سکے تھے جہاں وہ شائع ہوتے ہیں مگر ڈاکٹر عزیز برنی نے اردو صحافت کو اس بوسیدہ خول سے نکال کر انگریزی اور ہندی کے علاوہ دیگر زبانوں کے ملٹی اخبارات کی صف میں شامل کرکے یہ پیغام دیا ہے کہ اب اردو صحافت بھی کسی سے کم نہیں۔ ''روزنامہ راشٹریہ سہارا'' میں اپنے تحقیقاتی اور معلوماتی کالم کے ذریعہ آپ نے عالمی دہشت گردی، مسلمانوں پر ہونے والے مظالم، ہندوستان میں بھگوا دہشت گردی اور ہندو شدت پسندی کو طشت ازبام کرکے ہندوستانی سیاست میں چھپے ان سفید بھیڑیوں کو بے نقاب کیا ہے جو جمہوریت کا لبادہ اوڑھ کر ملک وقوم کو نست ونابود کرنے کے درپے ہیں اور آج بھی دہشت گردی کی آڑ میں مسلمانوں خصوصاً تعلیم یافتہ نوجوانوں کو نشانہ بنانے کا شرمناک وگندہ کھیل کھیلا جارہا ہے۔ بٹلہ ہاؤس انکاؤنٹر جس میں پورے ملک کے خاص طور سے دہلی کے مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا پوری مسلم قیادت خاموش تھی جو نمائندے مسلمانوں کے نام پر منتخب ہوکر ایوان اقتدار تک پہنچتے ہیں انہیں بھی سانپ سونگھ گیا تھا آپ نے بٹلہ ہاؤس انکاؤنٹر کا سچ سامنے رکھ کر خاموش قیادت میں جان ڈالی اور ہمت وجواں مردی کا ثبوت دیتے ہوئے اس واقعہ کے حقائق کو اپنے کالم کے ذریعہ لوگوں کے سامنے رکھا۔ معاملہ بٹلہ ہاؤس انکاؤنٹر کا ہو یا 26/11 کا آپ نے ہمیشہ ارباب حکومت کی توجہ حقائق کی طرف دلائی ہے۔ آپ اپنی تحریروں میں جس خلوص اور جذبہ کا اظہار کرتے ہیں اس کی وجہ سے ہر طبقہ کے لوگ آپ کے دیوانے ہیں۔ یہ آپ کی تحریروں سے محبت کا ادنیٰ اظہار ہے۔

**مہمان ذی وقار !** تقریب کی مناسبت سے ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ برصغیر میں مسلم سلطنت کے زوال کے بعد مسلمانوں کی علمی و دینی بیداری اور نشأۃ ثانیہ کا سہرا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور آپ کے خانوادہ کے سر ہے۔ سب سے پہلے حضرت

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے انگریز حکومت کے خلاف برصغیر کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دیا۔اس کے بعد برصغیر میں جنگ آزادی کے لیے 200 سالہ مسلمانوں کی قربانیوں اورسرفروشی کی خدمات تاریخ کا زریں باب ہے۔منہج خلافت راشدہ پر اسلامی حکومت کے قیام کے لیے حضرت شاہ ولی اللہؒ کے پوتے حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور حضرت سید احمد شہیدؒ بریلوی کی قیادت میں سیکڑوں علما وصلحا نے ارض بالاکوٹ کو اپنے مقدس خون سے لالہ زار بنایا۔ پھر علمائے صادق پور، علمائے فرنگی محل، مولانا احمد اللہ مدراسیؒ کے جہاد کا سلسلہ قائم رہا۔1857 کے موقع پر 85 ہزار علماء کو شہید کیا گیا اور تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ دہلی سے دریائے راوی لاہور تک جی ٹی روڈ کے درختوں پر علمائے حق کی لاشیں لٹک رہی تھیں۔ شاملی کے میدان کے علمائے حق نے انگریزی فوج کا مردانہ وار مقابلہ کیا جس کے سالار اعلیٰ سیدالطائفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ، امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور بانی جامعہ مظاہرعلوم سہارنپور مولانا مظہر نانوتویؒ تھے ۔انگریزوں کے خلاف اس جہاد میں حضرت پیر ضامنؒ سمیت سیکڑوں علما ومحدثین نے جام شہادت نوش کیا۔اس کے ملک کی آزادی کی تحریک کورواں دواں رکھنے کی شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ امام انقلاب مولانا عبداللہ سندھی، امام الہند مولانا ابوالکلام آزدؒ، سبحان الہند مولانا احمد سعید، مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہؒ اور مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کی طویل تاریخ ہے۔

جب پڑا وقت گلستاں کو تو خوں ہم نے دیا
جب بہار آئی تو کہتے ہیں ترا کام نہیں

لیکن افسوس کہ آزادی کی تاریخ سے علمائے کرام کے بےلوث قربانیوں کو مٹانے کی منظّم سازش ہورہے ہے، افسوس کی بات یہ ہے کہ اپنے ہی ملک میں انہیں یادنہیں کیا جاتا ،جشن آزادی کے موقع پر منعقد تقاریب میں ان کا تذکرہ تک نہیں کیا جاتا، اس کے برعکس انگریزوں کی چاپلوسی کر کے جنگ آزادی کے سپوتوں کونقصان پہنچانے والے غداروں کا



نام ادب واحترام سے لیا جاتا ہےان کی تصاویر اسمبلی اور پارلیمنٹ میں لگی ہوئی ہیں۔اسے اس ملک کی بدنصیبی نہیں تو اور کیا کہیں گے۔مگر ہماری خوش نصیبی ہے کہ جناب عزیز برنی نے حکمران طبقہ کو بے نقاب کیا، بلکہ روز نامہ راشٹر سہارا کے صفحات میں ان مجاہدین اور سر فروشان قوم ملت کو ایک بار پھر زندگی بخشی ہے جن کی قربانیوں کی تاریخ کے سنہرے باب نئی نسلوں کے ذہن میں دھندلے پڑتے جارہے تھے اور جن سے نئی نسل بالکل ناآشنا ہوتی جا رہی تھی۔آپ کی موجودگی سے نہ صرف ہماری حوصلہ افزائی ہوئی ہے، بلکہ لندن کی سرزمین پر آپ کے تاریخی خطاب نے مولانا محمد علی جوہر کے 1930 کے گول میز کانفرنس کے 18 گھنٹے کے خطاب کی یادتازہ کردی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ’’یا تو ہمیں آزادی کا پروانہ چاہئے یا دفن کے لیے دوگز زمین‘‘ آپ کے خطاب سے ہمیں یہ حوصلہ ملا ہے کہ جیب ہمیشہ سچ اورحق کی ہوتی ہے۔

**مہمان محترم!** ہمارے یہ چند الفاظ آپ کی تعریف وتوصیف میں نہیں بلکہ اس تحریک کے اعتراف کا حصہ ہیں جو آپ لے کر چل رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو ان خدمات کے ہدیہ سپاس وتشکر نہ پیش کیا جائے تو بہت بڑی بےانصافی ہوگی۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت عطا فرمائے آپ کی بےخوف اور حقائق پر مبنی تحریروں کو تقویت عطا کرے۔آمین

ہم پر ورش لوح وقلم کر تے رہیں گے
جودل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے (۱)

ا۔ بموقع ’’ہندوستان کی 63ویں جشن آزادی‘‘ مؤرخہ 8اگست 2010 بمقام دارالامہ ہال لندن (یوکے)

# مؤلف کتاب کا مختصر تعارف

نام : شہاب الدین ثاقب
قلمی نام : ایم ایس ثاقب مظفر پوری
ولدیت : جناب عبدالرؤف علیہ الرحمہ
تاریخ ولادت : 12 فروری 1977ء
جائے پیدائش : ہر پور بیشی، اورائی، مظفر پور، بہار
موجودہ پتہ : 39/39 ایچ بلاک ذاکر نگر، اوکھلا، نئی دہلی-25
تعلیمی قابلیت : فاضلِ دیو بند

- ایم اے (دینیات) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
- پی ایچ، ڈی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
- فاضل ادب جامعہ اردو علی گڑھ

پیشہ : صحافت

- ایڈیٹر ماہنامہ ''معارف قاسم جدید'' دہلی
- سب ایڈیٹر روزنامہ ''انقلاب'' دہلی

## دیگر کاوشیں:

جدید اردو گائڈ
وقار 2005
تحریک تحفظ ختم نبوت اور جامعۃ القاسم دار العلوم الاسلامیہ
مرکزی مدرسہ بورڈ علماء کی نظر میں
مولانا سید فصل اللہ الجیلانیؒ حیات، علمی و دینی خدمات (زیر طبع)
چمتکار کا انتظار (افسانوی مجموعہ، زیر طبع)

اس کے علاوہ سیکڑوں مضامین و مقالات ملک کے معتبر اخبار و جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ جیسے ماہنامہ تہذیب الاخلاق علی گڑھ، ماہنامہ ترجمان دار العلوم جدید نئی دہلی، ماہنامہ معارف قاسم جدید نئی دہلی، ماہنامہ ترجمان دیو بند، ماہنامہ ہدایت جے پور، مجلّہ دینیات علی گڑھ، روزنامہ راشٹریہ سہارا نئی دہلی، عالمی سہارا نئی دہلی، روزنامہ ہندوستان ایکسپریس نئی دہلی، روزنامہ قومی تنظیم پٹنہ، روزنامہ قومی آواز نئی دہلی، ہفتہ روزہ ترجمان، علی گڑھ، پندرہ روزہ دی سنڈے انڈین نئی دہلی، ہفتہ روزہ چوتھی دنیا نئی دہلی، روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی، روزنامہ انقلاب ممبئی، ہندی دینک آج آگرہ، ماہنامہ نیائے پتھ نئی دہلی، روزنامہ انقلاب جدید پٹنہ، ہفتہ روزہ نئی دنیا نئی دہلی وغیرہ۔

# شجرۂ طیبہ

# کلمات تشکر

**الحمد للّٰہ رب العلمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد، و علی آلہ و صحبہ و علی من تبعھم باحسان و دعا بدعوتھم الی یوم الدین، ”هُوَالَّذِی بَعَثَ فِی الْأُمِّیِّینَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهِ، وَ یُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ إِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ، وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ، وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ“ أما بعد:**

بلاشبہ ہر عہد میں مسلمانوں کو ورع وتقویٰ کی زنجیر سے جوڑنے اور حق سبحانہ تعالیٰ سے رشتہ استوار کرنے میں اہل اللہ کی مجلسیں ،خانقاہیں اور علوم دینیہ کے مراکز اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں ،فی زمانہ سلسلۂ سلوک وتصوف کی مضبوط کڑی اور موجودہ عہد میں طبقۂ علماء کے سرخیل خطیب الاسلام، عارف باللہ حضرت اقدس مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ العالی کی شخصیت بیش قیمتی اور مرجع خلائق ہے۔ حضرت اقدس کا علم و معارف، تقویٰ اور تفقہ فی الدین کا اعتراف ہر طبقہ کو ہے۔ حجۃ الاسلام الامام محمد قاسم النانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند جیسی بابرکت شخصیات کے خصوصی اعمال واوراد اور نقش جمیل پر عمل کی تلقین نیز امت کو سنت کی پیروی کرنے کی اپیل حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ العالی کی زندگی کا ماحصل ہے۔

گذشتہ دنوں حضرت مخدوم مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ العالی نے جب بزرگان دین کے اعمال واوراد اور دعاؤں پر مشتمل کتابچہ ”شجرۂ طیبہ“ کی دوبارہ اشاعت کی



ذمہ داری ناچیز کو سونپی تو ایسا محسوس ہوا کہ کائنات کی دولت بے بہا مل گئی ہے۔ جس خلوص و محبت کے جذبہ سے لبریز ہو کر آپ نے یہ عظیم تحفہ طباعت کیلئے عنایت فرمایا اس کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ والہانہ محبت وعقیدت کے اس جذبہ صادق کو باقی رکھے۔ ”شجرۂ طیبہ“ نامی یہ رسالہ معرفت ربانی اور رضائے حق چاہنے والوں کے لئے بہترین تحفہ ہے، اس کے مطالعہ سے بزرگان دین کے ذکر واوراد پر عمل کی تحریک ملتی ہے۔ خیر کے طلب گاروں کے لئے اس قیمتی تحفہ کی طباعت کا حکم کو سر آنکھوں پر لیتے ہوئے بندہ حضرت مخدوم کا تہہ دل سے ممنون ومشکور ہے۔ بارالٰہی حضرت کو صحت وعافیت کے ساتھ قوم وملت کیلئے مفید بنائے اور آپ کا سایہ عاطفت امت پر تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین

مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی

خلیفہ ومجاز بیعت خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب دامت برکاتہم

وبانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار

۵ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۹ فروری ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# شجرۂ طیبہ

یہ ’’شجرہ‘‘ والد ماجد خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب دامت برکاتہم سے،اور جدامجد حکیم الاسلام حضرت اقدس مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند قدس سرہٗ العزیز سے سلسلۂ بیعت وارشاد کا تعلق رکھنے والے حضرات کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔

حضرت حکیم الاسلام قدس سرہٗ کو ابتداءً شرف بیعت، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہٗ سے حاصل ہوا، ان کی وفات کے بعد حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی جانب رجوع فرمایا اور انہیں سے خلافت حاصل ہوئی ٹھیک اسی طرح خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہٗ العالی نے، حضرت حکیم الاسلامؒ کے ایماء پر ۱۳۶۷ھ میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کیا، اور رائے پور میں حضرتؒ کے پاس قیام فرمایا انکی وفات کے بعد خود حضرت حکیم الاسلام قدس سرہٗ کے دست مبارک پر جنوبی افریقہ کے سفر کے دوران، بمقام ’’روڈی پورٹ‘‘ میں ۱۳۸۲ھ میں شرف بیعت حاصل فرمایا، اور ۱۳۸۷ھ میں حضرت حکیم الاسلامؒ نے خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ العالی کو تحریراً خلافت و اجازت بیعت مرحمت فرمائی۔

اس موقع پر اویس وقت حضرت مولانا سید اصغر حسین میاںؒ محدث دارالعلوم دیوبند



کا یہ عرفانی مقولہ قابل ذکر ہے، جسے انہوں نے مختلف مجالس میں بار بار حضرت حکیم الاسلامؒ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

’’یہ (یعنی حضرت حکیم الاسلامؒ) دونوں بزرگوں، یعنی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہما اللہ کے فیوض سے اور حجۃ الاسلام الامام محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ بانی دارالعلوم دیوبند سے خَلقاً اور خُلقاً مستفید ہوکر تمام بزرگان جماعت کی نسبتہائے مقبولہ کے حامل ہیں‘‘

ٹھیک اسی طرح بحمد للہ خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب مدظلہ العالی (مہتمم دارالعلوم دیوبند وقف) کے بارے میں حضرت مولانا میاں صاحبؒ کے عرفانی قول سے استفادہ کرتے ہوئے، بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ حضرت خطیب الاسلام مدظلہ العالیٰ، تینوں بزرگوں (حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قدس اللہ اسرارہم) کے فیوض علمی وعرفانی سے مستفید ہونے کی وجہ سے بحمد للہ جماعت اکابر رحمہم اللہ کی نسبتہائے مقبولہ کے جامع ہیں، اور اپنے جد اعلیٰ حجۃ الاسلام الامام محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ سرہٗ سے خَلقاً وخُلقاً مستنیر ہیں۔

اسی بناء پر شجرہ کے تیسرے اور چوتھے شعر میں، تینوں بزرگوں کے اسماء گرامی ذکر کئے گئے ہیں۔ خطیب الاسلام عارف باللہ حضرت مولانا محمد سالم قاسمی کو حق تعالیٰ نے اس شرف سے بھی مشرف فرمایا کہ آپ نے حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز سے شوال ۱۳۶۲ھ میں درس نظامی کی پہلی کتاب ’’میزان الصرف‘‘ براہ راست پڑھ کر شرف تلمذ کے ساتھ دعائیں حاصل فرمائیں۔ اس لئے آج کے دور میں حضرت حکیم الامتؒ کے صرف خطیب الاسلام مدظلہ العالی ہی براہ راست بلاواسطہ شاگرد رشید ہیں، اور آپ کی ذات گرامی سے الحمد للہ علمی اور عرفانی فیضان طیبی، اشرفی، قادری چاردانگ عالم میں پھیل رہا ہے۔

حق تعالیٰ سبحانہٗ تادیر اس فیض بیکراں سے مسلمانان عالم کو مستفید و بہرہ مند رکھے۔آمین یارب العالمین۔


مولانا محمد سفیان قاسمی

(ابن خطیب الاسلام مدظلہ العالی)

نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند وقف


۲۶؍ربیع الاول ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۹؍جون ۲۰۰۱ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقصد بیعت وہدایات

''بیعت سلوک'' خاتم الانبیاء محمد عربی ﷺ کی سنت متوارثہ ہے جو ہر دور میں روحانی افادہ کے ساتھ، بواسطۂ بیعت کنندہ کا رابطہ روحانی نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ سے قائم ہونے کا مقدس وسیلہ رہا ہے اور ایسے ہی واسطۂ فیض بننے والے سلسلے کے مشائخ کرام کی روحانی نسبت بشرط اخلاص، اللہ رب العزت تک وصول میں معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے۔

فرائض وواجبات شرعیہ جس طرح پہلے فرض وواجب تھے، اسی طرح بیعت کے بعد بھی فرض وواجب رہتے ہیں، البتہ بیعت کرنے والا اپنے شیخ کو اپنے اور اپنے اللہ کے درمیان واسطہ بنا کر فرائض و واجبات اور اتباع سنن کا عہد کرتا ہے، اور بلحاظ عہد ان کی ادائیگی میں مزید قوت پیدا ہوجاتی ہے، اور اس میں زیادہ سے زیادہ قوت سے توجہ الی اللہ کی ضرورت ہوتی ہے اس کیلئے طاعات وعبادات نفلیہ کے ساتھ کچھ مزید اوراد و وظائف بھی ضروری ہوتے ہیں، جو ہمت وعزیمت کے ساتھ قلب کے اخلاص للہ میں ترقی کا باعث بنتے ہیں۔اور یہی اخلاص وہ روح اعمال ہے کہ جو انابت اور رجوع الی اللہ کو درجۂ حال تک لے جا کر نسبت کا نام پالیتی ہے، اس باعظمت مقام تک پہنچنے کی راہ متعین کامل اتباع شریعت کے کوئی اور قطعاً نہیں۔

داخل سلسلہ بیعت ہوجانے والے حضرات کیلئے عبادات نفلیہ، تہجد، اشراق، چاشت، اوراوّابین وغیرہ کے بقدر ہمت اہتمام کے ساتھ اضافی اورادو وظائف درج ذیل ہیں۔

## وظائف صبح

(تعین وقت قبل از فجر یا بعد از فجر حسب فرصت خود متعین کرلیا جائے اور امکانی حدتک اس وقت کی پابندی کی جائے۔

### وظیفۂ اول:۔

ایک تسبیح کلمۂ تمجید (جسے تیسرا کلمہ بھی کہا جاتا ہے جو یہ ہے۔

"سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وقتا فوقتا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" بھی ملا لیا جائے۔

### وظیفۂ دوم:۔

استغفار۔ایک تسبیح۔"اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ"۔

وظیفۂ سوم:۔

درود شریف، ایک تسبیح، "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ"۔

## وظائف شام

(تعین وقت بعد عصر یا بعد مغرب یا بعد عشاء فرصت کے لحاظ سے خود متعین کرکے اس کی پابندی کی جائے)

### وظیفۂ اول:۔

پوری سورۂ اخلاص،

یعنی "قل ھو اللہ احد" ایک تسبیح۔

### وظیفۂ دوم:۔

حسبنہ۔ "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیل نِعْمَ الْمُولیٰ و نِعْم النصیر" ایک تسبیح۔



### وظیفۂ سوم:۔

آیت کریمہ ایک تسبیح:

"لا الٰہ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔"

اسی کے ساتھ پابندی کے ساتھ روزانہ بلاناغہ تلاوت قرآن کریم (ایک پارہ، یا نصف پارہ، ورنہ کم از کم پاؤ پارہ) تلاوت کرکے اپنے سلسلہ کے تمام بزرگوں کو ایصال ثواب کیا جائے۔ یہ بھی معنوی ترقی میں غیر معمولی معاون ہوتا ہے۔ اس سے قبل اگر کچھ دیگر اوراد و وظائف پڑھنے کا معمول ہو تو انہیں بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔

اور شجرۂ ہذا میں مذکور "کلمات طیبات" کے نام سے "ذکر اللہ کے دس اسلامی کلمے" جو شیخ العرب والعجم حضرت حکیم الاسلام قدس سرہٗ کے مجوزہ و مرتبہ ہیں ان کو پڑھنا بھی اگر معمولات میں شامل کرلیا جائے تو انشاء اللہ بیحد مفید ثابت ہوگا ایسے ہی شجرہ کا پڑھنا اکابر سلسلہ سے روحانی ارتباط قلبی میں معاون ہوگا۔

محمد سالم قاسمی

(مہتمم دارالعلوم دیوبند وقف)

نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

# شجرۂ طیّبہ منظوم

**کشجرة طیبةٍ اصلها ثابتٌ و فرعها فی السماء**

| | |
|---|---|
| حمد ہے سب تیری ذاتِ کبریا کے واسطے | اور درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے |
| اور سب اصحاب و آل مصطفیٰ کے واسطے | رحم کر مجھ پر الٰہی اولیاء کے واسطے |
| حضرت سالم تقی با خدا کے واسطے | عبد قادر، شاہ طیب ذوالعطا کے واسطے |
| عالم تلمیذ اشرف پارسا کے واسطے | قاسم علم نبوت بے خطا کے واسطے |
| حضرت طیب شہ علم و ہدیٰ کے واسطے | حضرت محمود و اشرف ذوالعلا کے واسطے |
| حاجی امداد اللہ ذوالعطا کے واسطے | حضرت نور محمد پُر ضیا کے واسطے |
| حاجی عبدالرحیم اہل غزا کے واسطے | شیخ عبدالباری شہ بے ریا کے واسطے |
| شاہ عبدالہادی پیر ہدیٰ کے واسطے | شاہ عضدالدین عزیز دوسرا کے واسطے |
| شہ محمد اور محمدی اتقیا کے واسطے | شہ محبّ اللہ شیخ باصفا کے واسطے |
| ابوسعید اسعد اہل ورا کے واسطے | شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے |
| شہ جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے | عبد قدوس شہ قدس و صفا کے واسطے |
| اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے | شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے |
| احمد عبدالحق شہ ملک بقا کے واسطے | شہ جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے |
| شیخ شمس الدین ترک باصفا کے واسطے | شیخ علاؤ الدین صابر با رضا کے واسطے |
| شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے | خواجہ قطب الدین مقتول ولا کے واسطے |
| شہ معین الدین حبیب کبریا کے واسطے | خواجہ عثمان باشرم و حیا کے واسطے |
| شہ شریف زندنی با اتقیا کے واسطے | خواجہ مودود چشتی پارسا کے واسطے |



| | |
|---|---|
| شاہ بویوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے | بو محمد محترم شاہ ولا کے واسطے |
| احمد ابدال چشتی باسخا کے واسطے | شیخ ابواسحٰق شامی خوش ادا کے واسطے |
| خواجہ ممشاد علوی بوالعلاء کے واسطے | بوہبیرہ شاہ بصری پیشوا کے واسطے |
| شیخ حذیفہ مرعش شاہ صفا کے واسطے | شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے |
| شہ فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے | خواجہ عبدالواحد بن زید شا کے واسطے |
| شیخ حسن بصری امام الاولیا کے واسطے | ہادی عالم علی شیر خدا کے واسطے |
| سرور عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے | یا الٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے |
| آخرت میں کر شفاعت کا وسیلہ انکو تو | مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے |
| کر دوئی کو دور اور پُر نور وحدت سے مجھے | تا ہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے |
| کر ذرا اس ہوش سے بیہوش و مستانہ مجھے | باحق اپنے عاشقانہ باوفا کے واسطے |
| دیکھ مت میرا عمل کر لطف پر اپنی نگاہ | یارب اپنے رحم و احسان و عطا کے واسطے |
| چار سو ہے فوج غم کر جلد اب مجھ پر کرم | کر رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے |
| تیرے در کو چھوڑ کر تو ہی بتا جاؤں کہاں | کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے |
| ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے | اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے |
| سجدہ طاعۃ سہارا ساجدوں کے واسطے | ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے |
| نہ فقیری چاہتا ہوں نہ امیری کی طلب | دردِ دل پر چاہئے مجھ کو خدا کے واسطے |
| نعمتیں دنیا کی سب دیں تو نے اے پروردگار | بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے |
| کوئی بھی تحفہ نہیں لائق تیرے دربار کے | جان و دل لایا ہوں بس تجھ پر فدا کے واسطے |
| کر میری امداد ''اللہ'' وقت ہے امداد کا | اپنے لطف و رحمت بے انتہا کے واسطے |

جس نے یہ شجرہ دیا ہو جس نے یہ شجرہ پڑھا
بخش دیجئے سب کو ان اہل صفا کے واسطے

# وظائف زائدہ

# کلماتِ طیبات

## یعنی ذکر اللہ کے دس اسلامی کلمے

**الحمد للہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی امابعد۔**

### ذکر اللہ روح عالم ہے:۔

کائنات عالم کی روح جس سے وہ زندہ اور برقرار ہے ذکر اللہ اور یاد حق ہے اگر یہ روح اس میں سے نکل جائے تو پھر یہ عالم برقرار نہیں رہ سکتا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک زمین میں اللہ اللہ کہا جارہا ہے۔ یعنی ذکر اللہ کی گونج جب تک اس جہان میں قائم ہے جب ہی تک یہ جہان قائم ہے جس دن اس میں یادِ الٰہی باقی نہ رہے گی اسی دن اس عالم کی موت آجائیگی جس کا نام قیامت ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ عالم کی روح ذکر الٰہی ہے جس کے گم ہوتے ہی اس کی زندگی ختم ہوجائے گی۔

### ذکر اللہ ہی تمام اجزائے کائنات کی بھی روح ہے:۔

نہ صرف مجموعہ عالم بلکہ اجزائے عالم کی زندگی بھی یادِ الٰہی ہی سے قائم ہے۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

''کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد نہ کرتی ہو، لیکن تم اس کی تسبیح



کو نہیں سمجھتے'' اور فرمایا کہ:

''ہر چیز نے اپنی نماز اور تسبیح کو جان لیا ہے۔''

حدیث میں ہے کہ ماء جاری اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔ یعنی جب اس کی روانی رُک جاتی ہے تو تسبیح بند ہوجاتی ہے اور وہی اس پانی کی موت کی ساعت ہوتی ہے۔

ارشاد نبوی ہے کہ سرسبز ٹہنی اللہ کی تسبیح کرتی ہے یعنی جونہی وہ اپنی اصل سے جدا ہوتی ہے اس کی تسبیح بند ہوجاتی ہے اور یہی اس کے مرجھانے اور مرنے کی گھڑی ہوتی ہے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''سفید کپڑا اللہ کی تسبیح کرتا ہے''

پس جونہی وہ میلا ہوتا ہے اس کی تسبیح بند ہوجاتی ہے اور یہی اس کی معنویت کی موت کا وقت ہوتا ہے۔ غرض ہر چیز کی زندگی ذکر اللہ سے ہے اور موت غفلت عن اللہ سے ہے۔

### ذکر اللہ ہی انسان کی روحانی زندگی کی روح ہے:۔

کائنات کا اہم جز و انسان ہے انسان کی حقیقی زندگی بھی ذکر الٰہی سے ہی ہے اس کی معنویت کی روح بھی یہی ذکر اللہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''جو شخص اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا ان کی مثالیں زندہ اور مردہ کی سی ہیں۔''

یعنی ذاکر زندہ ہے اور غافل مردہ اس سے واضح ہے کہ انسان کی روحانی اور قلبی زندگی کی روح بھی ذکر اللہ ہے جس سے اس کا دل زندہ ہے کہ اصل زندگی دل ہی کی زندگی ہے۔

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مرجائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

### ذکر اللہ ہی عمل صالح کی بھی روح ہے:۔

پھر اسی طرح انسان کے عمل کی روح بھی ذکر اللہ ہی ہے جس سے وہ عمل قبول اور

پائدار ہوتا ہے اگر انسانی عمل کا ڈھانچہ ذکر اللہ سے خالی ہو اور اس میں یہ روح نہ ہو تو وہ عمل ہی مردہ ہے جس پر نہ آخرت میں کوئی پھل آئے گا نہ دنیا میں اس کی قدر و قیمت ہوگی۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"ذکر اللہ کرنے والے کی مثال ایک سرسبز درخت کی سی ہے۔ درختوں کے مجموعہ میں۔ یعنی جیسے سرسبز درخت ہی پھل و پھول لاسکتا ہے نہ کہ خشک جھاڑ۔ ایسے ہی ذکر اللہ کی تازگی رکھنے والا عمل باثمر ہوسکتا ہے نہ کہ غفلت آمیز اور ریاکارانہ عمل۔

## ذکر اللہ افضل ترین عمل ہے:۔

ظاہر ہے کہ جب ذکر اللہ روح عالم روح کائنات روح قلب و جان اور روح اعمال و افعال ہے تو ذکر اللہ ہی تمام اعمال میں افضل ترین عمل بھی ہوسکتا ہے اسی لئے حدیث نبوی میں ذکر اللہ کو 'خیر الاعمال'' بہترین عمل، پاکیزہ ترین عمل، بلند پایہ عمل، چاندی سونا خرچ کرنے سے بھی زیادہ اونچا عمل، جہاد فی سبیل اللہ سے بھی اعلیٰ ترین عمل فرمایا گیا ہے۔

## ذکر اللہ کے فوائد و برکات:۔

اسی لئے یہ ذکر اللہ کمال قرب الٰہی اور معیت حق کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ حدیث قدسی میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"کہ میں بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب کہ وہ میری یاد کرتا ہے۔ اگر وہ دل میں اور اپنے نفس میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع (یعنی جماعت ملائکہ) میں یاد کرتا ہوں۔"

عالم میں سب سے بڑے ذاکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ کی شان حدیث شریف میں فرمائی گئی ہے کہ آپ کی کوئی گھڑی ذکر اللہ سے خالی نہیں ہوتی تھی



اور مختلف اندازوں سے آپ ہر ہر آن ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے **کان یذکر اللّٰہ علیٰ کُلِّ اَحیَانِہٖ۔**

(آپ اپنے تمام اوقات میں اللہ کو یاد کرتے رہتے تھے)

حدیث شریف میں ذکر اللہ کی مجلسیں جنت کے باغات بتائی گئی ہیں گویا حضور ﷺ دنیا میں رہ کر بھی ہمہ وقت جنت ہی کے باغوں میں سیر فرماتے رہتے تھے۔

## ذکر اللہ کے آثار:۔

ذکر اللہ ہی سے قلب میں رقت اور نرمی پیدا ہوتی ہے اور سخت دلی کافور ہوجاتی ہے ارشاد نبوی ہے:

کہ ذکر اللہ کے بغیر کلام بہت مت کیا کرو۔ کیونکہ کثرت کلام بلا ذکر الٰہی کے قساوت قلب اور سخت دلی ہے اور اللہ تعالیٰ سے بعید تر آدمی وہی ہے جس کا دل سخت ہو۔ نیز پاکیزگی نفس اور صفائی اخلاق بھی ذکر اللہ ہی سے ممکن ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: کہ جو قوم بھی کسی مجلس سے اٹھتی ہے کہ اس میں یاد الٰہی نہ کی گئی ہو تو وہ ایسے اٹھتے ہیں جیسے کسی گدھے کی مردہ لاش پر سے اٹھتے ہوں اور ان پر حسرت و ہلاکت پڑی ہوئی ہو۔

پھر ذکر اللہ ہی سے نفس میں شیطانی اثرات زائل ہوسکتے ہیں ارشاد نبوی ﷺ ہے: کہ آدمی کے قلب کو شیطان چمٹا رہتا ہے جونہی اس نے یاد الٰہی کی اور ذکر اللہ میں مشغول ہوا شیطان کھسک جاتا ہے اور جونہی آدمی ذکر اللہ سے غافل ہوا وسوسے ڈالنا شروع کردیتا ہے۔

پھر عذابِ الٰہی سے بچاؤ کا بھی سب سے بڑھ کر مؤثر ذریعہ یہی ذکر اللہ ہے حدیث نبوی میں ارشاد ہے کہ: "ذکر اللہ بڑھ کر کوئی عمل بھی عذاب الٰہی سے نجات دلانے والا نہیں۔

ساتھ ہی قلب کے زنگ دور کرنے اس پر نور کی پالش کرنیوالی چیز بھی ذکراللہ ہی ہے۔ارشادنبوی ہے کہ:

’’ہر شئے کے لئے ایک صیقل ہے(جس سے اس پر چمک آتی ہے جیسے تانبے کے لئے قلعی اور لوہے ولکڑی کے لئے پالش)اور قلوب کا صیقل ذکراللہ ہے۔اس لئے اگر ایک مردمومن چاہتا ہے کہ اس کے قلب میں نور اور صیقل پیدا ہو، دل میں نرمی اور رحمت پیدا ہو عذاب الٰہی سے نجات پا جائے، شیطانی اثرات سے محفوظ رہے اور اسے قرب الٰہی نصیب ہوتو وہ ذکراللہ کی کثرت کرے اور ہمہ وقت اپنی زبان کو یاد الٰہی سے تر رکھے۔‘‘

## ذکراللہ کی عظمت:۔

حق تعالیٰ نے جوصیغہ خود اپنی بڑائی بیان کرنے کے لئے استعمال فرمایا ہے وہی صیغہ اپنے ذکر کی عظمت وبڑائی کے لئے بھی استعمال فرمایا ہے۔اپنے لئے فرمایا’’اَللّٰہُ اَکْبَرُ‘‘ یعنی اللہ ہر چیز سے بڑا ہے اور ذکراللہ کے لئے فرمایا’’وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ‘‘ (اور اللہ کا ذکر ہر چیز سے بڑا ہے۔)

## ذکراللہ کے واجب ہونے کی دلیل:۔

اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ذکراللہ کرنے کا حکم فرمایا اور بصیغہ امر اسے واجب ٹھہرایا۔ارشاد ربانی ہے:

’’یَااَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْراً‘‘

(ترجمہ) اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو۔

آیت بالا سے مطلقاً ذکراللہ کی ضرورت اور احادیث مذکورہ سے مطلق ذکراللہ کی عمومی فضیلت ومنقبت واضح ہوگئی۔ارشاد ربانی اور عرض کردہ فضائل وذکر کے پیش نظر اشد ضرورت ہے کہ ہم مسلمان ذکراللہ کی قوت وعظمت کو پہچانیں اور اپنی تمام دینی و دنیوی مصائب کا علاج اس میں تلاش کریں۔ چونکہ مطلق ذکر کی ادائیگی بغیر کسی مخصوص صیغہ اور



خاص کلام کے نہیں ہوسکتی اس لئے ہم سہولت عمل کے لئے ذکراللہ کے اقسام اور ان کی خصوصی حقیقت ونوعیت اور ان کے ورد کا طریقہ و وقعت ان چند سطروں میں مختصراً پیش کرتے ہیں تاکہ طالبین ذکر کیلئے ان اذکار کا اپنا دائمی ورد اور معمول بنا لینے میں آسانی ہو۔

## اذکارعشرہ:۔

شریعت اسلام کے عرف میں ذکراللہ کے دس کلمے منتخب اور معروف ہیں جو اپنی جامعیت کے لحاظ سے ہر نوع کے ذکر پر حاوی ہیں اور اسی لئے خصوصی طور پر ان کے ورد کی تاکید اور فضیلت آئی ہے اور جن میں سے ہر ایک کلمہ بجائے خود ایک مستقل ذخیرۂ دین، عمدہ ترین خزانۂ اجر وثواب اور میزان عمل میں ثقیل ترین وزن دار جنس ہے اور اسی لئے ہر دور میں اہل اللہ اور مشائخ نے ان کلمات طیبات کی تلقین بھی فرمائی ہے اور خود بھی انہیں اپنا معمول بنائے رکھا ہے وہ دس کلمے یہ ہیں۔

۱۔ کلمۂ تسبیح

یعنی اللہ کی پاکی بیان کرنے کا کلمہ اور وہ ’’سُبْحَانَ اللّٰہِ‘‘ ہے۔

۲۔ کلمۂ تحمید

یعنی اللہ کی ثناوصفت بیان کرنے کا کلمہ اور وہ ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ‘‘ ہے۔

۳۔ کلمۂ توحید

یعنی اللہ کی ذات وصفات کی یکتائی بیان کرنے کا کلمہ اور وہ ’’لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ‘‘ ہے۔

۴۔ کلمۂ توبہ

یعنی اللہ سے گناہوں کی معافی مانگنے کا کلمہ اور وہ ’’اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ‘‘ ہے۔جس کا جامع صیغہ حدیث شریف میں یہ فرمایا گیا ہے:

’’اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ‘‘

۵۔ کلمۂ تعوذ

یعنی آفات ومصائب کے وقت اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کا کلمہ اور وہ ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ'' ہے جس کا جامع صیغہ حدیث شریف میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے ''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ''۔

۶۔ کلمۂ بسملہ

یعنی اللہ کے نام سے اوقات اور افعال کو شروع کرنے کا کلمہ اور وہ بسم اللہ ہے جس کا جامع صیغہ حدیث شریف میں یہ فرمایا گیا ہے:

''بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم''ط۔

۷۔ کلمۂ حوقلہ

یعنی اللہ تعالیٰ ہی کو تمام قوتوں کا سرچشمہ ماننے کا کلمہ اور وہ لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے۔

۸۔ کلمۂ حسبنہ

یعنی اللہ تعالیٰ ہی کو اپنے اور اپنے ہر کام کے لئے کافی ووافی سمجھنے کا کلمہ اور وہ ''حَسْبُنَا اللّٰہُ'' ہے جس کے لئے قرآن کریم نے یہ دو جامع صیغے ارشاد فرمائے ہیں (۱)''حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلِ'' (۲)''وَحَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وھُوَ رَبُّ الْعَرشِ الْعَظِیْم''۔

۹۔ کلمۂ تصلیہ

یعنی اللہ تعالیٰ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ کے لئے رحمت مانگنے کا کلمہ اور وہ درود شریف ہے جس کا جامع اور مختصر صیغہ یہ ہے ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَکَ''۔

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ۔

۱۰۔ حق تعالیٰ کے فضل وکرم کا سب سے بڑا ذریعہ اسکا رحم ہے یہ کلمہ بطور خاص طلب



رحم ہے اپنی خصوصیت کے اعتبار سے غیر معمولی اہم ہے ''رب اغفر و ارحم انک انت اعز والاکرم''۔

## کلمات عشرہ کا قرآن سے ثبوت اور وجوب:۔

ان دسوں کلموں کا ماٰخذ قرآن حکیم ہے جس میں ان کے ورد رکھنے اور پڑھتے رہنے کا امر فرمایا گیا ہے۔

۱۔ ذکر تسبیح کے بارے میں ارشاد ہے ''وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلاً ط'' اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی آپ اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح کیجئے ''فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْم'' سو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کیجئے۔

۲۔ ذکر تحمید کے بارے میں حکم دیا گیا ''قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی'' آپ کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا ''وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ سَیُرِیْکُمْ اٰیَاتِہٖ فَتَصْرِفُوْنَہ'' اور آپ کہہ دیجئے کہ سب خوبیاں خالص اللہ ہی کے لئے ثابت ہیں عنقریب اپنی نشانیاں دکھلا دے گا اور تم ان کو پہچان لوگے۔

۳۔ ذکر توحید کے بارے میں ارشاد ہے ''فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' جان رکھ کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ۔

۴۔ ذکر تکبیر کے بارے میں ارشاد ہے ''وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْراً'' اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیا کیجئے دوسری جگہ ارشاد ہے ''وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ'' اور اپنے رب کی بڑائی کر۔

ذکر توبہ واستغفار کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

''یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَصُوْحاً''

اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو۔

ایک جگہ ارشاد ہے:
’’وَتُوبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ‘‘
اورمسلمانوں تم سب اللہ کے سامنے توبہ کروتا کہ فلاح پاؤ۔
ایک جگہ ارشاد ہے:
’’وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ‘‘
(اورمغفرت چاہو اے پیغمبر اپنی خطا کیلئے اور مؤمنین کے لئے۔

۵۔ ذکر تعوذ واستعاذہ کے بارے میں حکم ربانی ہے:
’’قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الخ‘‘ آپ کہئے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں ’’قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ الخ‘‘ آپ کہئے کہ میں لوگوں کے مالک کی پناہ لیتا ہوں۔

۶۔ ذکر بسملہ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:
اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ
اے پیغمبر آپ قرآن اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے جس نے پیدا کیا۔

۷۔ ذکر حوقلہ کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا:
’’وَلَوْلَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ‘‘
حدیث میں اس پر کلمہ لَاحَوْلَ کا مزید اضافہ ہے اس لئے مجموعی کلمہ لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہوجاتا ہے۔

۸۔ ذکر حسبنہ کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:
’’فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ‘‘۔
پھر اگر وہ روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے اسکے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں ہے اسی پر بھروسہ کرلیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے۔اورفرمایا قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ اور کہا انہوں نے کہ



ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سونپ دینے کیلئے اچھا ہے۔

۹۔ ذکر تصلیہ کے بارے میں ارشاد حق ہے:
’’یٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا‘‘
اے ایمان والو تم نبی پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو۔

بہر حال ان دس کلمات طیبات کیلئے قرآن نے مستقل باب قائم کردیئے ہیں اور ان کی نہ صرف ترغیب ہی دی بلکہ حکم اور امر کیا ہے کہ انسان انھیں اپنا ورد و وظیفہ بنائے۔ پھر حدیث نبوی نے ان مخصوص اذکار کی تفصیلات پر روشنی ڈالی کہ ان کے فوائد اور ثمرات کیا ہیں، ان کے ورد کی مقدار کیا ہے اور ان کے پڑھنے کے اوقات کیا ہونے چاہئیں۔

# کلمات عشرہ کے فضائل

## کلمۂ تسبیح:۔

یعنی کلمۂ تسبیح کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سو مرتبہ سبحان اللّٰہ پڑھتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس سے ایک ہزار برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔اس ذکر کا حاصل ہر عیب ونقص سے خدا کی پاکی بیان کرنا اور اس کے ہر کمال کو عیب سے پاک بتلانا ہے کہ اس کی حیات مثلاً موت کی آمیزش سے پاک ہے، اس کا علم جہل کی آمیزش سے بَری ہے، اس کی قدرت عجز کی آمیزش سے پاک ہے وغیرہ۔قرآن کریم نے اپنی سات سورتوں کو کلمہ تسبیح سے شروع فرما کر تسبیح الٰہی کی طرف توجہ دلائی ہے جیسے ’’سَبَّحَ لِلّٰهِ‘‘ اور ’’يُسَبِّحُ لِلّٰهِ‘‘ وغیرہ۔

نیز کائنات کی ہر ہر شئے کے لئے تسبیح کا وظیفہ ثابت کیا ہے۔
’’وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ‘‘ کوئی

چیز ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح وتحمید نہ کرتی ہو مگر تم اس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے، تو انسان تو زیادہ مستحق ہے کہ دن ورات اس کی تسبیح کرے۔

## کلمہ تحمید:۔

یعنی ذکر "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کا حاصل۔ ہر کمال وخوبی کو اللہ کے لئے ثابت کرنا ہے۔ کیونکہ تعریف وثنا کسی خوبی اور کمال ہی پر ہوتی ہے جب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے معنی یہ ہیں کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ سارے کمالات اور خوبیاں بھی اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ عالم میں جہاں بھی کوئی حسی یا معنوی خوبی ہے وہ اسی کی ذات بابرکات کی خوبی کی کوئی جھلک ہے اس لئے جس کی بھی کوئی تعریف اور مدح کی جائے گی وہ درحقیقت اسی مخزن خوبی کی حمد وثنا ہوگی پس "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کے معنی یہ ہوئے کہ تمام تعریفیں (خواہ کسی کیلئے کی جائیں بلاواسطہ ہوں یا بالواسطہ) صرف اسی کے لئے ہیں اور اسی کے لئے سزاوار ہیں۔

چونکہ تسبیح کے ذریعہ ہر عیب سے خدا کی پاکی بیان کی جاتی ہے اور تحمید کے ذریعہ ہر کمال خدا کیلئے ثابت کیا جاتا ہے اور یہ دونوں باتیں آپس میں لازم وملزوم ہیں کہ جو عیب سے پاک ہوگا وہ اپنی ذات سے تمام خوبیوں کا مالک ہوگا۔ اور جو ذاتی طور سے خوبیوں کا مالک ہوگا وہی ہر عیب سے پاک بھی ہوگا اس لئے دعاؤں میں یہ دونوں کلمے "سُبْحَانَ اللّٰهِ" اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" عموماً ملے جلے آتے ہیں جیسے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ" اور "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ" اور "فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ" اور "فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الاَرْضِ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ" سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو شام وصبح اور تمام آسمان اور زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے اور بعد زوال اور ظہر کے وقت کہیں یہ تسبیح تہلیل کے ساتھ بھی جمع کر کے لائی گئی ہے جیسے ارشاد ہے۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ"۔
آپ کے سوا کوئی معبود نہیں میں ہوں ظالموں میں سے۔



اسی کو عرفِ شریعت میں آیۃ کریمہ کہتے ہیں جس میں تسبیح وتہلیل دونوں جمع ہیں اور یہ ایک مستقل کلمۂ ذکر ہے جسے کلمۂ کریمہ کہنا چاہئے۔ اس کے بارے میں صحیح بخاری میں حدیث آئی ہے کہ یہ دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں مگر میزان اعمال میں بھاری ہیں اور اللہ کے یہاں محبوب تر ہیں اس لئے اگر ہم اسے کلمۂ طیب کہیں تو بجا ہے۔

حمد الٰہی کے بارے میں حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ روز قیامت جو لوگ سب سے پہلے جنت کی طرف بلائے جائیں گے وہ وہ لوگ ہوں گے جو عیش ومصیبت (دونوں حالتوں میں) اللہ کی حمد کیا کرتے تھے۔

## کلمۂ توحید:۔

یعنی "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے ذکر کا حاصل خدا کی یکتائی ذات وصفات میں اور تن تنہا بلا شرکت عقیدے صرف اسی کا اللہ ومعبود ہونا ثابت کرتا ہے یعنی کوئی بھی اس کے سوا ایسا نہیں جسے حاکم مطلق اور معبود مطلق مانا جائے اور اس کے سامنے بلا پس وپیش ہمہ تن ذلت بن کر سر تسلیم خم کر دیا جائے کیونکہ اللہ کے معنی اس ذات بابرکات کے ہیں جو ذاتی طور پر بلا عطائے غیر تمام کمالات کا سر چشمہ ہے اس کا کمال کسی کا دیا ہوا اور بخشا ہوا نہیں کہ اس کے چھن جانے اور زوال کا سوال پیدا ہو، بلکہ خود اس کا اپنا خانہ زاد ہے اس لئے وہ ازل سے ہے ابد تک رہے گا۔ نہ اول میں کمال اس سے جدا تھا، نہ آخر میں جدا ہو سکتا ہے۔ پس ذات وصفات وغیرہ میں موت وفنا یا زوال کا مزہ تو وہ چکھے جس کی نہ ذات اپنی ہو نہ زندگی اپنی بلکہ دوسرے کی دی ہوئی ہو کہ وہ جیسے دی جاسکتی تھی ویسے ہی لی بھی جاسکتی ہے سب وہاں وجود اپنا، زندگی اپنی، وجودی کمالات اپنے تو پھر دینے لینے والا کون؟ کہ اندیشۂ فنا وزوال ہو۔ پس وجود بھی اس کا ازلی وابدی حیات بھی ازلی و ابدی علم بھی ازلی وابدی اور تمام کمالات ازلی وابدی اور جب یہ صورت حال اس کے سوا اور کسی کی نہیں، سب کے پاس جو کچھ ہے عارضی اور مستعار ہے جو اسی کا دیا ہوا ہے اور رات دن آتا اور جاتا رہتا ہے تو پھر تن تنہا وہی اپنی ذات اور صفات وکمالات میں یکتا بے مثل بے نظیر اور لاشریک

له ہوگا کوئی دوسرا اس جیسا نہیں ہوسکتا اور اسی لئے انتہائی ذلت جس کے معنی عبادت کے ہیں تن تنہا اسی کے سامنے اختیار کی جاسکتی ہے۔ پس ہاتھ و پیر اپنی قوتوں سمیت دماغ اپنے حواس سمیت اور قلب اپنے علوم واخلاق سمیت اسی کے سامنے ہمہ وقت سربسجود اور عبادت گذار ہوگا یہ ہی حاصل ہے ذکر "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ" کا کہ کوئی بھی اللہ کے سوا معبود نہیں ہے کہ اسے یکتا اور لاشریک مانا جائے اور صرف اس کے آگے سرِ نیاز خم کیا جائے۔

اس ذکر سے انسانی نفس میں غنا واستغنا پیدا ہوتا ہے اور انسانیت ہر ایک اپنی جیسی مخلوق سے بے پروا اور اس کی قید وبند سے آزاد ہوجاتی ہے بلکہ پھر دنیا اس کی محتاج ہوجاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا مجھے کوئی ایسی چیز سکھلا دیجئے کہ میں اسکے ذریعہ آپ کو یاد کیا کروں اور دعا مانگا کروں فرمایا کہ موسیٰ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه پڑھا کرو۔ عرض کیا کہ الٰہی یہ کلمہ تو آپ کے سارے ہی بندے کہتے ہیں میں تو کوئی مخصوص ذکر چاہتا ہوں جسے آپ میرے ہی لئے خاص کردیں۔ فرمایا کہ اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ان کی آبادیاں اور اس کے ساتھ ساتوں زمینیں اگر ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" ایک پلڑے میں تو "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہی کا پلڑا بھاری رہے گا۔

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ اخلاص سے "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ عرش تک پہونچتا ہے یعنی اس کے اجر وثواب سے یہ ساری فضا عرش سے فرش تک لبریز ہوجاتی ہے۔

## کلمۂ تکبیر:۔

اس ذکر کا حاصل ہر چیز پر اللہ کی بڑائی ثابت کرنا ہے یعنی جس طرح وہ بلحاظِ حقیقت اپنی ذات پاک سے بڑا ہے اسی طرح وہ بلحاظِ نسبت ہر بڑی سے بڑی چیز سے بھی بڑا ہے اور ہر چیز جو اس کے سوا ہے اس سے چھوٹی اور اس کی نسبت سے حقیر وذلیل ہے۔ اس ذکر کے ورد سے انسان میں عظمت وبڑائی پیدا ہوتی ہے اور ہر چیز اسے اپنے سے بڑا ماننے لگتی ہے۔



حدیث شریف میں ہے کہ "اللہ اکبر" کا ثواب زمین وآسمان کے درمیانی فضاء کو بھر دیتا ہے۔ یہ چاروں کلمے "سُبْحَانَ اللّٰـهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" اپنی نوعیت کے لحاظ سے اللہ کی حمد وثنا پر مشتمل ہیں اور اللہ کی عظمت وجلال کا مخصوص نقشہ پیش کرتے ہیں اس لئے احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے مجموعہ کی مخصوص شان و منقبت فرمائی گئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جنت چٹیل میدان ہے اسکے درخت اور باغات یہی کلمات ہیں" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے "سُبْحَانَ اللّٰه" صبح کو سو مرتبہ اور شام کو سو مرتبہ کہا تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے سو حج کئے اور جس نے الحمدللہ صبح کو سو مرتبہ اور شام کو سو مرتبہ کہا تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے سو غازیوں کو سو گھوڑوں پر جہاد فی سبیل اللہ کیلئے سوار کردیا اور جس نے "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ" صبح کو سو مرتبہ اور شام کو سو مرتبہ کہا تو ایسا ہے جیسا کسی نے سو غلام (جو بنی اسمٰعیل سے ہوں) آزاد کردیئے اور جس نے "اَللّٰـهُ اَكْبَرُ" صبح کو سو مرتبہ اور شام کو سو مرتبہ کہا تو اس دن میں کوئی بھی اس سے زیادہ اجر و ثواب لے نہیں آئیگا سوائے اس کے جو یہی کلمہ پڑھے یا اس سے زیادہ کچھ پڑھ لے۔

نیز حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سوکھے ہوئے درخت پر سے گذرے اور آپ نے اس پر لاٹھی ماری جس سے اس درخت کے خشک پتے جھڑ کر بکھر گئے تو فرمایا کہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ" بھی اسی طرح بندے کے گناہوں کو جھاڑ دیتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ گئے۔

## کلمۂ استغفار وتوبہ:۔

اس کلمہ کا حاصل گناہوں اور صعوبتوں کا میل کچیل زائل کرکے نفس کو پاک و صاف کرنا اور اللہ سے بخشش مانگ کر شرمساری کے ساتھ اس کی جناب میں اعتراف قصور کرنا ہے اس ذکر کی خاصیت یہ ہے کہ نفس کی گھٹن اور کدورت زائل ہوتی ہے نفس سے سرکشی اور بغاوت کا جذبہ ختم ہوجاتا ہے اور اس میں اللہ سے حیا پیدا ہوجاتی ہے جس سے

آدمی بآسانی نیک اعمال کی راہ لگ لیتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ یعنی توبہ سے پاک وصاف ہوجاتا ہے۔ استغفار کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے دل پر ایک گھٹن لائی جاتی ہے اور میں دن بھر میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ حق تعالیٰ شب میں اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں عطاء وبخشش کے لئے تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کرلے اور دن میں ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ رات کا گناہ کرنے والا توبہ کرلے۔ اور یہ عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے (یعنی قیامت قائم ہوجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہوجائے۔)

حدیث میں ارشاد ہے کہ زندوں کا ہدیہ مردوں کے لئے استغفار ہے کہ وہ اپنے ساتھ ان کے لئے بھی اللہ سے بخشش مانگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی نیک بندے کا درجہ ومقام بلند کریں گے تو وہ عرض کرے گا کہ الٰہی یہ رتبہ مجھے کیسے مل گیا؟ باری تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیرے بیٹے کی استغفار کی بدولت جو اس نے تیرے لئے کیا یعنی ہم سے تیرے لئے مغفرت مانگی۔ اور نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہو جن کے نامۂ اعمال میں استغفار کثرت سے ہوگا۔

## کلمۂ تعوذ واستعاذہ:۔

اس کلمہ کا حاصل آفات دنیا وعقبیٰ سے بچاؤ اور تحفظ اللہ سے مانگنا ہے کیوں کہ جو آفات ہمارے قبضۂ قدرت سے باہر ہوں ان سے بچنے کیلئے اس کے سوا چارۂ کار کچھ نہیں کہ اس ذات کے دامن میں پناہ لی جائے جس کے قبضہ میں ہم بھی ہوں اور آفتیں بھی ہوں۔ اسی لئے دنیا میں جس قدر بھی فتنے اور آفتیں ہوسکتی ہیں ان سب سے پناہ مانگنے کے صیغے احادیث میں اختیار فرمائے گئے ہیں جیسے جُبن، کسل، شر اعداء، غم والم بیماریاں، قرض، گناہ، تکبر، بخل، فقر وفاقہ، عذاب نار، عذاب قبر، فتنۂ دجّال، فتنۂ اولاد، فتنۂ نساء، علم غیر نافع،



سخت دلی، غضب الٰہی، ظلم، بداخلاقی، بُری موت، ناگہانی مصیبت، شر نفس، شر شیطان، قہر رجال، غلبۂ دشمن، شماتت اعداء وغیرہ سے پناہ مانگی گئی ہے لیکن اس پر تعوذ کا جو کلمہ حاوی اور شامل ہے وہ یہ ہے۔ ''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ'' (میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اللہ نے پیدا فرمائی ہے) حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دن میں تین مرتبہ تعوذ کا یہ کلمہ پڑھے گا تو وہ اس دن کی تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ اور ایسے ہی رات کو تین مرتبہ پڑھنے سے رات کی آفات سے بچا رہے گا۔

## کلمۂ بسملہ:۔

اس ذکر کا حاصل یہ ہے کہ کوئی کام اور کوئی وقت اللہ کا نام لئے بغیر شروع نہ کیا جائے تاکہ بندہ کا ہر کام اور ہر ساعت بابرکت اور حقیقی معنی میں آخرت تک کارآمد ہوجائے۔ کھانا پکاؤ تو ''بسم اللّٰہ'' سے ابتداء کرو، کپڑا پہنو تو ''بسم اللّٰہ'' کہہ کر پہنو، گھر سے نکلو تو ''بسم اللّٰہ'' کہہ کر، گھر کا دروازہ بند کرو، کھولو تو ''بسم اللّٰہ'' کہہ کر کھولو۔

غرض کہ ہر کام کا آغاز نامِ حق جل مجدہ سے کرو تاکہ وہ بابرکت ہوجائے حتیٰ کہ آغازِ نبوت بھی جو خود بذاتہ معدن برکت تھا بسم اللّٰہ ہی کی وحی سے شروع کیا گیا اور اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ سب سے پہلے وحی ہوئی۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ ''کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَءْ بِبِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ'' (جو کام بھی بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ خالی از برکت ہے پائیدار نہیں) اس بسملہ کے ذکر میں جامع ترین ذکر یہ کلمہ ہے ''بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ'' شروع اس اللہ کے نام سے کہ جس کے نام کے ہوتے ہوئے کوئی چیز زمین کی ہو یا آسمان کی نقصان نہیں پہونچا سکتی اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔ ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے یہ کلمہ ''بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ الخ'' صبح

وشام میں تین تین مرتبہ پڑھ لیا تو اسے کوئی چیز نقصان نہ پہونچا سکے گی۔

## کلمۂ حوقلہ:۔

اس ذکر کا حاصل یہ ہے کہ عالم کی ہر چیز سے قوت وطاقت کی نفی کر کے یعنی ہر چیز کو عاجز وبے بس جان کر صرف اللہ کو طاقت وقوت والا سمجھا جائے کہ تمام قوتوں کا سرچشمہ وہ ہی ہے کوئی مخلوق بھی اپنی ذاتی قوت سے کسی چیز پر حاوی اور غالب نہیں ہے۔اس ذکر کے ورد سے آدمی پر اپنی بے چارگی اور بے بسی منکشف ہوتی ہے اس کا غرور ختم ہوجاتا ہے اور وہ صرف اللہ کی طاقت پر بھروسہ کر کے کام کرنے کا عادی ہوجاتا ہے جس سے غیبی مدد اس کے شامل حال ہوجاتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ کثرت سے **لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ** پڑھا کرو کہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور فرمایا گیا کہ یہ کلمہ ننانوے امراض کا علاج ہے جس میں ہلکے درجہ کا مرض غم والم ہے۔ظاہر ہے کہ جب ہلکے درجہ کا مرض جو اس سے زائل ہوتا ہے غم والم ہے جسے ہم سب سے بڑا اور گہرا مرض جانتے ہیں اور سارے امراض کو اس سے ہلکا سمجھتے ہیں تو خیال کرلیا جائے کہ یہ **لاحول** اور کتنے بڑے بڑے لاعلاج امراض کو زائل کردیتا ہوگا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ یہ کلمہ پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ "**اَسْلَمَ عَبْدِیْ وَ اسْتَسْلَمَ**" (میرا بندہ مطیع وفرمانبردار بن گیا اور اس نے راہ تسلیم ورضا اختیار کرلی)

## کلمہ حسبنہ:۔

اس ذکر کا حاصل اپنے حق کو حق تعالیٰ پر ڈال دینا اور اس پر کلی توکل واعتماد اس طرح کرنا جیسے ایک شیرخوار بچہ اپنی ماں پر کامل بھروسہ کر کے اپنا کل نفع وضرر ماں ہی سے متعلق سمجھتا ہے حتی کہ اگر وہ مارتی بھی ہے تب بھی اسی کی گود کی طرف دوڑتا ہے کہ میرے لئے اس آغوش



کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔اس ذکر سے قلب کی قوت بڑھتی ہے غیر اللہ کا خوف وخطر دل سے نکل جاتا ہے مصیبتیں نعمتوں سے بدل جاتی ہیں اور آدمی بدحالی سے نکل کر خوش حالی کی طرف لوٹ جاتا ہے۔چنانچہ حضرات صحابہؓ نے جب کہ غزوۂ حمراء الاسد میں انہیں دشمنوں کے ساز وسامان سے ڈرایا گیا اور انھوں نے یہ کلمہ دل سے کہا تو منجانب اللہ ان پر یہ انعام کیا گیا کہ "**فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْھُمْ سُوْءٌ**" (تو وہ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے لوٹے اور ان کو کوئی ناگواری ذرا بھی پیش نہیں آئی) جس سے واضح ہوا کہ **حَسْبُنَا** اور توکل کا ثمرہ انقلاب ہے شر سے خیر کی طرف اور مصیبت سے نعمت کی طرف۔

## کلمۂ تصلیہ:۔

اس ذکر کا حاصل جس کا نام درود شریف ہے تمام جہانوں کے مربی اعظم اور محسن اکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق پہنچانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ غلامانہ تعلق کو ترقی دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی نسبت پیدا کرنا ہے تاکہ اس نسبت کے سبب سے ایک طرف تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم گنہگار امتیوں کی طرف توجہ خصوصی ہوجائے اور ایک طرف حق تعالیٰ کی عنایت خاص ہم پر منعطف ہوجائے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود پڑھتے ہیں اور اس کی دس خطائیں نظرانداز کی جاتی ہیں اور اسکے دس درجے بلند کئے جاتے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس ایک دفعہ درود بھیجنے والے پر ستر دفعہ درود پڑھتے ہیں۔بعض احادیث میں ہے کہ جس دعا کے اول میں درود شریف پڑھ لیا جائے تو وہ دعا قبول ہوجاتی ہے۔یہ تو اللہ کی توجہ ہے کہ جب کوئی شخص مجھ پر درود وسلام پڑھتا ہے تو میری روح مجھ پر لوٹائی جاتی ہے تا آنکہ میں جواب سلام دیتا ہوں یعنی میں بھی اپنے اس امّتی پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہوں۔ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر توجہ خاص اور کیا ہوسکتی ہے؟

غرض درود شریف سے نسبت عبودیت بھی مضبوط ہوتی ہے اور نسبت سنیہ بھی

مستحکم ہوتی ہے۔

## کلمات عشرہ کے ذکر کے اوقات:۔

ان اذکار کو معمول بنانے کیلئے انھیں دو وقت پر منقسم کرلینا چاہئے صبح اور شام۔ صبح کو بعد نماز فجر اور شام کو بعد نماز مغرب یا بعد نماز عشاء جس میں جو شخص اپنی سہولت اور نبھاؤ محسوس کرے ان میں سے بعض اذکار صبح شام دونوں وقت کئے جائیں گے اور بعض صرف صبح کو اور بعض صرف شام کو تفصیل یہ ہے۔

## دونوں وقت ادا کرنے کے اذکار:۔

۱۔ اولاً صبح اور شام کلمۂ بسملہ

''بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ''ط۔

تین تین بار پڑھا جائے، حدیث شریف میں اس کی یہی مقدار آئی ہے۔

۲۔ اس کے بعد صبح اور شام کلمۂ استعاذہ ''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ'' تین تین بار پڑھا جائے کہ اس کی بھی یہی مقدار حدیث میں ارشاد فرمائی گئی ہے۔

۳۔ اس کے بعد کلمۂ تمجید ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و اللّٰهُ اَکْبَرُ'' وقتاً فوقتاً ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' صبح اور شام ایک ایک سو مرتبہ پڑھا جائے اس کی یہی مقدار از روئے حدیث نبوی ثابت ہے۔

۴۔ اس کے بعد کلمۂ استغفار ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ'' صبح و شام ایک ایک سو مرتبہ پڑھا جائے اس کی بھی یہی مقدار حدیث صرف میں وارد ہوئی ہے۔



۵۔ اس کے بعد کلمۂ درود شریف ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَکَ''۔ صبح شام ایک ایک سو مرتبہ پڑھا جائے گو اس کی کوئی مقدار خاص احادیث سے ثابت نہیں مگر اس کی کثرت کی فضیلت بہت سی احادیث سے ثابت ہے اس لئے مشائخ نے اس کی مقدار بھی صبح و شام سو سو مرتبہ رکھی ہے۔

## صرف صبح کے اذکار:۔

۶۔ ان پانچوں کلموں کے ذکر کے ساتھ کلمۂ تسبیح ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ'' صرف صبح کو ۴۱؍مرتبہ پڑھا جائے۔

۷۔ اس کے بعد کلمۂ حوقلہ ''لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' ۴۱؍بار پڑھا جائے۔

## صرف شام کے اذکار:۔

۸۔ پھر انہی اوپر والے پانچ کلموں کے ساتھ شام کو کلمۂ حسبنہ ''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ'' ۴۱؍مرتبہ (صرف شام) کو پڑھا جائے۔

۹۔ پھر کلمۂ تکریم (آیت کریمہ) ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ'' صرف شام کو ۴۱؍مرتبہ پڑھا جائے۔

جو حضرات قلت وقت یا کثرت مشاغل یا ضعف کے سبب اختصار چاہیں وہ صبح شام اوپر والے پانچ کلمات پر قناعت کریں انہیں ترک نہ کریں البتہ یہ اختیار ہے کہ ابتداء میں صرف پانچ کلمات صرف صبح شام پڑھیں اور طبیعت کے خوگر اور متحمل ہوجانے کے بعد رفتہ رفتہ آخر کے چار اذکار بھی ملا لیں۔

اور اگر کوئی شخص اپنے غیر معمولی مشاغل کی وجہ سے ابتداءً ان پانچ اذکار کی مقدار

بھی پوری نہ کر سکے تو اس کے لئے اول کے دو کلموں کی تعداد تین تین رکھ کر بقیہ کلمات ذکر کو دس دس مرتبہ پڑھ لیا کرے تو حکم میں سو سو ہی کے ہو جائیں گے، کیونکہ شریعت اسلام نے ہر نیکی کا ثواب دس گنا رکھ کر ایک نیکی کو دس نیکی شمار کیا ہے تو اس طرح فضل خداوندی سے یہ دس قائم مقام سو کے ہو جائیں گے اور گویا وہ شخص ہر کلمہ کو سو سو مرتبہ ہی پڑھنے والا شمار کیا جائے گا۔ پس یہ مختصر معمول ہر فارغ اور مشغول آدمی بآسانی نبھا سکتا ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ جسے راہ سلوک طے کرنی ہو تو وہ انہی مقداروں کو پورا کرے جو اوپر کے نمبروں میں لکھی گئی ہے۔ مگر ساتھ ہی جو یہ مختصر راستہ اختیار کرے اور دس دس ہی کے عدد پر اکتفا کرے اس کے لئے بھی مناسب یہ ہے کہ ہفتہ میں کم از کم ایک دن مثلاً شب جمعہ یا روز جمعہ مقرر کر کے اسمیں یہ اذکار اسی اصلی عدد کے ساتھ پڑھ لیا کرے اس سے امید بڑھ جائے گی کہ وہ روزانہ اسی عدد کا عادی ہو جائے اور بعد چندا سے نبھانے کی توفیق ہو جائے۔

## اذکار عامہ:۔

ذکر تلاوت قرآن کریم۔ ہاں پھر ان تمام اذکار پر جو چیز مستولی اور چھائی ہوئی ہے اور ان سارے اذکار کا سرمنشاء اور سرچشمہ وہ تلاوت قرآن شریف ہے جو افضل الاذکار ہے اور بنصِّ حدیث حق تعالیٰ سے بات چیت کرنا ہے اور انتہائی قرب کا ذریعہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو مؤمن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ خوشبو بھی پاکیزہ ہے اور مزہ بھی عمدہ ہے اور جو مؤمن قرآن نہیں پڑھتا ہے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ مزہ تو عمدہ ہے مگر خوشبو نہیں ہے جو پھیلے اور دوسروں کو منتفع کرے۔ اسکے علاوہ اگر آدمی فتنوں سے بچنا چاہتا ہے تو اس کا واحد علاج تلاوت قرآن ہے۔ سمجھ کر پڑھے گا تو بصیرت کے ساتھ فتنوں سے محفوظ رہے گا اور بے سمجھے بھی اگر تلاوت کرے گا تو کم از کم اس تاثیر اور برکت سے عملاً فتنوں سے بچا رہے گا، خواہ اسے اس تحفظ و برکت کی خبر بھی نہ ہو۔

نیز حدیث میں ہے کہ قرآن شریف کی ہر آیت جنت کا ایک درجہ ہے محشر میں حافظ



سے کہا جائے گا کہ تلاوت کرتا جا اور درجات میں ترقی کرتا جا۔ حدیث میں ہے کہ نماز میں قرأت قرآن افضل ہے نماز سے باہر کی قرأت سے اور نماز سے باہر کی قرأت افضل ہے، تسبیح و تکبیر کے ذکر سے الخ اس لئے اگر تلاوت قرآن کریم نماز میں کی جائے تو بہتر ہے جب کہ آدمی حافظ قرآن ہو مثلاً تہجد کی آٹھ رکعتوں میں یا بعد مغرب اوّابین کی چھ رکعتوں میں۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ قلوب پر اسی طرح زنگ آتا ہے جیسے لوہے پر جب کہ لوہے کو پانی لگ جائے اور زنگ زدہ دلوں کی جلاء ذکر موت کی کثرت اور تلاوت قرآن ہے۔ بہر حال مذکورہ اذکار عشرہ کے ساتھ یہ افضل الاذکار یعنی تلاوت کلام ربانی بھی لازم کر لی جائے جو کم از کم ایک پارہ یومیہ ہونی چاہئے ورنہ جس قدر بھی روزانہ نبھ سکے اتنی ہی تلاوت کر لی جائے۔ قرآن پاک نے اس ذکر تلاوت کا بھی امر فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے ”وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا“ اور قرآن کو صاف صاف پڑھو اور ارشاد ہے فَاقْرَءُوْا مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (جتنا آسان ہو قرآن پڑھو)۔

## ذکر دعا و سوال:۔

اس کے علاوہ ایک اہم ذکر دعا و سوال بھی ہے جس کا قرآن نے بڑے اہتمام کے ساتھ امر فرمایا ہے ارشاد ہے وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اور تمہارے پروردگار نے فرمادیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ اس لئے دعاء کثرت سے کی جائے اور اس کی عمدہ صورت یہ ہے کہ مناجات مقبول پاس رکھی جائے اور روزانہ اس کا ایک حزب پڑھ لیا جائے جس میں حدیث شریف کی دعائیں جمع کر کے سات دنوں پر تقسیم کردی گئی ہیں اس لئے روزانہ صبح کے معمولات سے فارغ ہو کر یہ حزب پڑھا جائے۔

## ذکر اسماء حسنٰی:۔

پھر اس دعا و پکار میں اعلیٰ ترین دعا و پکار وہ ہے جو اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ سے ہو جس کے بارے میں امر الٰہی ہے ”وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا“ (اور اللہ کے

پاک نام ہیں ان کے ذریعہ اللہ کو پکارو) پس اللہ کو اس کے اسماء حسنیٰ کے ساتھ اس سے دعائیں مانگنا بھی ذکر مطلوب ہو جس کے لئے عمدہ صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام جو حدیثوں میں آئے ہیں یاد کر لیے جائیں اور بچوں کو یاد کرا دیئے جائیں اور روزانہ نہیں تو کم از کم ہفتہ میں ایک بار پڑھ لیا جائے۔ چونکہ ذکر اسماء حسنیٰ اور ذکر دعا و سوال اور ذکر تلاوت متعین اور مخصوص کلمہ نہ تھا اس لئے ہم نے ان تین اذکار کا تذکرہ اذکارِ عشرہ میں نہیں کیا لیکن عملاً ان کو لازم کر لینا چاہئے۔

## شجرۂ مشائخ:۔

جس طرح فیضان الٰہی ہم تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور توسل سے پہونچا ہے اور اسی لئے آپ تمام عالم بشریت کے محسن اعظم و مربی اکبر ہیں اور اسی احسانِ عظیم کو پہچاننے اور ماننے کے لئے درود شریف رکھا گیا ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے علاوہ بارگاہ خداوندی میں توسل اور قرب وقبول بھی مقصود ہے چنانچہ اسی بنا پر دعا کے اول و آخر درود شریف پڑھنے کا حکم اور اس سے دعا کی مقبولیت کا وعدہ احادیث میں کیا گیا ہے۔ ٹھیک اسی طرح فیضانِ نبوت ہم تک نائبانِ نبوت اور وارثان رسالت کے واسطہ اور وسیلہ سے پہونچا ہے بالخصوص فیضان اخلاق و کمالات باطن کے پہونچنے کا واسطہ اور وسیلہ مشائخ طریقت کے سوا دوسرا نہیں جو ان کمالات میں خلفائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور نبوت کے بعد آپ کے سچے وارث ہیں، بنابریں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہی حضرات امت کے محسن اور مربی مانے گئے ہیں، اس لئے اس احسان کو پہچاننے اور ماننے نیز قرب خداوندی اور نسبت نبویؐ ڈھونڈھنے کے لئے ان کا تذکرہ بھی شامل طاعت اور ذکر اللہ ہی شمار کیا گیا ہے (کہ یہی لوگ حدیث نبوی ”اِذَا ذکر اللّٰہ ذکروا وَ اِذَا ذُکروا ذکر اللّٰہ“ (جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کا بھی ذکر زبان پر آتا ہے اور جب ان کا ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ کا ذکر زبان پر آتا ہے) کے سچے مصداق ہیں گویا۔



خاصانِ خدا خدا نہ باشند
لیکن زخدا جدا نہ باشند

اور اس ذکر کی صورت مشائخ نے شجرہ پڑھ لینا تجویز کی ہے جو اکابر طریق کا معمول رہا ہے۔ بنابریں شجرہ چشتیہ مولفہ شیخ المشائخ سید الطائفہ مرشدنا حضرت شاہ حاجی امداد اللہ تھانوی ثم مہاجر مکّی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا پڑھنا بھی معمول بنا لیا جائے۔ خواہ روزانہ یا حسب ذوق وشوق دوسرے تیسرے دن۔

## خاتمہ:۔

بہر حال ذکر اللہ ہی وہ چیز ہے جس سے عالم بھی زندہ رہے گا، ذاکر بھی زندہ رہے گا اور اس کا عمل بھی زندہ رہے گا۔ پس اگر یہ ساری زندگیاں مطلوب ہیں تو ذکر اللہ پر دوام کیا جائے اور اسے جز و زندگی بنا لیا جائے جو سلف کا طریقہ رہا ہے، اور ہر دور میں سچے اور پختہ کار مسلمانوں کا رہا ہے۔ اس کو چھوڑ کر مسلمان کتنی ہی رسمی ترقیات کرلیں اللہ کے یہاں اس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عمل عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر کرے۔ آمین یارب العالمین

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْہِ التُّکْلَانُ

(**نوٹ**):۔ اس کتاب میں حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کے معمولات یومیہ اور دعائیں شامل ہیں۔

احقر محمد سالم قاسمی
(مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند)
۲۷؍شوال ۱۳۷۵ھ

# ترانۂ جامعہ

ہم صبح درخشاں، ابرکرم، ہم فصل بہاری، بادچمن
ہم زینت بزم عالم ہیں، آباد ہے ہم سے یہ گلشن

شبنم کی طرح شفاف ہیں ہم، پھولوں کی طرح شاداب ہیں ہم — کھل جاتی ہیں راہیں جس سے، وہ فکرونظر کا باب ہیں ہم
اسلام کی خدمت کرنے کو بے چین ہیں ہم، بےتاب ہیں ہم — ہم راہِ محبت کے رہ رو، ہم شمع وفا کے پروانے
ہم علم وادب کے شیدائی، ہم حسنِ عمل کے دیوانے — ہم دیوانے، ہم مستانے، ہم دشتِ جنوں کے فرزانے
یہ جامعہ اپنا گلشن ہے، ایمان و یقیں کی جنت ہے — ہر صبح یہاں کی راحت ہے، ہر شام یہاں کی رحمت ہے
یہ حسنِ عمل کا ثمرہ ہے، اخلاص کی نکہت و برکت ہے — یہ فکر و نظر کا گہوارہ، ہر فرد یہاں کا سیارہ
فطرت نے اِسے وہ روپ دیا، بھاتا ہے یہاں کا نظارہ — قدرت نے سنوارا ہے جس کو، ہر زرہ یہاں کا مہہ پارہ
یہ علم و ہنر کی بستی ہے، اس بستی کے معمار ہیں ہم — ہم بادۂ وحدت پیتے ہیں، سرمستی میں ہشیار ہیں ہم
ہشیار ہیں ہم، بیدار ہیں ہم، بیدار ہیں ہم، خوددار ہیں ہم — یہ وادی حضرت قاسمؒ ہے، کھل تا ہے جنوں کا باب یہاں
ہے فکر مونگیریؒ کا مرکز، ہر علم وادب شاداب یہاں — الیاسؒ کی نسبت رکھتے ہیں، سیکھے ہیں سبھی آداب یہاں
ہر صبح سعادتؒ کی کرنیں، ہر زرہ یہاں کا نورانی — تنویر میں ہیں جو رشکِ قمر وہ مفتیؒ حضرتِ عثمانیؒ
چلتی ہے یہاں جن کے دم سے ہر صبح ہوائے ایمانی — ہے دعا فیصلؔ کہ اب پھولے پھلے یہ گلستاں
اور ہر اِک فرد نکلے بن کے اس سے باغباں — گرقبول افتد زہے عز و شرف رب جہاں

ہم صبح درخشاں، ابرکرم، ہم فصل بہاری، بادچمن
ہم زینت بزم عالم ہیں، آباد ہے ہم سے یہ گلشن

نتیجہ فکر: حضرت مولانا محمد خالد فیصل ندوی غازی پوری
استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

# قطعہ

## توغنی از ہر دو عالم مَن فقیر

اے میرے رحیم وکریم مولیٰ تو دونوں عالم میں ہر چیز سے بڑھ کر ہے تجھے کسی کی کوئی ضرورت نہیں
لیکن تیرا یہ کمزور و بے سہارا اور بے نوابندہ دنیا اور آخرت میں تیرا (ہرجگہ) محتاج ہے

## روزمحشر عُذر ہائے مَن پذیر

اے میرے مولا! میدان محشر میں مجھے میری بداعمالیوں کی وجہ سے رسوا اور ذلیل نہ کر۔ میری
کوتاہیوں کو درگزر فرمادے اور میری لاج رکھ لے۔ اے معاف کرنے والے مجھے معاف فرمادے

## گرتو می بینی حسابم ناگزیر

اور اے کریم!_____ اگر میرے گناہ بہت ہی زیادہ ہوں_____ اور کسی وجہ سے
معافی اور درگزر کے لائق نہ ہوں۔ اور ان کی وجہ سے مجھے پکڑنا ضروری ہو تو۔!

## از نگاہِ مصطفےٰؐ پنہاں بگیر

اے کریم! اس گنہ گار کی عاجزانہ درخواست ہے کہ میرے نبی ﷺ کی مبارک نگاہوں سے
(قیامت کے دن) میرے جرائم کو چھپا دیجئے اور محبوب ﷺ کے سامنے رسوائی سے بچالیجیے۔

علامہ اقبالؒ

- *Lord! Thou art above the two worlds, and me, the beggar of thy compassion.*
- *O Lord! Account not my sins on the Day of Judgment.*
- *It at all, thou find my evaluation inevitable.*
- *Bring it not in the knowledge of Prophet Mustafa (SAW)*

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ و آلہ

# تضمین

دی روز دربستانِ سَرا
سب طوطیاں شیریں زبان
پڑھتی تھیں نعت مصطفےٰ
بلغ العلیٰ بکمالہ

قُمری بھی اپنے ذوق میں
ڈالے تھی گردن طوق میں
پڑھتی تھی اپنے شوق میں
کشف الدجیٰ بجمالہ

بلبلیں سب سو بسو
لیتی تھیں ہر ایک گل کی بو
کرتی تھیں باہم گفتگو
حسنت جمیع خصالہ

چڑیوں کے سن کر چہہ چہے
انساں بھلا کیوں چپ رہے
واجب ہے اس کو یوں کہے
صلو علیہ وآلہ

# مطبوعات جامعہ

| نام کتاب | مصنف | مرتب |
|---|---|---|
| مقامات مقدسہ | حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| زکوٰۃ اور اس کا مصرف (اردو/انگریزی) | امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| خطبہ حجۃ الوداع (اردو/انگریزی) | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| قاضی مجاہد الاسلام حیات وخدمات نمبر | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| سیرت النبی نمبر | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| مسلم پرسنل لا نمبر | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| پیام انسانیت نمبر | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| مجاہد کی للکار | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی | |
| قرآن کریم کا اعجاز اور اس کی حقیقت | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی | |
| ہندوستان میں مدارس اسلامیہ (اردو/انگریزی) | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی | |
| اسلام اور امن وآشتی، اردو/انگریزی (زیر طبع) | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی | |
| قادیانیت کی حقیقت (اردو/انگریزی/ہندی) | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی | |
| اسلام اور قادیانیت عقائد کی روشنی میں | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| مجموعۂ رسائل حضرت علامہ نور محمد خان ٹانڈویؒ | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| ہندی زبان میں کتب سیرت کا ادبی جائزہ (زیر طبع) | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| راہ عمل (زیر طبع) | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| ذکرا قائماً (20ویں صدی کے علماء گجرات کی علمی، دینی خدمات) | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| دینی مدارس ماضی، حال اور مستقبل تقاضے، چیلنجز اور ان کا حل | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| قادیانیوں کو غور وفکر کی دعوت | | مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی |
| محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں | حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی | |
| قادیانیت منظر اور پس منظر | حضرت مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی | |
| چند نامور علماء | حضرت مولانا بدرالحسن قاسمی | عبدالقادر شمس قاسمی |
| قادیانی گروہ زندیقوں کی طرح تحریک ارتداد چلا رہا ہے | | مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری |
| قادیانیوں کی چال سے ہوشیار رہیں! | | مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری |
| قادیانیت انگریزوں کا خود کاشتہ پودا (اردو، ہندی) | | مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری |
| عام مسلمانوں کو قادیانیت کی حقیقت سمجھانے کا طریقہ (ہندی) | | مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری |
| ایمان اور کفر کی حقیقت (ہندی) | | مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری |
| قادیانیت کے متعلق علمائے اسلام اور سرکاری عدالتوں کا فیصلہ | | مولانا شاہ عالم گورکھپوری |
| قادیانی تحریروں کی روشنی میں قادیانیوں کی سیاسی وسماجی پوزیشن | | مولانا شاہ عالم گورکھپوری |
| دین اسلام سے قادیانیوں کا کوئی تعلق نہیں (ہندی) | | مولانا شاہ عالم گورکھپوری |
| تحریک تحفظ ختم نبوت اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ | | ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب القاسمی |
| کوسی کا تباہ کن سیلاب اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ | | (رپورٹ) شاہ جہاں شاد |
| متاع زندگی مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی جہد مسلسل، تحریکات، خدمات | | ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب القاسمی |

اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر رسائل ومجلّات طباعت کے مرحلے سے گذر کر جلد ہی منظر عام پر آنے والے ہیں۔